۱۵۰

صلى الله على حبيبه محمد وآله وسلم

معمولاتِ مظہریہ
لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر
فی الحقیقت اپنے گھر گیا مظہر
امروز گر نہ رفتہ عزیزان خبر نیست
فرداست وزین غم ز ماہم خبر نیست
اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے
مُصنّف
محمد نعیم اللہ بہرائچی
مُترجم
محمد الطاف نیروی
نائب خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور
کرمانوالہ بک شاپ
دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور

بفیضان کرم
حضرت سید السادات پیر محمد اسمٰعیل شاہ بخاری
المعروف حضرت کرمانوالے
آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف اوکاڑہ
شمیم باغ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری
حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری
حضرت پیر
سید صمصام شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
زیر سرپرستی
حاجی پیر انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی
زیر اہتمام
سمیع اللہ برکت
جملہ حقوق محفوظ ہیں
اشاعت 21 دسمبر 2009
قیمت

# فہرست مضامین

| عنوان | صفحہ |
| --- | --- |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَآ اُوْتِیْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَاُمِرْتُ بِاَنْ اُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَبِیْبِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاُسَلِّمُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّ بِشَمْسِ الدِّیْنِ حَبِیْبِ اللّٰہِ مَظْھَرًا وَّنُوْرًا وَّخَلِیْلًا وَّ حَبِیْبًا۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھے قرآن پاک عنایت کیا اور مجھے حکم دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور (آپ کے وسیلہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے اصحاب پر درود وسلام بھیجوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے پر خوش و راضی ہوں اور شمس الدین اللہ تعالیٰ کا دوست اور اس ( کی صفات ) کا مظہر اور اس کا نور اور اس کا خلیل وحبیب ہونے پر خوش ہے اور حسب کے اعتبار سے مٹی وخاک کی مشت اور نسب کے اعتبار سے پانی کا قطرہ اور وطن کے اعتبار سے بہڑاپچی اور مذہب کے اعتبار سے حنفی مشرب وسلسلہ کے اعتبار سے نقشبندی نعیم الدین کہتا ہے کہ خانقاہ شمسہ ومظہریہ جو کہ شمس وسورج سے بھی زیادہ روشن وواضح ہے ان کے معمولات کے بارے میں یہ چند کلمات پیش خدمت ہیں اور یہ معمولات نور کے اوپر نور ہے۔ یَھْدِی اللّٰہُ تَعَالٰی لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہے نور کے

(راستے پر چلنے کی) ہدایت دیتا ہے۔ کرامت اللہ اور نور محمد کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی عزت و بزرگی کے نور سے اور یقین کی ہدایت سے روشنی عطا کرے کہ ان دونوں کی محبت واخوت کی نسبت اور طریقت کے اندر فرزندی کی قبولیت کی نسبت اس فقیر کے ساتھ ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ ھُوَ اللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ اللہ تعالیٰ ہی توفیق و مدد دینے والا ہے ان دونوں کے التماس سے اس کتاب کو میں نے ترتیب دیا ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حضرت مرزا جانجانان رحمۃ اللہ علیہ سعید وقت اور مسعودِ زمان کی پیدائش ۱۱۱۱ ہجری میں ہوئی اور ایک روایت کے مطابق ۱۱۱۳ ہجری ہے۔ چنانچہ حضرت نے خود اپنے عالیشان دیوان کے عنوان کے اندر اپنی پیدائش کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے جو کہ سالگرہ کے حساب و کتاب و شمار کے اعتبار سے ۱۱۱۱ ہجری کے مطابق و موافق ہے۔ بیان فرمایا کہ آج ایک ہزار ایک سو ستر ہجری ہے اور میری عمر ۶۰ سال ہے اور یہی صحیح و درست بات ہے۔

اس زمانے میں اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جنوب و دکن ممالک کے انتظام و انصرام میں مصروف تھے اس وقت مرزا مظہر جانِ جانان رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب زمانے کی تمام مصروفیات و منصب چھوڑ کر اپنی توجہ کی زمام ورسی کو مکمل طور دارالحکومت اکبر آباد پر لگائے و جمائے ہوئے تھے۔ اسی دوران آپ کالا باغ کے مقام پر جو کہ مالوہ کی حدود و قیود میں واقع ہے جب پہنچے تو رمضان المبارک کی گیارہ تاریخ تھی کہ یہ نیر اعظم اور آفتاب معظم سعادت کے مطلع سے طلوع ہوئے یعنی پیدا ہوئے۔

اشعار

شکر للہ بساعت مسعود

نور گیتی فروزشد شد موجود

وز طلوع جمال شمس الدین
از ثریٰ تا بعرش شد مشہود

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اچھی ساعت و وقت میں دنیا کے اندر روشنی و چمک والا وجود موجود ہوا اور شمس الدین کے جمال کے ظاہر و طلوع ہونے سے، تحت الثریٰ سے لے کر عرش علیٰ تک ہر چیز گواہ و شاہد ہے۔

جب آپ کی ولادت باسعادت کی خبر عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے فرمایا پسر جان پدر میباشد یعنی بیٹا باپ کی جان و روح ہوتا ہے اور آپ کے والد کا نام مرزا جان تھا تو آپ کا نام ہم نے جانجان مقرر کیا اور اس تقریب میں آپ اسم بمسمّی ہوگئے اور عوام کی زبان پر تھا مَنْ اُعْطِیَ مَکَانًا عَلِیًّا وَلَمْ یَجْعَلْ لَہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا۔ ترجمہ: جس شخص کو بلند و بالا مقام و مرتبہ دیا جاتا ہے اس سے قبل اس نام کی کوئی شخصیت نہیں ہوتی اور جانِ جانان کے نام سے مشہور و معروف ہوئے اور آپ کا تخلص مظہر ہے اور آپ کا لقب شمس الدین حبیب اللہ ہے آپ نسب کے اعتبار سے علوی ہیں اور مذہب کے لحاظ سے حنفی ہیں اس وجہ سے آپ کے طریقہ کو طریقہ شمسیہ مظہریہ کہتے ہیں اور اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْسِ اور نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کے نام سے بھی آپ پکارے جاتے تھے اور جب تک جان جسم، قالب میں مخفی، پوشیدہ ہے۔ انہیں اسی طرح جانتے ہیں جس طرح حضرت علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ انہیں جانتے ہیں۔ ثناء اللہ پانی پتی حضرت مرزا جانِ جانان کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں بلکہ حضرت جانِ جانان رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ ہیں۔ مَدَّ اللّٰہُ تَعَالٰی ظِلَالَ کَمَا لِھِمْ عَلٰی رُؤُسِ الطَّالِبِیْنَ الْمُحِبِّیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ حضرت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ کمال کو طالبین، محبین، مخلصین کے سروں پر تا قیامت قائم رکھے آپ نے حضرت جانانِ جانان کے بارے میں اپنی کسی کتاب میں کچھ تحریر کیا ہے اس تحریر میں سے چند جملے میں نقل کرتا ہوں۔ قبلہ اہل کمال، مخلص حضرت ذوالجلال قدوۃ الاولیاء عصر، خلاصۂ اصفیائے

دہر، دُرِّ یگانہ بحار، معانی گوہر شاہوار درگاہِ سبحانی، درعلومِ ظاہر مثلِ شمس اظہر، در حقائقِ باطن مثل جان ارفع واستر واسم مبارکش گواہند بریں مدعا، شب و روز دو شاہد برکمال تقوی ای کتاب ہمہ دانی وائی متشابہات قرآنی، وائی منبع سنت پیغمبری، وائی مظہر انوار سروری۔

لف ونشر مرتب: ترجمہ: اہل کمال کے قبلہ و کعبہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں مخلص، اولیاء اللہ کے پیشواہ و برگزیدہ اپنے وقت کے اصفیاء کے خلاصہ، معانی کے سمندر میں یکتا موتی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شاہ سواری کا گوہر، علوم ظاہری میں سورج و آفتاب کی طرح زیادہ واضح روشن، باطنی حقائق میں بلند و پوشیدہ روح و جان، آپ کے مدعا پر آپ کا اسم گرامی گواہ، آپ کے کمال تقویٰ پر دن اور رات دو عمدہ ترین گواہ، قرآن پاک کی مکمل تفہیم رکھنے والے، قرآن کے متشابہات کی تاویل کی طرف دعوت دینے والے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے منبع کو کھولنے و چلانے، عام کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے انوار کو ظاہر کرنے والے:

## مثنوی

ای مرا چوں مصطفیٰ من چوں عمر
از برائے خدمت بندم کمر
اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شودبے قیل و قال
ترجمانی ہر چہ مارا در دل است
دستگیری ہر کہ پایش در گل است
تاقیامت گر بگویم ایں کلام
صد قیامت بگزرد و ایں ناتمام

(انتہاء کلامہ الشریف)

اے میرے شیخ میرے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند میں عمر کی مانند میں نے جناب کی خدمت کے لئے کمر باندھ لی ہے، اے میرے شیخ آپ کی ملاقات ہر سوال کا جواب ہے، آپ کے سامنے بولنے چالنے کے بغیر ہی مشکل حل ہو جاتی ہے، ہمارے دل میں جو کچھ ہوتا ہے آپ اس کی ترجمانی فرما دیتے ہیں، آپ ہر اس شخص کی دستگیری کرتے ہیں جس کے پاؤں کسی بھی مشکل یا گارے میں پھنسے ہوں، قیامت قائم ہونے تک اگر میں ایسی گفتگو کرتا رہوں...... ایک سو قیامت گزر جائیں گی تب بھی یہ گفتگو و کلام نامکمل و ناتمام ہوگی۔

یہ ہمارے پیر و مرشد برحق، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اور نعمت اللہ تعالیٰ کے حبیب و دوست اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے نائب جن کا کوئی اپنے وقت میں کوئی ثانی نہیں مَنْ اُعْطِیَ مَکَانًا عَلِیًّا وَلَمْ یَجْعَلْ لَہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا یعنی حضرت مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مذہب کے لحاظ سے حنفی ہیں، مسلک و مشرب کے اعتبار سے مجددی ونقشبندی ہیں اور آپ لقب شمس الدین ہے مَدَّ اللّٰہُ تَعَالٰی ظِلَالَ جَلَالِہٖ وَکَمَالِہٖ وَقَدْ سَنَا اللّٰہُ بِبَرْکَتِہٖ وَاَفْضَالِہٖ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہمارے جلال و کمال والے مرشد و پیر کے سائے کو تا دیر قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ ان کی برکت و فضیلت کے وسیلہ و جمیلہ سے ہمیں پاک وصاف و ستھرا کر دے۔ آمین یارب العالمین۔ حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہاں کلام و گفتگو ختم ہوگئی۔

اور نجومیوں نے حضرت جانجاناں کے ستارے کا زائچہ بنایا تو کہنے لگے یہ ستارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ستارہ کے ساتھ ملتا جلتا ہے صرف دو جگہ اختلاف واقع ہوا ہے۔ باقی ہر مقام دونوں ستاروں کے درمیان اتفاق واتحاد پایا جاتا ہے۔ لِلّٰہِ دَرٌّ مَنْ قَالَ فِیْ مَدْحِہٖ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لئے موتی ہیں جس نے ان کی مدح میں کچھ کہا ہو یعنی آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں عالی مقام، مرتبہ شخصیت ہیں۔

(شعر)

کوئی آج ان کے برابر نہیں
وہ سب کچھ ہیں مگر پیغمبر نہیں

اس بات کی تصدیق یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَنْ سَعِدَ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ کہ جو شخص سعادت مند ہوتا ہے وہ ماں کے پیٹ میں ہی سعادت مند ہوتا ہے اور ان کی شان یہ ہے کہ روز ازل سے صفات باری کے مظہر اور سورج و آفتاب کی مانند روشن و چمکدار کہ طفولیت و بچپن یعنی شیر خوارگی کے ایام میں عشق حقیقی کے انوار و برکات اور کمال ترین بزرگی کے آثار آپ کی جبین و پیشانی سے ظاہر و باہر جگمگا رہے تھے چنانچہ آپ کسی معشوق کے حسن و جمال کے جلوہ کے اندر ذات باری تعالیٰ کی صفات و برکات کا مشاہدہ و نظارہ کروایا کرتے تھے اور کسی خوبصورت بندہ کے پاس آپ جلوہ گر ہوتے تھے پھر وہاں سے جلدی جلدی مجلس برخاست نہیں کرتے تھے مگر آپ حیلہ اور بلوغت کے شعور و سمجھ کے ساتھ برمحل شعر و مصرع کہا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ شاعری کرنا اور نظری و فکری طور پر پریشان رہنا فقیر کی طبیعت کے خمیر کے اندر رچا بسا ہوا ہوتا ہے اور آپ بچپن ہی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے زبردست اتباع کرنے والے و پیروکار تھے۔ اپنی پوری طاقت و کوشش کے ساتھ سنت پر عمل کرتے تھے چنانہ ایک دن آپ کے والد صاحب آپ کو اپنے مرشد صاحب کے پاس لے گئے اتفاق سے ان بزرگوں کی حالت سکر کی وجہ سے عصر اور مغرب کی نماز رہ گئی یعنی وہ نماز نہ پڑھ سکے۔ ان حالات و احوال کو دیکھنے کی بناء پر آپ نے اپنے دل کو کہا اگر میرے والد صاحب مجھے ان پیر صاحب کی بیعت کرنے کا حکم دیں تو میں ہرگز اس حکم کو قبول نہیں کروں گا اور اسی سال آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں مقبول ہوئے تھے شاید یہ بات اس لئے ہے کہ جب بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک آتا تھا آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا بعینہٖ آپ کے سامنے حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت سامنے آجاتی تھی اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک نورانی صورت میں ظاہر ہوتی اور اچھے امور کی طرف راہنمائی کرتی تھی اور آپ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نو سال کی عمر میں خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی پشت پر دست شفقت رکھا اور جس دن سے آپ نے اپنے والد صاحب کو یہ بات بتائی تو اس وقت سے آپ کے والد صاحب آپ کی بہت عزت وتوقیر کرتے تھے حتیٰ کہ مرزا صاحب کے بغیر آپ کو کبھی بھی نہیں پکارتے تھے اور دوسری مرتبہ آپ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں جنت کا نظارہ کیا یعنی خواب میں انبیاء اور جنت دونوں کو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ پر بہت شفقت و مہربانی فرمائی اس دن سے آپ فرماتے ہیں کہ میں ابراہیمی مشرب وطریقے پر ہوں اور حضرت شیخ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے محمدیؐ المشرب بنایا ہے ایک مرتبہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا آپ نے چاہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدم بوسی کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیشانی کو اپنی بغل میں پکڑا اور فرمایا اپنی پیشانی کو میری پیشانی کے ساتھ لگائیں کسی دوسرے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے بغل میں پکڑا اور اپنے برابر سلا دیا۔ سونے کی حالت ایک پاس یعنی ایک پہر جو تین سے چار گھنٹے کی مدت کے برابر ہوتی ہے اس نیند کی مدت کے دوران جو اسرار اور راز و نیاز ظاہر ہوئے ہیں انہیں اوراق و کاغذوں پر لکھ کر بیان کرنا ناممکن مسئلہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے تیسری مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا اور ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری شکل وصورت میں دیکھا اور یہ تبدیلی میرے باطنی حال کی تبدیلی واستعداد کے مطابق تھی چنانچہ جب میں نے پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ امرد یعنی قریب البلوغ شکل وصورت میں نظر آئے کیونکہ میرا آپ سے تعلق و واسطہ

نسبت و مناسبت کمزور تھی جب دوسری مرتبہ دیکھا تو آپ صحیح جوانی کی شکل و صورت میں نظر آئے اس وقت آپ کے ساتھ میرا تعلق و رابطہ درمیانی نوعیت تھا اور جب میں نے آپ کو تیسری مرتبہ دیکھا تو آپ شیخ کی شکل و صورت میں نظر آئے اس وقت میرا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تعلق و ربط کمال درجہ پر تھا۔ الغرض کئی مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور اس امت کے اولیاء کرام کو بھی خواب میں دیکھا اور اویسی طریقے پر ان سے فیض کا اِستفادہ کیا یعنی بغیر ظاہری ملاقات کے ان کی روحوں سے فیض حاصل کیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہری زندگی میں بالکل ملاقات نہیں ہوئی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں روحانی طور پر مستفید کیا اور کمال و تکمیل کے مقام و مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اکثر مشائخ کرام کَثَّرَ اللّٰہُ اَمْثَالَکُمْ۔ آپ کے لئے کہا کرتے تھے (اللہ تعالیٰ تمہاری جیسی مثالوں کو زیادہ کرے) حضرت سید السادات سید نور محمد بداوَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آپ کے اول و پہلے پیر ہیں ایک مرتبہ حضرت کے پاپوش و جوتے اپنے دست مبارک سے درست و سیدھے کئے تو آپ نے ان سے معافی چاہی تو جواب دیا (اے مرید و بیٹے) کیوں ناخوش ہوتے ہو میں نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کرتے تھے میں بھی اگر اپنے ساتھیوں و دوستوں کی خدمت اتباع نبی اور اجر و ثواب کی نیت سے کروں تو کوئی مضائقہ و خرابی نہیں۔

حضرت شیخ الشیوخ محمد عابد سنامی جو کہ حضرت جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں کمال مرتبہ و تمکنت و وقار و دبدبہ کے حامل ہونے کے باوجود ایک مرتبہ حضرت کی زانو بوسی کی تو فرمایا دو آفتاب آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت جانِ جانان کی کشفی کیفیت کم ہونے کے باوجود ایک دوسرے میں فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔ سبحان اللہ کتنا ہی سعادت مند ہے وہ مرید جو اپنی اچھی و عمدہ استعداد اور

قابلیت کے پیش نظر پیر کی موجودگی و حاضری کے دوران کمال و تکمیل تک پہنچے اور اپنے پیر کے تمام کمالات و مقامات تک بلند و بالا ہو گئے حتیٰ کہ پیر کا مقام اور پیر کا رنگ ہو گئے کتنے عمدہ و تعجب میں ڈال دینے والے ہیں وہ پیر کہ اپنے جذب وقوت و توجہ کے زور پر اپنے مرید کو کھینچتے کھینچتے اس مقام تک پہنچا دیا جس مقام تک خود پہنچے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی شیخ و پیر نے اور باتیں بھی حضرت کے بارے میں فرمائی تھیں یہ مختصر سی کتاب ان فرمودات کو اٹھانے سے قاصر ہے الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں ان کی نسبت سے غرض ہے کہ آپ کے نور معرفت سے اور توجہ سے جہان روشن و منور ہوگا اور یہ مقام و مرتبہ خواص میں سے قطب الارشاد کا خاصہ ہے کہ حضرت شیخ و پیر نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

یہی وہ وجہ ہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ خانقاہ عالیہ شمسہ مظہریہ کے طالبوں کی سلوک کی منزل سرعت و تیزی سے مکمل کر دیتا ہے اور جلدی سے جلدی منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت حاجی محمد افضل سیالکوٹی جو کہ آپ کے شیخ الحدیث ہیں یعنی آپ نے ان سے حدیث شریف پڑھی ہے اور پیر مجلس بھی ہیں سیالکوٹی صاحب اکثر حضرت سے اپنے احوال بیان کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف کی نعمت سے سرفراز کیا ہے اور مجھے یہ نعمت نہیں ملی آپ میرے احوال کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان کی کیا نوعیت ہے اور حضرت کو جو بھی ان کے احوال دکھائی دیتے تھے آپ انہیں بتا دیا کرتے تھے۔ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب جو کہ آپ کے پیر مجلس وصحبت ہیں آپ کی عاجزی وانکساری کے پیش نظر آپ کے سامنے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے تو حضرت آپ سے معذرت خواہی کرتے تو سعد اللہ صاحب جواب دیتے اے مرزا صاحب میں ضرر و تکلیف پہنچنے کے خوف سے ایسا کرتا ہوں یعنی تواضع و عاجزی کرتا ہوں ان حالات و واقعات سے آپ حضرت جانجاناں کی قدر و منزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرات مشائخ کرام آپ کے حق میں کس طرح معاملات ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں ظاہری اور باطنی علوم کے اعتبار

سے بڑے عظیم ترین لوگوں میں سے ہوئے ہیں آپ نے حضرت جان جانجانان کے طریقے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی کا بے مثال باکمال ذریعہ قرار دیا ہے اور اپنے مکاتیب میں بہترین ونفیس القاب سے یاد کیا ہے اور حاجی فاخر صاحب الہ آبادی بہت بڑے محدث ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب سنت کی اتباع کرنے میں بہت بڑا مقام وشان رکھتے ہیں اور آپ کے قدم مستقیم راہ مستقیم پر ہیں اس بات کی تصدیق یوں ہے ایک مرتبہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا میں دیکھتا ہوں کہ ایک خاص قسم کا عراقی گھوڑا اپنے ساز وسامان کے ساتھ آراستہ وپیراستہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در دولت پر کھڑا ہے میں نے پوچھا کہ اس گھوڑے کا مالک کون ہے جواب میں احباب نے کہا کہ اس کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جب میں وہاں سے واپس آنے لگا تو دوبارہ میں نے سوال کیا کہ گھوڑا کس کا ہے تو جواب ملا کہ یہ گھوڑا حضرت مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہے میں اس اسپ وگھوڑے کو تاویل کے اعتبار سے اتباع سنت سے شمار کرتا ہوں کہ آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع وتابعداری کرنے میں اللہ تعالیٰ نے کامل ترین حصہ فراہم کیا ہے ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت حاجی فاخر صاحب جو کہ محدث اور انتہائی سچے وعدل والے ہوئے ہیں کہ کلمات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا سنت کی پیروی واتباع میں مقام و استقامت اور شریعت و طریقت کے بالکل سیدھے راستے پر چلنے کا بہت زیادہ حصہ اور نصیب کامل ملا ہوا ہے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ سنبھلی کہ آپ حضرت صاحب کے خلفاء میں سے ہیں ایک مرتبہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے عرض کی طریقت کے اندر حضرت مرزا صاحب میرے مرشد وپیشوا ہیں طریقت کو رائج کرنے میں اور شریعت کے احکام پہچانے میں بہت زیادہ محنت کرتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یعنی مرزا صاحب کا یہ طریقہ مقبول ومنظور ہے تو حضور نے جواب دیا ہاں منظور ومقبول ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس مقام پر کچھ گفتگو فرمائی ہے اس

خواب کی تصدیق یوں ہے کہ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ایک روپیہ یومیہ خرچ کرنے کے لئے دینے کا وعدہ فرمایا اور میرے ایک نزدیکی عزیز نے ایک روپیہ یومیہ حضرت کو دینا شروع کر دیا اور عرصہ ہائے دراز یہ سلسلہ چلتا رہا میرے اس عزیز نے ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا تو حضرت مرزا صاحب اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ پانی پت میں اپنے گھر میں تشریف فرما ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام در پر کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ اے عزیزوں تم نے طریقے کو خوب جاری و ساری کیا ہے اور اس کے حصول کے در پے ہو اللہ تعالیٰ برکتیں عطاء کرے یہ دونوں خواب آپ کے اعمال قبول ہونے اور حال و مقام درست و صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ شیخ محمد علی جن کو حزین کے تخلص سے یاد کیا جاتا تھا ہندوستان کی سرزمین پر تشریف لائے ہندوستان کے اندر فن شعر و سخن میں اپنے سامنے کسی کو مستعد و تیار نہ پایا لیکن حضرت مرزا صاحب کی ملاقات کے نہ ہونے کے باوجود آپ کی تعریف کر رہے تھے چنانچہ مولوی قلندر بخش رحمۃ اللہ علیہ جو عظیم ترین اصحاب میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ سامع خان شاعر کہتا تھا کہ ایک دن میں شیخ محمد علی حزین کی خدمت میں ایک شارع و راستے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مرزا صاحب گھوڑے پر سوار اس راہ سے گزر رہے تھے کہ شیخ محمد علی حزین کی نظر آپ پر پڑی تو شیخ صاحب نے پوچھا کون جوان ہے تو سامع خان نے کہا یہ حضرت مرزا جانِ جانان ہیں تو شیخ نے کہا چشمِ بدور ہمہ دانی و ہمہ جانی ایک اور بزرگ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ چشمِ بد دور کہ ہم جانی و ہم جانانی مختصر یہ کہ جو بھی آپ کو دیکھتا تھا آپ کے یوسفی جمال اور سیرت محمدی کے کمال پر فریفتہ ہو جاتا تھا اور بے اختیار کہتا مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ. (یہ بشر نہیں فرشتہ ہے)

## حضرت مرزا جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کا نسب مبارک

مرزا جانجانان بن مرزا جان بن مرزا عبدالسبحان بن مرزا محمد امان بن شاہ بابا سلطان بن بابا خان بن امیر غلام محمد بن امیر محمد بن خواجہ رستم شاہ بن امیر کمال الدین

کہ آپ انیس (۱۹) واسطوں سے محمد بن حنفیہ کے وسیلہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتے ہیں آپ کے والد و ماجد کا تخلص جانی ہے اپنے زمانہ میں سرکردہ نفوس میں سے ہیں۔ اکثر علوم کے ماہر تھے طریقت میں آپ کی نسبت و طریقہ وسلوک حضرت شاہ عبدالرحمٰن قادری سے وابستہ ہے آپ جذب کی مضبوط و قوی قوت و طاقت اور مکمل تاثیر رکھتے ہیں اکثر لوگ آپ کی پہلی ایک نگاہ سے بے ہوش ہو جاتے اور اسی عالم میں فیض حاصل کرتے۔ آپ کے والد صاحب عجیب نوعیت کی گفتگو اور نادر و نایاب قسم کے لطائف بیان کرتے تھے۔

پہلا لطیفہ:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ای مرزا صاحب ہر وہ دل جو عشق کے داغ کے ڈورے و دھاگے میں ڈالا و پرویا نہ گیا ہو اس کی جلی ہوئی طبیعت سے کوڑا کرکٹ صاف و پاک نہ کیا گیا ہو اس کی طبیعت کی زمین اللہ تعالیٰ کی محبت کے بیج کی صلاحیت نہیں رکھتی کیونکہ عشق مجازی عشق حقیقی کے لئے سیڑھی کی حیثیت رکھتا ہے جب تک عشق مجازی کا پٹہ گلے میں ڈال کر گلی کوچہ و بازار میں اپنے آپ کو ذلیل و رسوا نہ کرے فقیر کی روح آپ سے خوش و راضی نہیں ہوگی لیکن بغیر وسیلہ کے اس راستہ میں کوئی دوسری بات مقبول و منظور نہیں ہوتی جب وسیلہ کے ساتھ اس راستہ کی دولت مطلب و مقصد کے ساتھ کشادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ جو کہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے ہر اعلیٰ و ادنیٰ کا معشوق ہے اس کے راستے میں جان کی بازی لگا دینی چاہیئے کہ ہمیشہ کی سعادت اسی کے ساتھ مربوط ہے۔ آمدہ شعر حضرت کی شان میں اس مقام کے لحاظ سے مناسب ہے۔ ملاحظہ ہو:

تنِ زارِ مرا الفت زکلفت رستہ می سازد
کہ آتش مشت خار خاشک را گلدستہ میسازد

میرے نحیف و کمزور جسم کو الفت و محبت سختی سے نجات دلاتی ہے کیونکہ خشک کانٹوں کی مٹھی آگ کو گل دستہ بناتی ہے۔

جناب جانجانان قدس سرہ فطرتی بلندی سے اور اچھی و عمدہ استعداد سے اور جناب والد صاحب کی توجہ معنوی سے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عشق کے معاملہ میں آپ کمال درجہ کی انتہاء تک بازی لے گئے ہیں اور اپنی پیاری روح اللہ تعالیٰ کی راہ میں فدا و قربان کردی۔ باطنی دولت سے محروم باطل لوگوں نے آپ کو قتل کیا آپ شہادت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوئے۔ اسی طرح شاعری کے فن میں بھی آپ مہارت عظیم کے مالک تھے۔ عشق کے الفاظ کے بغیر اپنی زبان کی تختی پر اور کچھ نہیں گزارتے تھے۔ شاعری کے ضمن میں دنیاوی غرض اور فن کے اظہار کا ہرگز کوئی خیال نہ رکھتے تھے کسی تعریف یا کسی کی ذم کے دوران اپنی زبان کو نامناسب الفاظ سے آلودہ نہیں کرتے تھے چنانچہ آپ نے اپنی مثنوی کے عنوان میں اسی لحاظ سے اشعار کہے ہیں ان میں سے چند اشعار بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔ اشعار مقدسہ ملاحظہ ہوں۔

خدا در انتظارِ حمد ما نیست
محمد چشم بر راہ ثناء نیست
خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس
محمد حامدِ حمدِ خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتی ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو می خواہم خدا را
الٰہی از تو حب مصطفیٰ را
دگر لب وا مکن مظہر فضولی است
سخن از حاجتے افزوں تر فضولی است

ز تحریرم غرض عرض ہنر نیست
دماغم را ازیں بوہا خبر نیست
طپیدن و اری از دل می نگارم
اصول رقص بسمل می نگارم
ہمیں خون گرمیم در بزم ساقیست
دگر از ہرچہ گویم اتفاقیست
خیال لن ترانی ہم نہ دارم
دماغ قصہ خوانی ہم نہ دارم

ترجمہ اشعار: اللہ تعالیٰ ہماری حمد وثناء کے انتظار میں نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں تعریف کے راستے پر نہیں لگی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو مدح کو پیدا کرنے والا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے لئے وہ کافی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی حمد کے حامد کافی ہیں۔ اگر کوئی آرزو ہو تو اسے بیان کرنا چاہئے۔ جیسی گزر ہو رہی ہے اسی پر قناعت وصبر کرنا چاہئے۔ یا رسول اللہ آپ سے اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہیں۔ یا اللہ تجھ سے رسول اللہ کی محبت چاہتے ہیں۔ مظہر اس کے علاوہ کسی کے لئے زبان کھولنا فضول ہے۔ اپنی حاجت وضرورت سے زیادہ بات بھی فضول ہے۔ میری تحریر سے ہنر وفن کو ظاہر کرنا غرض ومقصد نہیں۔ میرے دماغ کو اس کی بو کی بھی خبر نہیں۔ تڑپنا اور ہاں دل سے جو لکھ رہا ہوں...... بسمل کے رقص کے اصول کو تحریر کر رہا ہوں۔ بزم ساقی کی محفل میں میرے خون میں وہی گرمی ہے اس کے علاوہ اور جو کچھ بھی کہوں اتفاقی بات ہے۔ میں لن ترانی والے خیال نہیں رکھتا اور قصے کہانیاں پڑھنے والا دماغ بھی نہیں رکھتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائی حالات میں جب مجھ پر محبت کا جنوں غالب آتا تھا تو میں پرسوز گریہ زاری کرتا جو بڑی موزوں سروں میں ہوتی اس

طرح میرا نام ایک شاعر کی حیثیت سے مشہور ہونے لگا میرے دل میں کئی بار آتا کہ میں اپنے ذوق کے مطابق شعر کہوں یعنی نغمات کا شور اور زور اس طریقے پر ہوتا جس طرح کہ مے خانے میں مے خوار کرتے ہیں...... انہی حالات و واقعات کے دوران......

جب میں سلسلہ نقشبندیہ کے حضرات کے ساتھ منسلک وابستہ ہوا تو اس قدر مغلوب الحال ہوا کہ میرے دل کے اندر سے وہ تمام کیفیات ختم و مسلوب ہوگئیں اصلی اور بنیادی طور پر میرے اندر شریعت کے خلاف اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلنے کی ہمت و طاقت ہی نہ رہی اور طبیعت کے اندر جو اثر باقی رہ گیا تھا وہ اشعار اور دینی باتیں بتانے و لکھنے میں صرف ہوا اور اس وقت میں مشائخ نقشبندیہ کے حکم کے مطابق عرصہ تیس سال سے طریقت اور شریعت کے طالبوں کی تربیت و تعلیم میں مصروف ہوں سوائے گوشہ نشینی اور سفر آخرت کے لئے ساز و سامان اور تدبیر وغیرہ کے علاوہ میرے سامنے اور کوئی چیز نہیں چنانچہ آپ نے اپنے عالی شان وعظمت والے دیوان کے اندر اس بارے میں کچھ بیان فرمایا ہے نیز آپ نے فرمایا کہ شعر و سخن کا جو میرا ذوق و شوق ہے اس سے رفتگان کی یاد کو تازہ اور نقل کرنا مقصود ہے اہل دل میں سے ایک شخص ایک دن حاجی محمد افضل صاحب جو کہ حضرت مرزا صاحب کے شیخ الحدیث ہیں ان سے عرض کیا کہ حضرت مرزا صاحب جو شعر کہتے ہیں اس کی ضرب کا اثر میرے دل پر پہنچتا ہے اور متصل و ساتھ ہی مجھے قلب و دل کے اندر فیض پہنچتا ہے اور دل کو وافر مقدار میں حصہ نصیب ہوتا ہے بخلاف دوسرے دوستوں کے اشعار کے کہ ان سے میرے دل کو کوئی چاشنی ولذت حاصل نہیں ہوتی تو حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب مردانِ خدا اور اہل دل و اہل درد حضرات میں سے ہیں آپ جو کچھ بھی کہتے ہیں دل کے درد و کرب سے کہتے ہیں اس لئے سننے والوں کو اس کی پوری تاثیر حاصل ہوتی ہے اس ضمن میں حضرت مرزا صاحب زیادہ دیر تشریف فرما رہتے حضرت حاجی صاحب شیخ الحدیث بہت ہی زیادہ

خوشی کے ساتھ کہتے کہ یہ عزیز و پیارا آپ کے اشعار سننے کا کمال درجے کا شوق رکھتا ہے اور جناب حضرت مرزا صاحب اس وقت اشعار کہتے کہ وہ عزیز و پیارا اور حاضرین مجلس بڑے متلذذ و محظوظ ہوتے بے اختیار آپ کی تعریف و مدح وستائش کے لئے آپ اپنے لبوں کو کھولتے اور آپ کے اشعار کے لئے کہتے کہ آپ کے اشعار شرع کے عین مطابق ہیں اور اہل دل کے اندر مقبول ہیں۔

دوسرا لطیفہ:

فرماتے ہیں اللہ تعالٰی سے محبت و آشنائی حقیقت میں مردوں کا آئین اور دستور ہے اس فن کے ماہرین نے اس بارے میں کئی کتب و رسائل تحریر کیے ہیں لیکن ہماری اس محنت و کوشش کے اندر سب سے بڑی جز اور بات جوش و گرمی ہے ہر وہ شخص جس کے اندر گرمی و جوش پیدا نہیں ہوگا وہ ان کے ہم مجلس نہیں ہوگا اور اسے یہ لوگ ناپسندیدہ محسوس ہوں گے کیونکہ جس نسبت کا وہ آدمی ہے اس نسبت کی خاک و خون یہاں کوئی نہیں کہ اس کے اندر جوش پیدا کرے جیسا کہ قرابت والے لوگوں میں ہوتا ہے اور جو چیز دوست و آشنا کو پسند آجائے اسے تو اپنے لئے پسند نہ کر اگرچہ اپنے دل کی خوشی سے تجھے اختیار دے دے اور تھوڑی سی لغزش و تقصیر و کوتاہی سے اپنے اندر کوئی خرابی ظاہر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ آشنائی و محبت کا درخت و پودا عرصہ دراز پرورش کرنے کے بعد ثمرہ و پھل دینے کی صلاحیت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے فی الفور، آناً فاناً اس سے قطع تعلقی پیدا کرنا مروت و الفت دوستی و پیار کے تقاضوں سے کوسوں درجے دور کی بات ہے۔

(شعر)

جدائی ز احباب کردن خطا است<br>
بریدن ز یاراں خلاف وفا است

دوست احباب سے جدائی اختیار کرنا غلطی ہے۔ الفت ومحبت والوں سے کٹ جانا وفاداری نہیں ہے۔

اس صفت و چیز کے ساتھ اس کا امتحان نہ لے جو صفت چیز اس کے پاس نہیں ہے مثال کے طور پر بخیل کو مال خرچ کرنے والی بات کے ساتھ نہ آزما کیونکہ یہ صفت اس کے اندر نہیں پائی جاتی بری صفت والے سے اچھی صفت کیسے ممکن ہوسکتی ہے اسی طرح بزدل شخص سے جوانمردی کی توقع رکھنا درست نہیں کیونکہ لومڑی سے شیر کا کام کہاں ہوسکتا ہے ہر وہ شخص جس کے ساتھ زمانے کے حالات موافقت نہ کریں تو دوستوں کو چاہئے کہ اس شخص کے ساتھ اختلاط ومیل جول زیادہ رکھیں تا کہ وہ رنجیدہ و پریشان نہ ہو اس کا عکس والٹ کرنا خلاف اولیٰ بات ہے۔

تیسرا لطیفہ:

آپ فرماتے ہیں جس طرح قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کو سمجھنے کے لئے ان کے اندر تدبر وتفکر کرنے کے لئے اہل عرب کے محاورات سے واقفیت کا ہونا ضروری امر ہے اسی طرح مقصودہ مطلوبہ معانی کے حصول کے لئے اس ملک (ہند) کے لوگوں کے محاورات کو جاننا ضروری ہے تا کہ گفتگو کے دوران کوئی خرابی وخلل واقع نہ ہو تا کہ عقلاء کی مجلس وموجودگی میں معانی مقصودہ کے عدم حصول کا اثر قبول کرنا لازم نہ آئے۔ یعنی اہل علم کی مجلس ومحافل میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور حضرت کے والد محترم کا مرتبہ ومقام اس سے کہیں بلند وبالا ہے یہ کتاب مختصر سی ہے ان کے اوصاف بہت زیادہ اس لئے اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## حضرت مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ صاحبہ کا ذکر

آپ کی والدہ صاحبہ انتہائی پرہیزگار، عفیفہ و پارسا، خدا ترس اور خدا پرست تھیں۔ سخاوت کے اندر اپنی مثال آپ تھیں۔ حضرت مظہر جانجاناں کے والد

صاحب آپ کو کہتے کہ مرزا صاحب آپ کی والدہ محترمہ کے اوصاف حمیدہ کے نور سے میرے دل پر ہیبت طاری رہتی ہے خاص کران کی صفتِ ہمت اور پاکیزگی زیادہ ہیبت والی تھی اور تمہاری والدہ بیجاپور کے شیخ زادے خاندان رئیساں سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ ہندوستان کے جنوبی مضافاتی علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔

## مرزا صاحب کے دادا جان کا ذکر

آپ کے دادا جان بادشاہی کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود آپ سلسلہ چشتیہ میں لوگوں کو چلاتے تھے۔ یعنی طریقت کے اعتبار سے انہیں زندگی بسر کرنے کی ریاضت ومجاہدہ کرواتے تھے۔ آپ بڑے بڑے بلند مقامات پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ کے تمام شاہ سوار سپاہ اور پیدل فوج بلکہ جمیع خدمتگار و ہمراہی تہجد گزار شب زندہ دار لوگ تھے۔

## مرزا صاحب کی دادی صاحبہ کا ذکر

آپ کی دادی صاحبہ اسد خان وزیر کی خالہ زاد بہن وہمشیرہ تھیں۔ آپ کی دادی دادا جان کی مجلس وصحبت کی وجہ سے اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم و دائم رہی ہیں آپ نے باطنی طور پر اتنی صفائی حاصل کی کہ جمادات ونباتات کی تسبیح سماعت کرتی تھیں اور مستورات کو حضرت مولانا روم کی مثنوی کا درس دیا کرتی تھیں اور اکبر بادشاہ کی لڑکی کو مرزا محمد امان کے نکاح میں دیا گیا۔ مرزا محمد امان حضرت جانجانان کے دادا تھے اس طرح آپ کے جد بزرگوار کو خاندان تیمور صاحبقراں کا نواسہ کہتے ہیں۔

## حضرت جانجانان کا سلوک وروحانیت حاصل کرنے کی کیفیت وطریقہ

فرماتے ہیں فقیر وناچیز نے اپنے والد محترم کے فوت ووصال کے بعد اٹھارہ سال تک سید السادات جناب حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ سے طریقہ نقشبندیہ

پر اکتساب فیض کیا اور بیس لباس تبدیل کئے یعنی سید صاحب سے بیس باطنی مقامات طے کئے۔ کتاب تحریر کرنے والا کہتا ہے کہ اس کتاب میں جس جگہ حضرت سید کا لفظ آئے گا اس سے جناب سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مراد ہوں گے حضرت فرماتے ہیں کہ چار سال سید صاحب کے پاس مسلسل رہنے کے بعد آپ نے ولایت کبریٰ کی بشارت دی اور خرقہ خلافت عطا کیا اور اجازت مطلقہ عطاء کی اور جناب حضرت سید نور محمد صاحب ۱۱۳۵ھ ذی قعد میں اس دنیا فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت کر گئے اور میں ان کے مزار مبارک کا چھ سال مجاور رہا اور اویسی طریقے پر اکتساب فیض کرتا رہا حتیٰ کہ ولایت علیا کے مقام پر فائز ہوا جناب شیخ علی کبشری جنہیں شیخ العرب کہتے تھے کہ آپ حضرت شیخ محمد صدیق سرہندی جو کہ بغیر کسی واسطے حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے تھے ان کے بڑے اجل خلفاء میں سے ہیں انہوں نے میری ولایت کی بشارت کی شہادت دی تھی اور حضرت جانِ جانان کی حضرت سید نور محمد صاحب کے ساتھ جو تقریبات و مجالس ہوئی تھیں انہیں بھی شیخ محمد صدیق صاحب سرہندی نے ملاحظہ کیا ہوا تھا۔ حضرت والد بزرگوار کے وصال کے بعد دوست احباب کی تکلیف کے پیش نظر دو سال میں نے دنیاوی مال و متاع کے حصول کے لئے گزار دیئے اس وقت کے امراء و سرکردہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے نسب کے بلند و بالا و عالی ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کے رشتے انہیں دینے کے خواہش مند تھے حضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کسی بزرگ کے مزار پر تشریف لے گئے ہیں صاحب مزار قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور اپنی کلاہ و ٹوپی ان کے سر پر رکھ دی اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ نے دنیاوی مال و متاع کے حصول کا خیال دماغ سے نکال دیا اتفاقاً ایک دن آپ کے در دولت پر احباب جمع تھے شعر وغیرہ پڑھنے کے اسباب بھی موجود تھے کہ آپ کے دوستوں میں سے کسی دوست نے حضرت سید نور محمد صاحب کے اوصاف حمیدہ بیان کئے تو آپ ان کا نام سنتے ہی

ان کی زیارت کے لئے آپ کے دل کے اندر شوق و اشتیاق کا غلبہ ہوا تو حاضرین مجلس کی ممانعت کے باوجود آپ حضرت سید صاحب کی زیارت کرنے اور سعادت حاصل کرنے کے لئے اسی وقت تیار ہو گئے اور چلے گئے ملاقات کے بعد چونکہ آپ دوستوں کی محفل سے اٹھ کر گئے تھے دل ان کی طرف بھی متوجہ تھا تو آپ نے جلدی واپس لوٹنے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا یا حضرت انشاء اللہ آپ کی بارگاہ عالیہ میں پھر حاضر خدمت ہوں گا تو حضرت سید نور محمد صاحب کا اصول و قاعدہ یہ تھا کہ پہلے بندہ کی استعداد و صلاحیت دیکھتے تھے پھر استخارہ مسنونہ کے مطابق اپنے مرید و طالب کو ذکر کی اجازت فرمایا کرتے تھے تو جس وقت حضرت جانجانان حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی درخواست کے بغیر انہیں حکم دیا کہ آپ آنکھیں بند کر کے دل کی طرف متوجہ ہو جائیں تو آپ نے ایک لمحہ کے اندر ان کے لطائف خمسہ کو یعنی پانچوں لطائف کو جاری و ذکر کرنے والا کر دیا اور رخصت و چھٹی دے دی اور اس ذکر کا اتنا غلبہ ہوا کہ آخر کار وہ ذکر انتہائی مرتبہ کو پہنچا تو دوسرے دن صبح کے وقت حضرت سید صاحب کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی عادت کے مطابق میں نے آئینہ و شیشہ دیکھا تو اپنی ذات بعینہٖ حضرت سید صاحب کی شکل وصورت میں نظر آئی اور حضرت سید صاحب کے فوت ہونے کے چھ سال بعد خواب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ غیر متناہی ہے یعنی اس کی انتہاء کوئی نہیں اور ہماری عمریں متناہی ہیں یعنی ان کی ایک حد مقرر ہے اپنے آپ کو مکمل طور پر طلب و تلاش کی مبذول کریں تاکہ مقصود کو پالیں (تو میں) اس حکم و فرمان کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے حضرت جیو جو کہ ان کے شیخ الحدیث ہیں ان کی طرف رجوع کیا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ کو حضرت سید نور محمد صاحب سے اپنی بصیرت و طاقت کے مطابق سلوک و روحانیت کا حصہ ملا ہے اور میری کشفی قوت اتنی نہیں ہے کہ آپ کے معاملات پر نظر

رکھوں تو حضرت جانجانان نے حضرت جیو سے کتب حدیث پڑھی ہیں اور کوئی درس باطنی حاصل نہ کیا جس سے مقامات وغیرہ طے ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ مجھے درس حدیث کے دوران حدیث سے بھی فیض حاصل ہوا ہے اس کے بعد آپ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوئے جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت الاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں تو انہیں معلوم ہوا آپ تو خود اپنے احباب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کے پوتے محمد زبیر قدس سرہ کے پاس بھیجتے ہیں تو آپ حضرت محمد زبیر کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو حضرت زبیر نے فرمایا کہ آپ کو حضرت سید صاحب کی نسبت وطریقت صحیحہ سے حصہ ملا ہوا ہے اسی نسبت کی حفاظت کریں آپ کو اس سے ثمرہ ونتیجہ ملے گا اس کے بعد آپ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب جو کہ حضرت محمد صدیق کے بڑے خلیفہ تھے ان کے پاس پہنچے تو استخارہ کے مطابق جب آپ اپنی مراد کو پہنچے تو پھر بارہ سال حضرت جیو کے پاس آپ نے گزارے اور ۱۱۵۲ھ ۱۳ شوال کو حضرت جیو کا وصال ہوا اس کے بعد آپ شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد عابد سنامی کے خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد جو کہ سرہند شریف سے شاہ جہاں آباد تشریف لائے ہوئے تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کتاب میں جس جگہ حضرت شیخ کا لفظ آئے گا اس سے حضرت شیخ محمد عابد سنامی مراد ہوں گے۔ مختصر یہ کہ حضرت شیخ سنامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باطنی خزانے کی چابیاں حضرت سید نور محمد صاحب کے حوالے کردیں اسی خزانے کی عطاء کی وجہ سے آپ نے ولایت علیا پر فائز ہوئے اور کمالات نبوت سے مقامات کے حصول کا آغاز کیا اور سات سال کے عرصہ میں حقیقت نماز تک پہنچایا اس کے بعد دوسری مرتبہ ابتداء سے انتہاء تک ایک سال کے اندر اس حقیقت سے گزارا اور تیسری مرتبہ آپ نے سیر کے طور پر حضرت جانجانان کو ان مقامات سے گزارا اور حضرت مجدد صاحب کی خصوصیات

یعنی خُلّت اور محبت اور محبوبیت اور ضمنیت کبریٰ کے روحانی مقامات عطاء کئے اور طریقہ نقشبندیہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کی اجازت بھی عطاء و فراہم کی۔ اس دوران خانقاہ کے تمام ابتدائی طلباء اپنے آپ کو حضرت مرزا صاحب کے حوالے کرتے اور آپ انہیں سلوک کی ابتداء سے انتہاء تک مقامات سے گزارتے اور جب حضرت سید نور محمد صاحب حضرت مرزا صاحب کے تیار کردہ صوفیاء کو حضرت شیخ سنامی کی بارگاہ میں لے جاتے تو آپ تمام احباب کو روحانی مقامات پر فائز کرتے اور غائبانہ طور پر فرماتے کہ حضرت جانجانان سے اہل جہان کو روشنی ملے گی اور حضرت مرزا صاحب حضرت شیخ عابد سنامی کی خدمت گاری میں پورے گیارہ برس و سال رہے اور حضرت شیخ عابد سنامی کا وصال ۱۱۶۰ھ ۱۸ رمضان المبارک کو ہوا اور حضرت مظہر جانجانان نے آپ کے وصال کے بعد ۳۵ سال خانقاہ مجددیہ کو بے اندازہ تازہ رونق و چمک بخشی آپ تقریباً ہر روز ایک سو صوفیاء کو توجہ کے ساتھ مقامات سے گزارتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت روحانی و باطنی طور پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے بھی اجازت عطاء فرمائی ہے اور احادیث مبارکہ کی کتابیں جناب حاجی محمد افضل صاحب سے جو کہ بغیر کسی واسطہ کے شیخ المحدثین عبداللہ بن سالم مکی کے شاگرد و تلمیذ ہیں ان سے پڑھی ہیں اور تجوید و قرات جناب حافظ عبدالرسول قاری دہلوی سے پڑھی ہے کہ آپ نے شیخ القفراء شیخ عبدالخالق مصری سے تجوید قرات کی سند حاصل کی ہے۔

## نقشبندیہ سلسلے کی کیفیت و طریقے کا بیان

اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب کو ترتیب دینے والے جناب حضرت مولانا نعیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ کے اعتبار سے تعلق حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہے کہ فقیر کو صحبت و مجلس کا ربط، بیعت و تعلیم و تربیت کا طریقہ، خرقۂ

خلافت و اجازتِ مطلقہ کا تعلق آپ ہی کی نظر عنائت سے ہے لیکن مجھے اس کا ذکر کرنے اور فائدہ حاصل کرنے کا سبب و واسطہ حضرت مرزا صاحب کے جلیل القدر خلیفے جناب محمد جمیل صاحب بنے ہیں اور عالم خواب میں بھی حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ' چادر نصیب ہوئی ہے حضرت سالار مسعود غازی اور شاہ عبدالرحیم لکھنوی کہ پیر بخارا کے نام سے مشہور تھے ان کے مزارات کی مجاورت سے بھی فیض حاصل کیا ہے لیکن حضرت سلطانِ شہداء و سالار مسعود غازی اور میرے درمیان علوی ہونے کی نسبت بھی قائم ہے قطع نظر اس کے کہ فقیر ان کی ولایت و ملک کے اندر رہتا ہے علوی نسبت ہونے کے اعتبار سے بھی مجھ پر مہربانیاں اور عنایات ہوتی ہیں۔

شاہان چہ عجب گر بنوا زند گدارا

ترجمہ: بادشاہ اگر کسی غریب و نادار کو نوازیں تو اس میں تعجب کیا ہے۔

جناب حضرت مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلے اس عمدہ نسبت کی مہربانی حضرت سید السادات جناب سید نور محمد صاحب بداؤنی کی طرف سے ہوئی اور انہوں نے جناب حضرت شیخ سیف الدین جو کہ اپنے والد حضرت محمد معصوم جو عروۃ الوثقیٰ کے نام سے ملقب ہیں ان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں ان سے پہلی مرتبہ روحانی مہربانی حاصل کی اور دوسری مرتبہ حضرت حافظ محمد محسن جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نواسے ہیں اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ مجاز ہیں اور محمد محسن صاحب نے اکثر عمر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے پاس گزاری ان سے فیضان حاصل کیا اور حضرت سید نور محمد صاحب نے حضرت محمد اعظم جو حضرت سیف الدین کے لڑکے اور خلیفہ ہیں ان سے حاصل کی ہے اور آخری فیض حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی سے حاصل کیا ہے اور انہوں نے جناب شیخ عبدالاحد سے جو اللہ الصمد کی دلیل کے ساتھ ملقب ہیں یعنی لوگ انہیں کہتے تھے کہ آپ اللہ الصمد کی دلیل ہیں اور

شاہ گل کے نام سے مشہور ہیں اپنے والد جناب محمد سعید جو کہ خازن الرحمت کے لقب کے ساتھ ملقب ہیں ان کے خلیفہ مجاز ہیں اور حضرت شاہ گل صاحب نے اپنے چچا حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سے بھی فیض حاصل کیا ہے حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم جو کہ حضرتین کے نام سے مشہور ہیں اپنے والد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے انہوں نے حضرت خواجہ امکنگی سے انہوں نے اپنے والد حضرت درویش محمد سے انہوں نے اپنے ماموں حضرت مولانا محمد زاہد سے انہوں نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے انہوں نے حضرت خواجہ یعقوب چرخی سے انہوں نے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار سے انہوں نے حضرت خواجہ بھاؤالدین محمد نقشبند سے اور انہوں نے حضرت سید امیر کلال سے انہوں نے حضرت بابا سماسی سے انہوں نے حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی سے انہوں نے حضرت خواجہ محمود الخیری فغنوی سے انہوں نے حضرت خواجہ ربوکری سے انہوں نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے انہوں نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے انہوں نے حضرت خواجہ بوعلی فارمدی سے انہوں نے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے انہوں نے حضرت بایزید بسطامی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے اور حضرت امام جعفر صادق نے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے (۱) والد صاحب کی طرف حضرت امام باقر سے اور انہوں نے حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد سید الشھداء حضرت امام حسین سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور (۲) والدہ کی طرف سے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضرت سلمان فارسی سے انہوں نے شرف صحابیت کے ہونے کے باوجود حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی اکتساب فیض کیا اور حضرت صدیق نے جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم سے۔

اے مخاطب تجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف کے اندر دو جانبوں سے نسبت حاصل ہے ایک حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی کہ تین واسطوں کے ذریعے آپ حضرت جنید بغدادی سے جا ملتے ہیں یعنی حضرت شیخ ابوعثمان مغربی اور حضرت شیخ ابوعلی کاتب اور حضرت شیخ بوعلی رودباری اور حضرت جنید بغدادی کو اپنے ماموں حضرت سری سقطی سے انہوں نے حضرت معروف کرخی سے اور حضرت معروف کرخی کو بھی باطنی طور پر دو نسبتیں حاصل ہیں ایک امام ہمام علی موسیٰ رضا' حضرت امام موسیٰ کاظم رضا سے انہیں حضرت امام جعفر صادق سے انہیں حسب مراتب درجہ بدرجہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا طریقہ طریقۂ آئمہ اہل بیت ہے اور ان کے طریقے کو نفاست و بزرگی و پاکیزگی کے لحاظ سے سلسلۂ الذہب کے نام سے پکارتے ہیں اور حضرت معروف کرخی کو دوسری نسبت حضرت داؤد طائی سے حاصل ہوئی ہے اور انہیں حضرت حبیب عجمی سے انہیں حضرت حسن بصری سے انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے اور حضرت خواجہ بوعلی فارمدی کو دوسری نسبت روحانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے حاصل کی ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے اور خواجہ بوعلی فارمدی کو خود حضرت ابوالحسن خرقانی سے فیضِ نسبت حاصل ہے۔

## قابل دانست بات

اے مخاطب تیری معلومات کے لئے ہے کہ بداؤن بریلی شہر کے متصل اور دہلی کے مضافات میں ایک سرکاری جگہ ہے اسے بداؤن کہتے ہیں اور سُنّام سین کے اوپر پیش اور نون مشدد سرہند کے قریب ایک قصبہ ہے سرہند اصل میں سین کے نیچے زیر ھاء ساکن را کے اوپر زبر بسرِ ہَند ہے یہ ایک عظیم ترین شہر کا نام ہے جو لاہور اور دہلی کے درمیان واقع ہے اس کے معنی ہیں (شیر یعنی دودھ فروخت کرنے والے یا

شیر جو درندہ ہے بیچنے والے) اور فارسی میں سرہند مستعمل ومشہور ہوگیا۔

اِمکَنگ یہ شہر سبزوار کے نزدیک ایک جگہ ہے اسے اِمکَنہٗ بھی کہتے ہیں۔ چرخ افغانستان کے اندر غزنی کے قریب ایک علاقہ ہے اسے چرخ کہتے ہیں۔ ایک خاص قسم کا کپڑا تیار کرنے کا پیشہ وہنر ہے اسے نقشبند کہتے ہیں۔ آپ کی اولاد اور آپ یعنی خواجہ بہاالدین یہی کام کیا کرتے تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں ایسا ہی کہا گیا ہے۔ غجدَوانْ بخارا شریف کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ فَغْنَہٗ ایک جگہ کا نام ہے جو کہ بخارا کے قریب ایک جگہ ہے فاء کے اوپر زبر اور غین ساکن اور نون پڑھنا ہے ریوکر راء کے نیچے زیر پڑھنی ہے یہ بھی بخارا کے قریب کوئی جگہ ہے۔ رَامِتِین راء کے اوپر زبر اور میم کے نیچے زیر تاء کے نیچے کسرہ وزیر یہ بھی بخارا کا مضافاتی علاقہ ہے۔ سماسی سین کے اوپر زبر اور میم مشدد دوسرے سین کے نیچے زیر شہر طوس کے قریب ایک موضع ہے آج کل اسے مشہد کہتے ہیں۔ گرگان اصل میں کرگان ہے کاف عربی پر ضمہ وپیش اور راء کے اوپر شد دوسرا کاف عجمی یعنی گاف ہے یہ مشہد کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔ سری سین کے اوپر زبر را کے نیچے زیر یا مشدد ہے اس کے معنی ہیں جوان مرد اور سقط کے معنی ہیں تھوڑا سا مال ومتاع اور سقطی جو ہے یہ سقط کی طرف نسبت ہے۔ یعنی تھوڑا مال فروخت کرنے والا۔

## حضرات نقشبندیہ کی وصال کی تاریخیں

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ وصال بروز پیر بارہ ربیع الاول ہے اور صحیح قول کے مطابق دو ربیع الاول ہے۔ (۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیس یا تئیس جمادی الاخری بروز پیر۔ (۳) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم محرم الحرام بروز پیر۔ (۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعۃ المبارک۔ (۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹ رمضان المبارک۔ (۶) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ رجب۔ (۷) حضرت امام قاسم بن محمد

بن ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ جمادی الاولیٰ۔ (۸) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ رجب۔ (۹) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ شعبان۔ (۱۰) حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ رمضان المبارک۔ (۱۱) حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۴ ربیع الاول۔ (۱۲) حضرت ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ رجب۔ (۱۳) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول۔ (۱۴) حضرت خواجہ محمد عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال۔ (۱۵) حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ ربیع الاول۔ (۱۶) حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ رمضان المبارک۔ (۱۷) حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ جمادی الاخریٰ۔ (۱۸) حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ جمادی الاخریٰ۔ (۱۹) حضرت خواجہ بہاالدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ۳ ربیع الاول۔ (۲۰) حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز کے بعد بدھ کی رات ۲۰ رجب ۸۰۲ھ (۲۱) حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ ۵ صفر۔ (۲۲) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ ربیع الاول۔ (۲۳) حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ یکم ربیع الاول۔ (۲۴) حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ محرم الحرام۔ (۲۵) حضرت خواجہ املنکی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ شعبان المعظم۔ (۲۶) حضرت خواجہ عبدالباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ جمادی الاخریٰ۔ (۲۷) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ صفر۔ (۲۸) حضرت محمد سعید خازن رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ جمادی الاخریٰ۔ (۲۹) حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۹ ربیع الاول۔ (۳۰) حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ جمادی الاول۔ (۳۱) حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ ذی الحج۔ (۳۲) حضرت سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ گیارہ ذی قعدہ۔ (۳۳) حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ رمضان المبارک۔ (۳۴) حضرت مولوی نعیم اللہ بہڑایچی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ محرم الحرام۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## سلسلہ قادریہ کے طریقے کی کیفیت

اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تمام مشہور طریقوں کے جامع ہیں آپ کو سلسلہ قادریہ کی اجازت حضرت شاہ اسکندر سے ملی ہے اور انہیں اپنے جد امجد حضرت شاہ کمال کیتھلی سے اور انہیں حضرت سید فضیل سے اور انہیں حضرت سید گدا رحمٰن سے اور انہیں حضرت سید شمس الدین عارف سے اور انہیں حضرت سید ابوالفضل سے اور انہیں حضرت سید گدا رحمٰن بن سید ابی الحسن سے اور انہیں شیخ شمس الدین صحرائی سے اور انہیں شیخ عقیل سے اور انہیں شیخ سید بہاالدین سے اور انہیں شیخ سید عبدالوہاب سے اور انہیں شیخ سید شرف الدین قتال سے انہیں سید السادات سید عبدالرزاق سے اور انہیں اپنے والد سید السادات سید ابی صالح سے اور انہیں اپنے باپ شیخ موسیٰ سے انہیں اپنے باپ سید عبداللہ سے اور انہیں اپنے باپ شیخ سید یحییٰ الزاہد سے اور انہیں اپنے باپ سید موسیٰ مورث سے اور انہیں اپنے باپ سید داؤد مورث سے اور انہیں اپنے باپ سید موسیٰ الجون سے اور انہیں اپنے باپ سید عبداللہ المحض سے اور انہیں اپنے سید السادات جامع البرکات الحسن المثنیٰ سے انہیں اپنے باپ امام المومنین قدوۃ المتقین الامام الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں اپنے باپ امام الھدی امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اپنی والدہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اور انہیں اپنے والد سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

## سلسلہ چشتیہ صابریہ کے طریقے کی کیفیت

حضرت مجدد الف ثانی کو اس سلسلے کی اجازت اپنے والد محترم حضرت شیخ عبدالاحد سے انہیں شیخ کامل شیخ رکن الدین سے انہیں اپنی والدہ جو کہ شیخ

عبدالقدوس گنگوہی الغزنوی مذہباً اور نسباً حنفی ہیں ان سے اور انہیں شیخ محمد عارف سے اور انہیں اپنے باپ شیخ احمد عارف سے انہیں اپنے باپ شیخ عبدالحق ردولوی سے انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی سے انہیں شیخ شمس الدین ترک سے انہیں شیخ علاؤالدین احمد صابر سے انہیں امام الاولیاء شیخ فریدالحق والدین مسعودالمشہور شکر گنج سے انہیں قدوۃ الواصلین حضرت قطب الدین بختیار کا کی اوشی دہلوی سے انہیں زبدۃ العارفین معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری سے انہیں شیخ عثمان ہارونی سے انہیں شیخ حاجی شریف زندنی سے انہیں شیخ مودود چشتی سے انہیں شیخ ابی یوسف چشتی سے انہیں شیخ ابی محمد چشتی سے انہیں ابی احمد چشتی سے انہیں شیخ ابی اسحاق چشتی شامی سے انہیں شیخ عِلو الدِینُوری سے انہیں شیخ ہبیرہ بصری سے انہیں شیخ حذیفہ المرعشی سے انہیں سلطان ابراہیم بن ادھم سے انہیں جمال الدین فضیل بن عیاض انہیں شیخ عبدالواحد بن زید سے انہیں امام التابعین حسن بصری سے انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں سرکار دو عالم مالک کون و مکان حبیب رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

## سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے طریقے کی کیفیت

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو نظامیہ سلسلہ کی اجازت اپنے پیر و مرشد درویش بن قاسم اودہی سے اور انہیں سید بڈھن بڑاپچی سے انہیں سید اجمل بہڑاپچی سے انہیں سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے اور انہیں خواجہ نصیرالدین روشن چراغ سے انہیں سلطان المشائخ شیخ نظام الدین محمد بن احمد البداؤنی سے اور انہیں حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر سے تا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

## سلسلہ سہروردیہ کے طریقے کی کیفیت

حضرت مخدوم جہانیاں کو اس سلسلے کی اجازت اپنے جدِّ بزرگوار حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی انہیں حضرت شاہ رکن عالم

سے انہیں اپنے باپ شیخ صدر الدین سے انہیں اپنے باپ شیخ بہاؤالحق زکریا ملتانی سے انہیں شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی سے انہیں شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی سے انہیں اپنے باپ شیخ ابومحمد بن شیخ عبداللہ معروف عَمُّوِیَّہ سے انہیں شیخ احمد دینوری سے انہیں شیخ ممشاد دینوری سے انہیں ابوالقاسم سید الطائفہ جنید بغدادی سے انہیں اپنے ماموں سری سقطی سے انہیں معروف کرخی سے اور معروف کرخی کو دو نسبتیں حاصل ہیں ایک حضرت امام موسیٰ کاظم رضا تا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جیسا کہ اس سے قبل ذکر گزر چکا ہے اور دوسری نسبت حضرت داؤد طائی سے اور انہیں حضرت حبیب عجمی سے انہیں خیر التابعین حضرت حسن بصری سے انہیں حضرت شاہ نجف رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کتاب کو تحریر کرنے والا فقیر کہتا ہے کہ اس فقیر کو بھی ان چاروں سلسلوں کی اجازت از جناب حضرت مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ سے ملی ہے باقی جتنے طریقے بھی جہاں ہو سکتے ہیں وہ دوسرے مشائخ سے پہنچے ہیں اور تمام سلاسل کے مجموعہ حضرت مجدد الف ثانی ہیں اور حضرت جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کو تین واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی سے اتصال کی صورت میں پہنچا ہے طریقت کے حوالے سے صحبت ومجلس کا ربط آپ کا پختہ ومضبوط ہے اس اعتبار سے اگر میں حاصل شدہ طریقوں کی نسبت آپ کی طرف کروں کہ آپ سے مجھے یہ تمام طریقے ونسبتیں حاصل ہوئی ہیں بالکل جائز و درست ہے۔

## سلسلہ کبرویّہ کے طریقے کی کیفیت

جناب حضرت سید اجمل صاحب کو اس سلسلہ کی اجازت حضرت مخدوم جہانیاں سے حاصل ہوئی انہیں اپنے دادا حضرت سید جلال الدین بخاری سے انہیں حمید الدین سمرقندی سے انہیں شمس الدین ابومحمد بن محمود بن ابراہیم الفرغانی سے انہیں عطایاء الخالدی سے انہیں شیخ احمد سے انہیں بابا کمال جنیدی سے انہیں نجم

الدین الکبری سے انہیں عمار یاسر سے انہیں شیخ الدین ابونجیب سہروردی سے انہیں شیخ احمد غزالی سے انہیں ابوبکر نساج سے انہیں شیخ عارف فانی دو جہانی جناب حضرت ابوالحسن گرگانی سے انہیں سیّار فیاض غربی و شرقی ابوعثمان المغربی سے انہیں نجم الثاقب مرعوب راغب شیخ ابوعلی کاتب سے انہیں کوہِ بردباری مظہرِ صفات ستاری جناب ابوعلی رودباری سے انہیں سید الطائفہ برزخ غمی و شادی زمرہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے انہیں ازلی و ابدی عارف و عاشق حضرت شیخ سری سقطی سے انہیں عارف و بلند قدر و قیمت اور بازار کے اندر عالی نرخ والے جناب حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں امام مجتبیٰ شہید خراسان علی موسیٰ رضا سے انہیں امام المعصوم العاصم حضرت موسیٰ کاظم سے انہیں امام واصل و واثق جناب حضرت امام جعفر صادق سے انہیں امام ہمام الناظر حضرت امام محمد باقر سے انہیں امام المتقین والعارفین حضرت امام زین االعبادین سے انہیں قرۃ العین مُسَرَّۃُ الاذنین حضرت امام الھدیٰ شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں قبلہ و کعبہ دو جہاں و جاودان اللہ تعالیٰ کے ہاں رہنے والے شیر امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں روح انس و جان مقدس و مطہر و منور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

## سلسلہ قادریہ کی کیفیت وطریقے کا بیان

اس سلسلہ کی اجازت حضرت سید اجمل صاحب کو اپنے شیخ جناب حضرت مخدوم جہانیاں سے حاصل ہوئی اور انہیں حضرت سید جلال الدین بخاری سے انہیں عُبَیْدَ غیبی سے انہیں ابوالقاسم فاضل سے انہیں شیخ ابوالمکارم فاضل سے انہیں شیخ قطب الدین ابوالغیث سے انہیں شیخ شمس الدین علی الافلح سے انہیں شیخ شمس الدین الحداد سے انہیں شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی سے انہیں شیخ ابوسعید

مخزومی سے انہیں شیخ ابوالحسن علی الھنکاری سے انہیں ابوالفرح طرطوسی سے انہیں شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمنی سے انہیں ابوبکر عبداللہ شبلی سے انہیں شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے انہیں حسب مراتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

## سلسلہ مداریہ قلندریہ کی کیفیت کا بیان

اس سلسلہ کی اجازت حضرت سید اجمل صاحب کو شاہ بدر الدین بدیع الزمان شاہ مدار سے بغیر کسی واسطہ سے حاصل ہوئی انہیں طیفور شامی سے انہیں عین الدین شامی سے انہیں یمن الدین شامی سے انہیں امام عبداللہ علَم بردار سے انہیں حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طریقے کا فیض پہنچا ہے۔

## ذکر کی فضیلت اور درجات اور اس بندگی کا بیان جس کے بغیر انبیاء و اولیاء کو بھی چارہ نہیں

اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ العزیز اپنے رسالوں میں سے کسی ایک رسالہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ بندہ بندگی کے لوازمات کو ادا کرے عاجزی و محتاجی و پریشانی کو وظائف کے طور پر روزانہ اس کی بارگاہ میں اظہار کرے اور خود موجود ہونا عزت و کبریائی و بڑھائی والا ہونا اور ہر شے سے مستغنی ہونا یہ رب ذوالجلال والاکرام کا خاصہ ہے وہ بندہ جو اپنی ذات کو بندگی سے مستغنی جانتا ہے یا عزت و کبریائی و بڑھائی اپنے لیئے ثابت کرتا ہے وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے بندہ کو صرف بندگی سے سروکار ہونا چاہئے اور خداوندگی و رب العالمینی کا کام اسی کے ذمہ ہے ہر چند کہ بندہ سے جتنا اظہار بندگی اور اس کے لوازمات عاجزی و انکساری کا ظہور ہوگا اسی قدر بندہ پر مالک حقیقی کی عنایات کی فراوانی ہوگی اپنے

مقصود کو پہنچے ہوئے کو بھی مبتدی کی طرح عبادت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ منتہی ہو یا مبتدی ہو بندگی کے لوازمات کی ادائیگی سے بے نیازی اختیار نہیں کر سکتا۔ بعض اہل سُکرُ مستی اس کے خلاف چلتے ہیں اور وہ بندگی کے کمالات کو حاصل کرنے سے محروم ہوتے ہیں کیونکہ اَلسُّکَارٰی مَعْذُوْرُوْنَ سکر و مستی والے معذور ہوتے ہیں بندگی کا کمال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بندگی کے احکام کی پابندی اور اس کے لوازمات عاجزی وانکساری ومحتاجی کا بہت ہی زیادہ اظہار کرتے ہیں ہماری عقل بہت ہی زیادہ ناقص ہے کہ صرف حکم اور عاجزی کے اظہار کو بندگی خیال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بندگی اس چیز کا نام نہیں بلکہ بندگی وہ ہوگی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بندگی کہیں گے۔ بندہ کے نفس کو اس میں دخل حاصل نہیں ہوتا کیونکہ بہت ہی زیادہ محنت وریاضت جو کہ روشن وواضح شریعت ہے اس کے خلاف ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف بھی ہو تو ہرگز ایسی ریاضت مقبول نہیں۔ یہ ایسی راہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے بغیر اس راہ پر بندہ چل نہیں سکتا اور نفس راہزن کو اس راستے پر تسلط وغلبہ حاصل ہے اور شریعت نبوی ہی ایک ایسی چیز ہے جو کہ نفس امارہ کے مادے کو ختم کر سکتی ہے اور اس کے اندر جو انانیت پائی جاتی ہے اسے جڑ و بیخ سے پکڑ کر باہر نکال دیتی ہے اور تیرا مقصود ہی اچھائی و نیکی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت وشریعت کی متابعت سے بڑھ کر نفس کے اوپر کوئی چیز سخت وگراں نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ پر چلنے سے زیادہ اور کوئی ریاضت ومجاہدہ نہیں لہٰذا نفس کی سرکوبی وفناء کے لئے اتباع نبی کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ۳۰ سال مجاہدہ کیا اور علم حاصل کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنے سے بڑھ کر کسی اور چیز کو مشکل نہیں پایا۔ حضرت عمر بن تخیہ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ تصوف کیا چیز ہے تو آپ نے جواب دیا ۔ اللہ

تعالیٰ کے احکام امر و نہی پر صبر کرنا یعنی ان پر عمل پیرا ہونا تصوف ہے۔ بہترین عبادتوں میں سے سب سے بہتر و پہلی عبادت اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت کرنا ہے

## اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کے تین درجات ہیں

پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اس کی یاد الفاظ و کلمات کے ذریعہ سے کرے جس طرح کہ شرع شریف میں اس کی یاد کے لئے کلمات موجود ہیں جیسا کہ تسبیح کرنا، حمد بیان کرنا، تہلیل بیان کرنا، تکبیر و بڑھائی بیان کرنا، بزرگی بیان کرنا، استغفار کرنا، اس کے علاوہ اس سے مناجات وغیرہ کرنا مذکورہ بالا الفاظ کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں لیکن اکثر اہل اللہ اور صوفیاء و مشائخ نے کلمہ تہلیل یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی زیادہ تاکید کی اور زور دیا کہ کلمہ تہلیل کے ساتھ ذکر کرو کہ اس میں بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور باطن کی صفائی کے لئے اس کی تاثیر بہت ہی زیادہ اثر انداز ہوئی ہے کہ یہ کلمہ شریف طالب و درویش کو دنیاوی دھندوں سے نکال کر مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اور بعض مالدار و دولت مند لوگ ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے سے کہتے ہیں ہمارے اندر خاص قسم کی فناء پیدا ہوئی ہے اور سانس میں کتنی مرتبہ مرتے ہیں۔

(شعر)

دم صد بار یاد تو میرم
بدیں بیطاقتی نام تو گیرم

ایک سانس میں تیری یاد کے لئے سو بار مرتا ہوں، اس بے طاقتی کے باوجود تیرا نام لیتا ہوں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تمام اذکار سے افضل ذکر ہے ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِذَا قَالَ الْاِنْسَانُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَرِقَتِ السَّمٰوٰتِ حَتّٰی تَقِفَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ

فَیَقُوْلُ اسْکُنْ فَیَقُوْلُ کَیْفَ اَسْکُنُ وَلَمْ تَغْفِرْ لِقَآئِلِیْ فَیَقُوْلُ مَا اَجْرَیْتُہٗ عَلٰی لِسَانِہٖ اِلَّا وَقَدْ غَفَرْتُ لَہٗ۔

جب بندہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو یہ کلمہ آسمان کو چیرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کہتا ہے آرام کر وہ کلمہ کہتا ہے میں کیسے آرام وسکون کروں مجھے پڑھنے والے کو تو نے معاف نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں اس کلمہ کو اس بندہ کی زبان پر جاری ہونے سے پہلے میں اسے بخش دیتا ہوں۔ اس حدیث کو دیلمی نے روایت کیا ہے۔

ذکر کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کردہ قرآن کی تلاوت کرے اس ذکر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کمال درجے کی محبت وساتھ پایا جاتا ہے کیونکہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت حقیقی ہے اس نے اپنی کمال عنایت کو جس کی کوئی حد وانتہاء نہیں اس جہان کے لئے جلوہ گر بنایا ہے اور یہ بات ظاہر وواضح ہے کہ صفت کو اپنے موصوف کے ساتھ کمال درجے کا قرب واتحاد ہوتا ہے تو اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کی صفت کے ساتھ قائم ووابستہ رہنا کون سے قرب کا ثمرہ وفائدہ حاصل ہوگا (یعنی خصوصی قرب وقربت حاصل ہوگی)

(شعر)

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشتن
تا برلب او بوسہ زنم چونش بخواند

دوست کی گفتگو کے سامنے مجھے خاموش رہنا چاہئے تا کہ اس کے لب پر میں بوسہ دوں جس طرح کہ وہ چاہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اَلَا مَنِ اشْتَاقَ اِلَی اللّٰہِ فَلْیَسْتَمِعْ کَلَامَ اللّٰہِ۔ خبردار توجہ فرمائیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف مشتاق ہو یعنی اس کے ساتھ ملاقات کی تمنا رکھتا ہو اسے چاہئے کہ

اللہ تبارک کے کلام کو دل و جان سے توجہ کے ساتھ سنے ایک اور حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اَفْضَلُ الذِّکْرِ تَلَاوَۃُ الْقُرْآنِ۔ قرآن پاک کی تلاوت افضل ترین ذکر ہے۔ اس حدیث کے مطابق ذکر سے عام معنی ہوں گے غفلت کو دور کرنا اور کلمہ طیبہ کے ساتھ ذکر کی جو فضیلت آئی ہے وہ خاص ہے اور اسے ہم خاص معنی کے لحاظ سے جانتے ہیں کیونکہ خاص کلمات کے ساتھ اس کا ذکر ہوا ہے تو دونوں حدیثوں سے جو تعارض محسوس ہو رہا ہے وہ اس طرح بھی ختم ہوگا کہ بعض اشخاص کو کلمہ طیبہ کے ساتھ زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اور بعض افراد کو قرآن پاک کی تلاوت سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے اکثر لوگ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

ذکر کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ذکر تیسرے درجے کے ذکر میں جمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ پانچوں وقت کی نمازیں کہ ان میں قرآن پاک کی تلاوت بھی ہوتی ہے اور دوسرے اذکار بھی ہوتے ہیں جیسا کہ تکبیرات اور تسبیحات اور وحدانیت اور رسالت کی شہادتیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجنا اور دعا جو کہ عبادت کا نچوڑ و خلاصہ ہے خشوع و خضوع اور آداب ہیں اور بندگی کے لوازمات کا اظہار جو کہ بندہ کی پیدائش سے مقصود ہے وہ بھی اس میں ہے اور اس میں سجدہ بھی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا سب سے اعظم، بڑا ذریعہ و واسطہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ سَاجِدٌ (اللہ تعالیٰ کہتا ہے جو بندہ سجدہ کرنے والا ہوتا ہے یعنی عبادت گزار ہوتا ہے میں اس کے زیادہ قریب ہوتا ہوں) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ

اِذَا السَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلٰى قَدَمِيِ اللّٰهِ فَلْيَرْغَبْ وَالْيَسْئَلْ (بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قدموں پر کھڑے ہو کر سجدہ کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھے اور جو چاہے سوال کرے۔) ایک اور حدیث میں آیا

ہے کہ اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ ظَهَرَ سُجُوْدُ مَا تَحْتَ جَبْهَتِهٖ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ (بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کی پیشانی کے نیچے ساتوں زمینوں تک جو کچھ ہوتا نظر آتا ہے) نیز جب بندہ مصلّیٰ پر کھڑا ہوتا ہے تو کعبہ معظّمہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو کہ اصلی و بنیادی کیفیت وغیرہ کی ظاہر ہونے کی جگہ ہے اور نماز میں لہو ولعب یعنی فضول و بے ہودگی وغیرہ حرام و دور ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ. (بے شک نماز فضول کاموں اور بے حیائی سے روکتی ہے) نیز نماز کے اندر آدمی نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے نہ بیوی کے پاس جا سکتا ہے نیز مسلمانوں کے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک جگہ جمع ہونے کا ذریعہ بھی ہے کہ اس کے اندر بہت برکات ہیں کیونکہ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے یعنی فضل وکرم کی مہربانی جماعت پر زیادہ ہوتی ہے) نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کی طرف جانے کا سبب ہے نجاست سے اور بے وضو ہونے سے بچنے کا ذریعہ ہے اور قرآن پاک کی نماز کے اندر تلاوت زینت وخوبصورتی ہے اور اذکار اس زینت کا ثمرہ ونتیجہ ہیں اور نماز دعا کے جلدی قبول ہونے کی جگہ ہے اور خشوع وخضوع اور آداب کا مجموعہ ہے اور بندہ کو ہدایت ملنے کے زیادہ قریب ہے قیام اور قعود کے اندر بہت زیادہ برکات ہیں۔ رکوع اور سجود کے قرب کا معرکہ مشاہدہ، شہود سے زیادہ بہتر ہے مختصر یہ کہ ایک عمل کے کرنے سے کئی برکت وخیر والے اعمال جمع ہو جاتے ہیں ایک عمل کرنے سے بے شمار و بے انتہاء نیکیاں حاصل ہو جاتی ہیں گویا کہ ایک نیکی کی امید ہونے سے ایک نیکی کے ساتھ نیکیوں کی معجون تیار کر لی ہے نماز کے اندر اس قدر جامعیت ہونے کی بناء پر نماز افضل الاعمال میں سے ہے اس ناچیز کی کیا مجال وطاقت ہے کہ نماز کے برکات کو بیان کرے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ نماز کے ادا کرنے میں جو قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے اس کے باہر ہرگز ممکن نہیں یہ بات درست نہیں ہے کہ بندہ کسی دوسری طرف توجہ کرے نماز

ایک ایسا نشان ہے کہ کامل نمازی اس کے ادا کرنے کے دوران بے نشان ہوتا ہے گویا کہ دنیاوی لحاظ سے عارضی طور پر جو عارضی چیزوں کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اس کے نشے سے بندہ باہر آجاتا ہے اور اخروی نشہ جو اصل چیز کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے بندہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اس کیفیت و معاملہ سے بندہ و نمازی اپنا حصہ حاصل کرتا ہے اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کو مومن کی معراج کہا ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج شریف کی رات دنیاوی تعلقات و علائق سے کٹ گئے تھے اور آخرت کے ساتھ مل گئے تھے اور ایسا قرب حال ہوا جو کہ آخرت کے قرب کے مناسب و مطابق تھا قرب کا یہ نشان نماز کے اندر اخروی نشے کا نشان ظاہر کرتا ہے حیرت کی وادی کے اندر گشت کرنے والے اور مہجور و رو کے ہوئے جو ہیں انہیں قرب تسکین و مسرت خوشی و آرام بخشتا ہے حتیٰ کہ وہ حقیقت کو پاتے ہیں اور اپنے مطلوب کو تلاش کرتے ہیں اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ (اے بلال مجھے راحت پہنچاؤ یعنی اذان پڑھیں تاکہ میں نماز میں مصروف ہو جاؤں) نیز آپ نے یہ بھی فرمایا قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) ہر وہ شخص جو ان تین قسم کے ذکروں میں سے کوئی ذکر کرتا ہے تو اسے وہ ذکر اختیار کرنا جو اسے زیادہ پسند و محبوب ہو اسی میں اس کے لئے زیادہ ترین فائدہ ہوگا سوائے اس ذکر کے جو سالک یعنی اس میدان میں چلنے والے کے قرب کے مدارج کو ختم کرنے کے در پے ہو ایسا ذکر اچھا نہیں ہوتا ایسے شخص کو کلمہ طیبہ کا زیادہ ذکر کرنا چاہئے کیونکہ یہ ذکر اس کے حال کو سنوارنے کے لئے زیادہ مناسب ہے اور بندہ کے لئے ابتدائی حالات کے دوران تلاوت قرآن پاک اور تمام اوقات کی فرض نمازوں اور سنت مؤکدہ کے علاوہ وہ ذکر جو اسے اس کے شیخ نے بتایا ہے ان کے علاوہ دوسرا ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں عبادات فرضیہ وغیرہ کے معتدل ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرا کوئی ذکر کرنا جائز و صحیح

ہے لیکن بندہ کو زیادہ تر کلمہ طیبہ کا ذکر کرنا چاہے اس کا کوئی مقرر وقت نہیں بلکہ ہر وقت اس ذکر کو کرنا جائز و درست ہے ہر وقت اس کی کیفیت و لذت جدا ہوتی ہے پس مناسب بات یہی ہے کہ اپنے اوقات کو ذکر کے اندر مشغول رکھے چاہے ذکر قلبی ہو چاہے ذکر لسانی ہو ذکر قلبی پر اتنا زور دے تا کہ ہر وقت قلبی ذکر دھان میں رہے تا کہ اس کے اندر ایک ملکہ پیدا ہو جائے اور ذکر لسانی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دے ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور تنہائی میں کلمہ طیبہ کو دل کی حضوری کے ساتھ مشغول کر اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ محققین کے قطب اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی فیض و کرم کے مالک ہیں انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر پانچ ہزار مرتبہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا ہے کتاب تحریر کرنے والا کہتا ہے کہ خانقاہ مظہریہ شمسیہ میں اسی طریقے پر کام رواں دواں ہے اور میں نے حضرت کی زبان مبارک سے ایسے ہی سنا ہے حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی مَرَّةً بَعْدَ الْاُوْلٰی وَكَرَّةً بَعْدَ الْاُخْرٰی (اللہ اس خانقاہ کو ہر لحہ شاد و آباد رکھے)

## کامل و مکمل شیخ و پیر کی علامت اور اللہ والوں کی پہچان و معرفت

حضرت علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف اَلْمَقَالَةُ الرَّضِيَّةُ فِي النَّصِيْحَةِ الْوَصِيَّةِ کے حاشیہ میں رقم طراز ہیں کہ طالب کو چاہئے کہ ہمیشہ علم لدنی کی تلاش اور اہل اللہ کی نسبت و محبت کی تلاش میں رہنا چاہئے کیونکہ یہ بہت بڑی نعمت ہے اہل دل کے بارے میں تجسس کرے اور پیر کامل کی طلب و تلاش میں مگن رہے خوب دل و جان سے تلاش کرے جب یہ نادر موتی مل جائے تو ان کی مجلس و ہم نشینی کو اپنی نسبت کے لئے

جانا سمجھے ایسے لوگوں کی مجلس عام لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتی اور ایسے بندوں کی ہم نشینی کرنی چاہئے تاکہ بندہ کو اپنی مطلوبہ چیز حاصل ہو جائے یعنی دائمی حضوری اور یادداشت اور آگاہی بندہ کو ملکہ کی طرح ہو جائے لیکن علم لدنی ایک پوشیدہ و مخفی امر و معاملہ ہے حق اور باطل کے درمیان اشتباہ کا بھی اندیشہ ہوتا ہے وہ جگہ جہاں نفع کی بہت زیادہ امید ہوتی ہے وہاں ضرر و نقصان کا بھی بہت زیادہ اندیشہ و فکر ہوتا ہے ہر وہ جگہ جہاں خزانہ ہوتا ہے وہاں سانپ اور چور کا بھی احتمال ہوتا ہے اس بنا پر بیعت کرنا اور شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دینا واجب ہے اس بارے میں عجلت و جلدی سے کام نہیں لینا چاہئے ہوسکتا ہے جلدی میں ہاتھ کہیں شیطان کی گرفت میں نہ آجائے اور بندہ ایمان سے بھی فارغ نہ ہو جائے اور یہ نصیحت صرف اس زمانہ کے لوگوں کو نہیں بلکہ اکابر و سلف صالحین نے ہر زمانے کے لئے اسی طرح فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نشاید داد دست

ترجمہ: بہت سے ابلیس آدم و انسان کی شکل و صورت میں ہیں پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نگہدارد آن مرد در کیسہ در

کہ دزدند ہمہ خلق را کیسہ بر

جس شخص کی جیب میں موتی ہوتا ہے وہ تمام مخلوق کو چور سمجھتا ہے۔

کامل اور مکمل شیخ و پیر کو پہچاننا اس پر منحصر نہیں ہے کہ اس سے کرامات اور خلاف عقل باتیں صادر ہوں اور یا کسی خطرے کے اوپر آگاہ ہو یا اس پر وجد طاری ہوتا ہو یا حال اور شوق اس کے پاس ہو کیونکہ یہ باتیں جوگیوں اور فلاسفہ اور برہمنوں سے بھی صادر ہوتی ہیں اس قسم کی باتیں سعادت و نیکی بختی کی علامت و

دلیل نہیں ہیں۔

صحیح اور مکمل و کامل شیخ کو پہچاننے کی علامت و دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اے مخاطب تجھے نیک بخت کرے کہ پہلی بات یہ ہے کہ شیخ کامل شریعت کا ظاہری طور پر مکمل پابند ہونا چاہیے قرآن و سنت پر عمل کرنے والا ہوتا کہ متقی و پرہیز گاری کا اطلاق اس پر ہو سکے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ولایت و بزرگی کو تقویٰ و پرہیز گاری پر منحصر کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (اللہ تعالیٰ کے ولی و دوست متقی و پرہیز گار لوگ ہیں) اگر کوئی سوال کرے کہ بعض اولیاء کرام نے ملامت کے طریقے کو اختیار و پسند کیا ہے اور ان کے ظاہر سے تقویٰ کے آثار بالکل نظر نہیں آتے اور ان سے بعض لوگوں کو فیض پہنچا ہے تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ یہ کم اور نادر بات ہے اعتبار و حکم اکثریت پر ہوتا ہے عقل اور شرح حاکم ہیں ان کی بات قابل تسلیم ہوگی ضرر و پریشانی کو ختم کرنا ہمارا مقصود اور زیادہ اہم ہے منفعت کے حصول کا اعتبار نہیں ہوگا (اگر کوئی شخص ہے تو وہ حقوق العباد میں بالکل صحیح ہوگا شرع و دین کے اندر وہ بالکل مداخلت نہیں کرے باقی حقوق اللہ جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کا معاملہ ہے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسے شخص کی تقلید نہیں کی جائے واللہ اعلم بالصواب) اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ جس جگہ ضرر و تکلیف کا احتمال ہو وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنی چاہئے اور وہ شخص جو ظاہری طور پر متقی و پرہیز گار ہو اس کی مجلس و ہمنشینی اختیار کرنا اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا یعنی بیعت ہونا بالکل جائز و درست ہے کیونکہ یہاں نقصان کا کوئی خطرہ نہیں ہے اگرچہ اس سے فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے اگر اس کی مجلس تیرے اندر اثر کر جائے یعنی صراط مستقیم پر مکمل طور پر چلنا شروع ہو جائے تو یہ ظاہری اور باطنی علماء کے نزدیک بالکل درست و معتبر ہے ایسے شخص کی مجلس وصحبت کبریت احمر جاننا چاہئے اور بہت بڑی غنیمت شمار کرنا چاہئے اگر اس کی مجلس تیرے

اندر اثر نہیں کرتی یا وہ اکابرین کے نزدیک معتبر نہیں تو ایسے شخص کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی ہم نشینی سے احتراز کرنا چاہئے دوسری جگہ جہاں تجھے فائدہ و ہدایت ملتی ہے وہاں چلا جائے کیونکہ مقصود تو حق کی تلاش کرنا ہے نہ کہ بندہ کو تلاش کرنا ہے۔

شعر

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت
وزتو نہ رمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

جس کے ساتھ تو نے ہمنشینی کی ہے اور تیرا دل جمع نہیں ہوا تو تجھے آب وگل کی صحبت سے نہیں بھاگنا چاہئے۔ یقینی طور پر تجھے اس کی صحبت و مجلس سے کنارہ اختیار کرنا چاہئے ورنہ وہ تیری پیاری رو کو کسی بھی حیلے کے ساتھ کچھ نہیں کرے گا۔

اگر کوئی کہے کہ اکابرین جس صحبت و ہمنشینی کو معتبر جانتے ہیں تو اس کی کھل کر وضاحت فرمائیں تو اسے کہا جائے گا کہ وہ اثر یہ ہے کہ اس کی مجلس و محفل میں بیٹھ کر تیرے اندر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ تیرا دل دنیا سے کٹ جائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کی محبت اور صالح اعمال کرنے کی توفیق تجھے مل جائے اور برائیوں و گناہوں سے بچنے کی توفیق مہیا ہو جائے اور اس بزرگ کی مجلس میں جائے تو اِذَا رَءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ (جب انہیں دیکھے تو تجھے اللہ اور اس کا ذکر یاد آ جائے) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد آئے اور ہمیشہ کی حضوری ملے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے تیرے دل کو جمعیت حاصل ہو جو بھی تو اچھا و نیکی کا کام کرے تجھے اس کی نسبت و حالت سے تقویت و فائدہ پہنچے اور جو بھی تجھ سے گناہ وغیرہ صادر ہو اس سے تجھے تنگی اور بے آرامی محسوس ہو اور تیری نسبت و حالت میں بھی

فرق واقع ہو اور تو ان قباحتوں کو چھوڑ دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اِذَا اَسَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَاَسَاءَ تْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ (جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور تیرا گناہ تجھے رنجیدہ و پریشان کرے تو تو مومن ہے)

یہ حدیث اسی اطمینان و تنگی کی جانب سے کنایہ ہے اس قسم کا مرد جس کی ہم نشینی کی یہ تاثیر ہو وہ بندہ کامل و مکمل ہے یہ صفت جس کی مجلس میں بھی حاصل ہو اسے کمال شمار کرنا چاہئے کیونکہ یہ شریعت کا پابند ہے ہمیشہ آگاہ رہنے کے لئے مفید ہے طاعات باری کے قریب کرتا ہے گناہوں سے دور کرنے والا ہوتا ہے۔ اخلاقی خرابیاں جو ہیں جیسا کہ تکبر اور غرور، حسد، کینہ، مرتبہ کی محبت، مال کی محبت وغیرہ ان کو زائل کرنے والا ہوتا ہے اخلاق جمیلہ اوصاف حمیدہ کے لئے انتہائی مفید ہے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اللہ تعالیٰ کے لئے بغض، اخلاص، صبر و شکر، رضا اور زہد و تقویٰ کو دنیاوی خرابیوں سے دور کرنے والا ہوتا ہے پس اس قسم کا اگر مرد کامل و مکمل مہیا ہو جائے تو اس کی صحبت و مجلس و ہم نشینی کو غنیمت شمار کرنا چاہئے اور اپنے آپ کو كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَسَّالِ. غسل دینے والوں کے ہاتھ میں میت کی طرح سمجھے۔ اپنے آپ کو اس بزرگ کے دستِ تصرف کے نیچے رکھ دے جو کچھ بھی احوال، واردات ہوں انہیں شریعت مطہرہ کے ترازوں کے ساتھ اس کا موازنہ کر اگر شریعت اسے قبول کرے تو تو بھی اس کیفیت کو قبول کر اگر شریعت اسے رد کرے تو تو بھی اسے رد کر دے اور وجد، ذوق، شوق وغیرہ جو بھی تجھ پر بغیر اختیار کے طاری ہوں تو تو ان سے معذور ہے بالاختیار اور قصداً کسی حرکت کو ان حرکتوں سے شریعت اور عقل نے قبول نہیں کیا اور نہ ہی کرتے ہیں کیوں کہ اکابرین میں سے کسی نے اختیاری طور پر یہ عمل نہیں کیا اور اہل باطل کی باطل کیفیتوں وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں کس کی نیت اچھی و نیک ہے اور کس کی مصلحت درست و صحیح ہے اس بناء پر دیوانوں و اہل حرکت کی حرکت کو اپنے اوپر طاری کرنا جائز نہیں جانتے اور وہ جو کہ اپنے اوپر

دیوانوں جیسی حرکت طاری کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ صوفیوں کی رسم یہ ہے کہ کسی کو رنجیدہ خاطر نہیں کرتے اس کا بھی یہی مقصد ہے (جو کہ میں نے تفصیلی طور پر بیان کر دیا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں پکا و سچا ہدایت والا مرید اور چاک و چوبند و مستعد طالب سلوک کے راستے پر گامزن اپنے شیخ و پیر کی کرامات و خلاف عقل و عادت باتوں کا بہت احساس کرتے ہیں اور غیبی معاملات میں ہر وقت ان سے مدد چاہتے ہیں اور انہیں مدد ملتی ہے اور دوسرے لوگوں سے جو خوارق و کرامات ظاہر ہوتی ہیں ان کو وہ مرید خاطر میں نہیں لاتا کیونکہ وہ ہر وقت اپنے پیر سے کرامات دیکھ رہا ہوتا ہے لیکن وہ مرید جنہیں کرامت کے بعد کرامت اور خوارق کے بعد خوارق سے واسطہ پڑتا ہے عجائبات قدرت دیکھتا ہے تو ایسا مرید کس طرح اپنے پیر کی خوارق عادت باتوں کا احساس نہ کرے کیونکہ پیر اپنے مرید کے مردہ دل کو زندہ کرتا ہے اور اسے مکاشفہ و مشاہدہ تک پہنچاتا ہے اور عوام کے نزدیک مردہ جسم کو زندہ کرنا بہت بڑی بات ہے اور خواص کے نزدیک قلب و روح کو زندہ کرنا بہت بڑا کارنامہ ہوتا ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ قُدسِیَہ میں رقمطراز ہیں کہ عوام اکثر طور پر جسم کو زندہ کرنے پر زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے محبوبین اس سے اتنا ہی زیادہ گریز کرتے ہیں روح کے زندہ کرنے میں مشغول ہوتے ہیں اور مردہ دل کو ہمیشہ کی زندگی دینے کے طلبگار ہوتے ہیں اور حق و سچ و صحیح بات یہ ہے کہ قلب و روح کے مقابلہ میں جسم کو زندہ کرنا اسی طرح جس طرح کسی عمدہ و نفیس چیز کو راستہ میں پھینک دیا جائے جسم کو زندہ کرنا وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے کیونکہ یہ زندگی چند دن کی مہمان ہے اور قلب و روح کی زندگی ہمیشہ کی زندگی کا وسیلہ و واسطہ ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اللہ والوں کا وجود و جسم کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے اور ان کا مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک

رحمت عظمیہ ہے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے زمین پر بسنے والے باسیوں کے لئے حفظ و امان ہے اور اہل زمانہ کے لئے غنیمت ہے۔ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ (زمین والوں کو اولیاء اللہ کے وسیلہ سے بارش دی جاتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے)

انہی کی شان میں ہے کہ ان کی کلام و گفتگو دوا ہے اور نظر و توجہ شفا ہے هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَلَا يَخِيْبُ أَنِيْسُهُمْ (وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہم نشین ہیں وہ ایسی قوم و جماعت ہے ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوگا ان کے ساتھ انس و محبت کرنے والا بے مراد نہیں ہوتا) اس جماعت کو حق ثابت کرنے اور باطل سے جدا کرنے والی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ شریعت پر اِستقامت رکھنے والا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کے دلوں کے اندر اس کی محفل و مجلس اختیار و پسند کرنے کے لئے محبت و انس بھر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا ہر چیز اس کے دل سے کافور ہو جاتی ہے اور یہ بندہ حقیقت ہوتا ہے اور درجات کے اعتبار سے اپنے درجے میں اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہوتا ہے اور یہ ارباب نظر کی مناسبت میں سے ہوتا ہے اور جو شخص بغیر نسبت و مناسبت کے ہو وہ مطلقاً رحمتوں و برکتوں سے محروم ہوتا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبت والی شخصیت بنائے)

شعر

ہر کہ او روئے بہبود نہ داشت
دیدن روئے نبی سود نہ داشت

ہر وہ جو فلاح و بہبود کی طرف توجہ نہیں کرتا نبی کا چہرہ دیکھنے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں ہر وہ مریض جو صحت کاملہ کا طلبگار ہو یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکمل نسبت

رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا پکا پیروکار ہو اور آپ کی سنت مبارکہ کو تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل و اعلیٰ ریاضت و مجاہدہ شمار کرے اور اس پر جو انوار و برکات مرتب ہوں گے انہیں تمام برکات و فیوضات سے بلند و بالا افضل و اعلیٰ شمار کرے۔ تمام قسم کے وجد اور تمام قسم کے شوق اور متعارف قسم کے ذوق ہا کو باطنی طور پر جمعیت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری کا سبب نہ جانے اس قسم کے اثرات جس شخص کی مجلس میں ظاہر ہوں اسے اللہ تعالیٰ کے حبیب کا نائب جان کر اس کی خدمت کریں شدت و سختی کے ساتھ منقیٰ مویز یعنی بغیر بیج کے منقیٰ سمجھ کر اس قسم کے افراد اور ان کے راستہ پر فریفتہ نہ ہوں اگر چہ ایسی باتیں لذیز ہوتی ہیں۔

## مرید بنانے اور اسے توبہ کروانے کی کیفیت وطریقہ

جس وقت کوئی بندہ حضرت مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فیض یابی کے لئے آتا حق کی طلب کا اظہار کرتا تو آپ کا معمول کچھ اس طرح تھا کہ آپ اس شخص سے اس کے صحیح اعتقاد کو ظاہر کرنے کے لئے اور طلب صادق کے لئے اس کے آگے عذر پیش کرتے اور عجز و انکساری کا اظہار کرتے کہ دہلی کے اندر مشہور و معروف مشائخ و اولیاء موجود ہیں آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں جس جگہ آپ کو صحیح بات نظر آئے آپ اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں یہ ایسی خانقاہ ہے کہ اس میں کوئی چیز نہیں تصوف پر چلنے والوں کی عادات و اطوار و رسوم وغیرہ سے یہ جگہ بالکل خالی ہے کیونکہ اس خانقاہ کا طریقہ کار صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشن وقار ہر سنت کی اتباع کرنا ہے۔ بری و نامناسب باتوں سے مکمل طور پر اجتناب کرنا ہے اس قسم کے لوگ مخلوق کے اندر مقبول و منظور نہیں ہوتے کیونکہ دوسرے سلسلوں کی بانسبت یہ سلسلہ بہت سادہ و شریف ہے کافی عرصہ گزرنے کے بعد یہ طریقہ ظاہر ہوا ہے اگر یہ ایک قطرہ ہے تو اس کی نمائش اس بھرے ہوئے چشمے

سے ہو رہی ہے اگر یہ ذرہ ہے تو اس کی چمک و دمک اسی آفتاب سے ہے۔ اہل زمانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ عالیہ سے دور ہونے کے سبب اور اتباع سنت نبوی کے بازار سے خریداری کا رواج صحابہ کرام کے اعمال کی اقتداء اور تابعین کے نقش قدم پر چلنا اور سلف صالحین کی پیروی کرنا بہت ہی کم ہوگئی ہے۔ اس بناء پر اس سلسلہ و خانقاہ کے لوگ بزرگوں کی صحبت و مجلس سے فیض حاصل کرنے سے محروم ہو گئے ہیں اتنی تکرار و بحث و گفت شنید کے بعد جس شخص کے اندر طلب صادق یعنی سچی تلاش اور صحیح پکا و سچا و ٹھوس اعتقاد پاتے تو اسے اِستخارہ کرنے کا حکم دیتے اور سات دن کے لئے اسے چھٹی دے دیتے ہر گاہ کہ جب اس کا ارادہ ٹھوس ہو جاتا پھر اسے فرماتے یعنی تلقین کرتے کہ کسی درویش کا کسی شخص کو قبول کرنا یہ اِستخارہ سے کم نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس بات پر اعتماد نہ کرتے بلکہ اِستخارہ کرنے کا حکم دیتے تاکہ مسنون طریقہ کے خلاف عمل نہ ہو جائے۔ نیز آپ یہ بھی فرماتے کہ اتنا زیادہ انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس دور کے طالبوں کی ہمت بہت ہی کم ہے ہوسکتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ان کی طلب و تلاش میں کمزوری و سستی ظاہر ہو جائے اور اپنے مقصود بالذات سے کنارہ کش ہو جائے اس کے بعد فرماتے کہ دو رکعت نماز نفل برائے توبہ اور انابت پڑھو تاکہ طریقت کے اندر تمہارا قدم رکھنا بابرکت اور سود مند ثابت ہو اس کے بعد اسے مرید بناتے اور توبہ کرواتے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسے اپنے گھٹنوں کے برابر قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے بٹھاتے پھر اس سے پوچھتے کہ مشائخ کے طریقوں میں سے کون سا طریقہ تجھے پسند ہے جو طریقہ اسے پسند ہوتا اس طریقے کے بزرگوں کے لئے پہلے فاتح خوانی کرواتے پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑتے اور اسے توبہ بتاتے اسے کہتے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ کہو اور ساتھ یہ بھی کہتے ان کلمات کا تین مرتبہ تکرار کرو یعنی تین مرتبہ انہیں کہو اور ان کلمات کے معنی بھی اسے بتاتے اس سے

کہتے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہو اور فرماتے کہ اس کا بھی تکرار کرو اور یہ فرماتے کہ تم کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فلاں طریقہ کے اولیاء اللہ کے وسیلہ و واسطہ سے بیعت کی اور اسلام کے پانچوں ارکان کا پابند رہوں گا اور اپنی استطاعت و توفیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے اور چوری، زنا، قتل ناحق، افتراء، بہتان، اولاد کے قتل اور نیکی کے کاموں میں کوتاہی سستی کرنے سے دور و باز رہوں گا۔

خلاصہ یہ کہ جس چیز کا شریعت نے حکم دیا ہے اسے کرنے کا وعدہ لیتے اور جہاں سے شریعت نے منع کیا ہے اسے چھوڑنے کا پختہ عہد حاصل کرتے ہیں۔ اجمالی توبہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور تفصیل کو ایام کے گزرنے کے حوالے کرتے ہیں جس طرح کہ اس طریقہ کا عام معمول ہے۔ جس کے بعد قلب صنوبری کی طرف توجہ دلواتے ہیں یعنی اس ڈھانچے کے اندر جو دل ہے اس کی طرف توجہ کو مبذول کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چشم و آنکھ کو بند کرو زبان کو تالو کے ساتھ لگاؤ اور اپنے قلب و دل کو تمام قسم کے خطرات سے پاک کرو اور دل کو مبداء فیض یعنی اس ذات کی طرف جو ذات تمام کمال وصفات کی جامع ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اپنے لطیفہ قلب کے فیض کے وارد ہونے کا انتظار کرو اور یہ خیال کرو کہ یہ فیض اپنے شیخ کامل واکمل کے لطیفہ قلب سے ہوتا ہوا میرے قلب کے اندر پہنچ رہا ہے ذکر اسم ذات میرے قلب پر جاری ہو رہا ہے یعنی میرا دل ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول و مصروف ہو رہا ہے اس کے بعد اس بندہ پر توجہ ڈالتے ہیں اس کی کیفیت یوں ہوتی ہے کہ اپنے لطیفہ قلب کو اس کے لطیفہ قلب کے برابر کرتے ہیں اور یہ تصور قائم کرتے ہیں کہ میرے لطیفہ قلب کے اندر جو فیض موجود ہے وہ اس شخص کے لطیفہ قلب کے اندر منتقل ہو رہا ہے اور اس کے اندر سرایت کر رہا ہے تقریباً دوسو سانس لینے کی مقدار کے برابر اسے توجہ دیتے ہیں اس کے بعد وقت اور وقت کی وسعت

کے مطابق جتنا بھی موقع مل جائے توجہ کرتے ہیں اور ساتھ بیٹھتے ہیں دعائے فاتحہ و خیر و برکت کرتے ہیں۔ اس کے بعد بتدریج استعداد کے مطابق طریقت کے آداب اور بزرگوں کی مجلس میں بیٹھنا اور ناجنسوں کے ساتھ ہم مجلس ہونا وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس کے بعد دل کے اندر جو کیفیت و روحانیت پیدا ہوئی ہے اس کی حفاظت کے لئے بطور مبالغہ گفتگو فرماتے ہیں تاکہ اس کی حفاظت میں خلل و خرابی و سستی کا دخول نہ ہو۔ یعنی کھانے کے دوران، پینے کے وقت، بولنے کے وقت سونے کے وقت بیٹھنے کے وقت اٹھنے کے وقت آنے اور جانے کے وقت شعور کو نگاہ میں رکھے تاکہ اس کے دل کے اندر ذکر کا ملکہ حاصل ہو جائے اور اس کے ساتھ انس پیدا ہو جائے اس کے بعد تدریجی طور پر توبہ کے مراتب اور عقیدہ کی تصحیح پر رہنمائی و دلالت کرتے ہیں اور اعمال صالحہ اور اذکار و اوراد کتاب و سنت کے مطابق بتاتے ہیں اور کبائر جو کہ مہلک ہیں ان سے متنبہ اور خبردار کرتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہر وہ چیز جس پر وعید آئی ہے وہ کبیرہ گناہ میں داخل ہے اس کے علاوہ سب گناہ صغیرہ ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا یہ سب سے بڑا شرک ہے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (بے شک شرک بہت بڑا گناہ ہے) اس لئے کہ اس کے بارے میں وعید واقع ہوئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور ملائکہ اور اہانت دین اسلام اور فرائض کا انکار بھی کبائر میں سے ہے ماں باپ کو تکلیف دینا، دشمن کے ساتھ جنگ کرنے سے بھاگنا بشرطیکہ کافر ہوں یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک جلی اور شرک خفی شرک جلی کی پھر دو قسمیں ہیں پہلی قسم ذات اور صفات میں شرک اور دوسری قسم عبادت میں شرک اور دوسرے امور میں استعانت و مدد کرنا اور اللہ تعالیٰ کو درمیان سے ختم کر دینا اور شرک خفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو مقصود بنائے اور طریقت کے اندر شرک خفی بھی کفر

ہے جس طرح کہ شرک جلی کفر ہے پس طریقت پر چلنے والے کے لئے لازمی امر ہے کہ ان دونوں شرکوں سے پکی و سچی توبہ کرے۔

شیخ ابو طالب مکی فرماتے ہیں میں نے اس قسم کی (۱۷) احادیث مبارکہ جمع کی ہیں ان میں چار کا تعلق دل سے ہے جیسا کہ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک (۲) گناہ کے ارادے پر قائم رہنا (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا (۴) اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ساتھ امن وسکون کا قائم ہونا اور چار کا تعلق زبان سے ہے جیسا کہ (۱) جھوٹی گواہی دینا (۲) جس سے حد قذف لازم آئے ایسا الزام لگانا (۳) گزرے ہوئے زمانے کے لئے جھوٹی قسم کھانا (۴) اور جادو کرنا اور تین کا تعلق پیٹ کے ساتھ ہے جیسا کہ (۱) شراب پینا (۲) یتیم کا مال کھانا (۳) سود کھانا اور دو کا تعلق فرج یعنی آگے والی شرم کے ساتھ ہے جیسا کہ (۱) زنا کرنا (۲) لواطت کرنا اور دو کا تعلق ہاتھ کے ساتھ ہے جیسا کہ (۱) قتل ناحق کرنا (۲) چوری کرنا اور ایک کا تعلق پاؤں کے ساتھ ہے جیسا کہ لڑائی کے دوران بھاگ جانا۔ ایک کا تعلق تمام جسم کے ساتھ ہے جیسا کہ والدین کی نافرمانی کرنا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان گناہوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں اور بعض بزرگان کرام نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ ۷۰۰ کی تعداد میں ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے واقعات میں تحریر فرمایا ہے کہ توبہ کے کئی درجات ہیں پہلا درجہ کفر سے توبہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد تقلیدی ایمان سے توبہ کرنا ہوتا ہے اس کے بعد ان صفات سے توبہ کرنا ہوتی ہے جو گناہوں کا تخم و بیج ہیں جیسا کہ طعام کی حرص اور باتیں کرنے کی لالچ، مال ومنال ومرتبہ سے الفت اور حسد، تکبر، ریا اس قسم کے اور جو مہلکات وغیرہ ہیں اس کے بعد وسوسے، نفس کی باتیں اور نہ کرنے کی فکر وغیرہ سے توبہ کرواتے ہیں اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے اندر غفلت سے اگرچہ ایک لمحہ کے لئے کیوں نہ ہو جب ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری اور آگاہی کا نام ہے اس

بنا پر ذکر کی بھی کوئی انتہا نہیں اور توبہ کی بھی کوئی انتہا نہیں کیوں کہ ہر ناقص چیز سے توبہ کرنی واجب ولازم ہوتی ہے۔ پہلا قدم یہ ہے کہ جو ہو چکا ہے اس پر پشیمان ہو اور آئندہ کے لئے پختہ وٹھوس ارادہ کرے کہ اپنی طاقت کے مطابق غفلت کے قریب ہرگز نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ طلب وجاہت کے لوازمات میں سے ہے اس کے بعد پھر تین عدد توجہ لطیفہ قلب کے ساتھ ڈالتے ہیں اس کے بعد لطیفہ روح کے ساتھ اس کے بعد سرّ، خفی، اخفی کے ساتھ اس کے بعد لطیفہ نفس کے ساتھ جس کا محل وٹھکانہ دماغ ہے اس کے بعد عناصر اربعہ کے ساتھ اس کے بعد دس لطائف کے مجموعہ کے ساتھ توجہ کرتے ہیں جو کہ عالَمِ اَمر اور خَلَق سے تعلق رکھتے ہیں اسے سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں اس کے ساتھ تین تین توجہ دیتے ہیں اس کے بعد ہمیشہ قلب ودل کی تعمیر وترقی میں مشغول رہتے ہیں حتیٰ کہ فناء اور بقاء کی دولت سے باریاب ہوجاتے ہیں۔

## عورتوں کو بیعت کرنے کی کیفیت وطریقہ

عورتوں کی بیعت کے بارے میں جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے اسی طرح بعینہٖ نقل کر رہا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۔ (اے نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کے لئے آئیں تو ان سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور چوری نہ کریں اور زنا نہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی قتل نہ کریں اور اس بہتان کو نہ لاؤ جو کہ تم نے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان باندھا ہوا ہے اور آپ کی نافرمانی نہ کریں نیکی کرنے میں تو آپ صلی اللہ علیک وسلم

ان کی بیعت قبول کریں اوران کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں اللہ تعالیٰ غفورو رحیم ہے)۔

یہ آیت مبارکہ فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے اور عورتوں کی بیعت میں مشغول ہوئے تو آپ کی عورتوں کے ساتھ یہ زبانی وقولی بیعت تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بائعات کرنے والیوں کے ہاتھوں میں ہاتھ نہ دیا کیونکہ مردوں کی بانسبت عورتوں کے اندر اخلاق رذیلہ عادات قبیحہ زیادہ پائی جاتی ہیں اس بناء پر عورتوں کے ساتھ بیعت کرنے کے دوران مردوں کی بانسبت ان کے ساتھ شرائط زیادہ لگائے گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم کومنوانے کے لئے اس وقت بری عادتوں کوترک کرنے کا حکم دیا۔

## پہلی شرط

یہ ہے کہ اس کا واجب الوجود ہونے اور عبادت کا مستحق ہونے میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اگر کسی کے اعمال ریا اور دکھاوے کے شائبہ سے پاک نہ ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے اجر وثواب کے ملنے کے قائل ہوں یا اگر چہ ایسی بات لفظی طور پر یا جملہ کی خوبصورتی کے لئے کہی ہوتو ایسی سب باتیں دائرہ شرک کے اندر آتی ہیں ایسا شخص موحد اور دین کے اندر مخلص نہیں ہوسکتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اِتَّقُوا الشِّرْكَ الْاَصْغَرَ قَالُوْا مَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الرِّيَآءُ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا چھوٹے شرک سے بچولوگوں نے پوچھا چھوٹا شرک کیا چیز ہےتو آپ نے ارشادفرمایا کہ ریاء چھوٹا شرک ہے) شرک کے ناموں کی تعظیم اورشرک کے دنوں کی حرمت وعزت کرنا کفر کے اندر پختہ وٹھوس قدم ہے اور ایسا بندہ شرک کے اندر پکا وسچا داخل ہو چکا ہے وہ اہل شرک میں سے ہے اور یہ

اسلام اور کفر و شرک کو جمع کرنا ہے مشرک کو کفر سے لاتعلقی اختیار کرنا اسلام کے لئے شرط ہے اور شرک کے شائبے سے بھی بیزاری ظاہر کرنا توحید کے لئے شرط ہے بتوں اور خبیث روحوں سے امراض و بیماریوں و اسقام میں استمداد و مدد حاصل کرنا جس طرح کہ اہل اسلام کے جہلاء کے اندر بات پائی جاتی ہے یہ عین گمراہی و شرک تراشے ہوئے اور بغیر تراشے ہوئے پتھروں سے حاجتوں کا چاہنا ہے یہ نفس کفر ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ کا انکار کرنا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعض گمراہ لوگوں کے حال کو شکایتہً بیان فرمایا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا۝ (ارادہ کرتے ہیں کہ شیطان کو اپنا فیصلہ کرنے والا بنائیں اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس کا حکم اصلاً نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور گمراہی میں ڈال دے) اکثر عورتیں جہالت کی بناء پر جو مدد حاصل کرنے کا ممنوع و ناجائز طریقہ ہے اسی طریقہ سے مدد حاصل کرتی ہیں۔ بے مقصد و بے معنی چیزوں سے مدد حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ شرک اور اہل شرک کے مراسم ادا کرنے میں رواں دواں ہیں بالخصوص ان کے نیک و بد سارے چیچک کے مرض کے دوران ایسا کرتے ہیں اور اس مرض کو ستیلا کے نام سے ہندوستان کے اندر یاد کرتے ہیں بہت کم عورتیں ہوں گی جو کہ اس شرک سے خالی ہوں گی اور ان کی رسومات کے اقدام نہ کرتی ہوں گی اِلَّا مَنْ عَصِمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ہندوؤں کے ایام کی تعظیم کرنا اور یہودیوں کے مشہور و معروف ایام کی عزت وحرمت بجا لانا شرک کو مستلزم ہے اور کفر کا سبب ہے چنانچہ کفار کے ہولی و دیوالی کے جو ایام ہیں اہل اسلام جہلاء بالخصوص ان کی عورتیں اہل کفر کی رسومات کو بجا لاتی ہیں اور عید کی خوشی مناتی ہیں ہدیے اور تحفے اپنی بیٹیوں اور بہنوں وغیرہ کے گھر بھیجتے ہیں اور وہ ہدیے اور تحفے شکل وشباہت اور

رنگ وغیرہ کے اعتبار سے بالکل کفار کے ہدیوں اور تحفوں کی طرح ہوتے ہیں اور ان دنوں میں اپنے برتنوں کے بھی ایسا رنگ کرتے ہیں جو مکمل طور پر کفار کے برتنوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور اسی موسم کا اعتبار کرتے ہیں اور اعتماد کرتے ہیں یہ سب کفر وشرک ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (اکثر ان میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے ہیں) اور اکثر لوگ حیوانات کو مشائخ کی نذر نیاز کرتے ہیں تو ان کی قبروں کے سروں پر جا کر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں فقہ کی روایات کے مطابق یہ عمل شرک کے زمرہ میں آتا ہے فقہاء نے اس میں مبالغہ کیا کہ ایسا ذبیحہ جنوں کا ہوتا ہے اور وہ شرع شریف کے اندر ممنوع ہے۔ شرک کے اندر داخل ہے اس قسم کے عمل سے اِجتناب کرنا چاہئے نذر کی بہت سی اقسام ہیں صرف حیوانوں کو ہی ذبح کرنا اور ان جانوروں کو ذبح کرنے کے اس قسم کے ارتکاب سے اور ان کو ذبح کرنے سے جنوں کے ساتھ ملحق ہونے سے اور جنوں کی پوجا کے ساتھ تشبیہ پیدا کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مستورات پیروں اور بیبیوں کے نام روزے رکھتی ہیں اور وہ پیر اور بیبیاں ان کی اپنی تجویز کردہ فرضی ہوتی ہیں اور اپنے روزوں کو ان کے نام کی طرف نسبت کر کے رکھتی ہیں اور افطاری کے وقت ہر روز الگ قسم کا مخصوص کھانا تیار کرتی ہیں اور روزوں کے لئے خاص دنوں کو مخصوص کرتی ہیں اپنے مقاصد اور مطالب کو اس روزہ کے ساتھ مربوط کرتے ہیں اور اس روزہ کے توسل سے اپنی حاجتوں کو چاہتے ہیں اور حاجتوں کو پورا ہونے کی صورت ان کی طرف سے شمار کرتے ہیں یہ عبادت میں شرک ہے غیر کی عبادت کے توسل سے اپنی حاجات کو غیر سے چاہنا ہے اس بدفعل کی برائی کو نیکی تصور کرتے ہیں حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ یعنی روزہ میرے لئے مخصوص ہے میرے علاوہ روزہ کی عبادت میں اور کوئی شریک نہیں ہوسکتا

بلکہ کسی وقت بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی عبادت میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

اس لئے کہ بعض مستورات اس برے فعل کے اظہار کے وقت کہتی ہیں کہ ہم نے یہ روزہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے رکھا ہے اس کے ثواب کو پیروں و بزرگوں کو بخشتی ہیں اگر وہ اپنے اس معاملہ میں سچی ہیں تو ان کا ایک خاص دن کا روزہ رکھنے کے لئے تعین کرنے کا کیا مقصد ہے خاص نوعیت کا کھانا اسی خاص دن کے پیش نظر پکانا خاص افطاری کے لئے استعمال میں لانے کا کیا مقصد و معانی ہیں بہت سی ایسی مستورات ہیں کہ روزہ افطاری کے وقت حرام اشیاء کا ارتکاب کرتی ہیں اور حرام چیز کے ساتھ افطار کرتی ہیں یا حرام طریقے سے افطار کرتی ہیں بغیر حاجت کے سوال و گداگری کرتی ہیں اس سے افطاری کرتی ہیں اور اپنی حاجات کو حرام طریقوں سے پورا ہونے پر اعتماد و یقین رکھتی ہیں۔ یہ خود عین گمراہی کے اندر ہیں اور ابلیس و لعین و شیطان کے مُزَیَّن شدہ کارنامے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہر برائی سے بچنے کی قدرت دینے والا ہے۔

دوسری شرط یہ ہے

کہ عورتوں کو بیعت کرتے وقت چوری سے منع کرے کیونکہ چوری گناہ کبیرہ ہے اور یہ بری عادت اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہے بہت کم مستورات چوری کے برے فعل سے محفوظ ہوتی ہیں عورتوں کی بیعت کرنے کے ساتھ اس شرط کو اس لئے منسلک کیا کہ عورتیں اپنے شوہروں کے مال کے اندر ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرتی ہیں یعنی ان کے مال کو خرچ کر دیتی ہیں یا اِدھر اُدھر کر دیتی ہیں بغیر سوچے سمجھے خوب لٹاتی ہیں دکانداروں کو دیتی ہیں حتیٰ کہ چوروں کے زمرہ و جماعت میں داخل ہو جاتی ہیں اور بڑے گناہ کی مستحق قرار پائی جاتی ہیں اس قسم کی چوری تو اکثر عورتوں میں کھلے عام پائی جاتی ہے بلکہ عورتیں ایسے کام کو سنت سمجھ کر کرتی ہیں۔ اِلّا

مَنْ عَصِمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی (مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے) کاش کہ عورتیں اس عمل کو برا جانیں اور غیر شرعی تصور کریں عورتیں اس عمل کو برا جاننے کے خوف کی بانسبت حلال جاننے کا غلبہ زیادہ رکھتی ہیں اس قسم کے حلال کے اندر کفر کا خوف زیادہ ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اکثر مقام پر عورتوں کو شرک کرنے سے منع کرنے کے بعد چوری وسرقہ سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس قسم کے حلال کی بناء پر ان کے اندر کفر بہت زیادہ پایا جاتا ہے تمام قسم کی بڑی برائیوں میں سے ان کے اندر یہ بہت بڑی برائی پائی جاتی ہے اور عورتوں کو جب اپنے شوہروں کے مال ومتاع کے اندر بار بار تصرف کرنے سے خیانت وبددیانتی کا مَلَکَہ پیدا ہو جاتا ہے تو دوسرے کے مال کے اندر تصرف کرنے کی برائی وقباحت ان کے دل کے اندر سے ختم ہو جاتی ہے اور ان عورتوں سے یہ بات بھی دور وبعید نہیں کہ غیروں کے مال ومتاع کے اندر تصرف دکھائیں اور خوب جاندار طریقے سے بے تحاشا طوٗر طریقے پر خرچ کرنا شروع ہو جائیں اور مزید جہنم کا ایندھن بنیں اور یہ بات اس بات کے نزدیک ترین ہے کہ تھوڑی سی کوشش کے ساتھ یہ بات واضح ہو جائے کہ عورتوں کو چوری سے منع کرنا اسلام کی مہمات میں سے ایک اہم ترین مہم ہے اور شرک کے بعد چوری کی قباحت بھی متعین ہوگئی یعنی ظاہر وَواضح ہوگئی ہے۔

## تذییل

(یعنی پہلے جملے وبات کے مطابق دوسری بات وجملہ لانا جو کہ پہلے کی تاکید ہو)

ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سب سے بڑا سارق وچور کون ہے یعنی بدترین قسم کا چور کون سا ہے تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ہمیں معلوم نہیں آپ بیان فرمادیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کو

اصول وضوابط کے مطابق ادانہیں کرتا اور نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اہتمام نہیں کرتا بلکہ جلدی جلدی سے جان چھڑاتا ہے اس قسم کی چوری سے بصد کوشش بچنا چاہیئے تاکہ بدترین قسم کے چوروں میں شمار نہ ہو۔ حضور دل وقلب کے ساتھ نماز پڑھنے کی نیت کرنی چاہیئے کیونکہ نیت کے بغیر عمل عمل ہی نہیں ہوتا اور قرات اچھے طریقے سے کرنی چاہیئے اور رکوع و سجود اطمینان وسکون سے کرنا چاہیئے۔ قومہ اور جلسہ کے اندر بھی ٹھہراؤ ہونا چاہیئے یعنی رکوع کرنے کے بعد ایک تسبیح پڑھنے کی مقدار کے مطابق آہستہ اور سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان اچھے طریقے سے سکون کے ساتھ بیٹھے یعنی ایک تسبیح پڑھنے کی مقدار کے مطابق بیٹھے حتیٰ کہ جلسہ اور قومہ میں اطمینان ہونا چاہیئے اور جو شخص اس طرح عمل نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو چوروں اور سارقوں میں شمار کرے اور اپنے آپ کو قابل سزا سمجھے۔

## تیسری شرط

جو کہ عورتوں کی بیعت میں شرط ہے وہ یہ کہ انہیں زنا سے منع کرنا ہے عورتوں کی بیعت میں یہ شرط اس لئے ہے کہ زیادہ تر زنا عورتوں کی رضامندی کے ساتھ معرض وجود میں آیا ہے اپنے جسم کو مردوں کے سامنے پیش کرتی ہیں پس مستورات اس عمل میں سبقت لے جاتی ہیں اس لئے ان کی رضا کو اس عمل میں معتبر قرار دیا ہے پس اس عمل سے منع کرنا عورتوں کے لئے سخت تاکید ہے اور مرد اس عمل میں عورتوں کے تابع ہوتے ہیں اسی لئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زنا کے بارے میں عورت کا ذکر پہلے کیا ہے اور مرد کا ذکر بعد میں کیا ہے جیسا کہ فرمایا اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (زانیہ عورت اور زانی مرد کو سو سو کوڑے لگائے جائیں) اس بدترین عادت کا دنیا وآخرت میں خسارہ ہی خسارہ ہے اور تمام ادیان و دینوں کے اندر زنا کو بدترین قبیح و برا خلاف شریعت و دین قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک

روایت نقل کرتے ہیں کہ سرکار دو جہاں نے ارشاد فرمایا اے میری امت کے مَرْدوْ زنا سے محفوظ رہنا اس کے اندر چھ خرابیاں پائی جاتی ہیں تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا تعلق آخرت سے ہے دنیاوی تعلق میں سے (۱) یہ ہے کہ بندہ سے نورانیت کی روشنی وصفائی ختم ومفقود ہو جاتی ہے (۲) دوسری بات یہ ہے کہ زنا کرنے والا فقر وفاقہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۳) تیسری خرابی یہ کہ بندہ کی عمر میں خلل وخرابی وکمی واقع ہوتی ہے آخرت کے ساتھ جن کا تعلق ہے ان میں سے (۱) ایک یہ ہے کہ زنا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب وغصہ نازل ہوتا ہے (۲) دوسرا حساب وکتاب میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور (۳) تیسرا یہ کہ بندہ جہنم کے عذاب میں داخل ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آنکھوں کا زنا نامحرم مستورات کو دیکھنا ہے اور ہاتھوں کا زنا محرمات کو ہاتھوں سے پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا محرمات کی طرف پاؤں کے ساتھ چل کر جانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ (یارسول اللہ! آپ فرما دیں اے مؤمنین اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنے فرجوں وشرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اس میں تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی ہے) دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (یارسول اللہ آپ مستورات مومنین کو بتا دیں کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنوں کو کہہ دیں کہ اپنی آنکھوں کو نامحرموں سے بچا کے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو محرمات سے بچا کر رکھیں کہ اس میں تمہارے لئے پاکیزگی ہے اور مومنین مستورات کو کہیں کہ وہ اپنی نظروں کو اور اپنے فرجوں کو محرمات سے محفوظ رکھیں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ دل آنکھوں کی تابعداری میں ہوتا ہے جب تک آنکھوں کو محرمات سے محفوظ نہیں رکھیں گے دل کی حفاظت کرنا مشکل ہو جائے گی جب دل کسی کے ساتھ لگ جائے گرفتار ہو جائے تو اس وقت شرم گاہ وفرج کی حفاظت کرنا مشکل ہو جاتی

ہے تو معلوم ہوا کہ آنکھوں کو محرمات سے محفوظ رکھنا ضروری ہے تا کہ شرم گاہ کی حفاظت کرنا آسان ہو جائے اور دینی و دنیاوی خسارے سے محفوظ و مامون رہے اور قرآن پاک نے منع فرمایا ہے کہ عورتیں دوسرے مردوں سے نرم و ملائم قسم کی گفتگو نہ کریں کیونکہ بدکار عورتیں اور بدکار مرد ایک دوسرے سے ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دلوں کے اندر برے خیال اور طمع پیدا ہوتا ہے اور عورتوں کو اگر کسی دوسرے مرد سے بات کرنی ہی پڑ جائے تو مشہور و معروف اور اچھے طریقے سے بات کریں جو کہ طمع و لالچ و وہم سے خالی ہو اور اس لئے بھی منع فرمایا گیا ہے کہ عورتیں اپنی خوبصورتی اور حسن و جمال کو مردوں کے سامنے پیش کرتی ہیں اور مردوں کو خواہشات کے اندر ڈالتی ہیں اور اس لئے بھی منع کیا ہے کہ عورتیں اپنے پاؤں کو زمین پر مارتی ہیں جس سے ان کی پازیب اور اس کی مثل دوسرے زیورات کی چھنکار سے اپنی پوشیدہ زیب و زینت کو ظاہر کرتی ہیں اور ایسی آواز نکالتی ہیں جس سے مردوں کی طبیعت عورتوں کی طرف جلدی مائل ہو جاتی ہے وہ بات جو فسق و فجور اور بے ہودگی کی طرف لے جائے وہ منع اور قبیح و بری ہوتی ہے ہر لحاظ سے احتیاط کرنی چاہئے تا کہ خباثت و برائی کے مقدمات و مبادی ہی ظاہر نہ ہوں تا کہ نفس محرمات سے محفوظ و سلامت رہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْعَاصِمُ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (اللہ تعالیٰ نگہبان و محفوظ رکھنے والا ہے میرے پاس توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق پر اعتماد کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں)

چوتھی شرط یہ ہے

کہ عورتوں کو بیعت کرتے وقت انہیں پابند کریں کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں کیونکہ مستورات اپنی بیٹیوں کو فقر و غربت کے خوف سے قتل کر دیتی ہیں یہ بدترین فعل قتلِ نفس کے ضمن میں آتا ہے اور قطع رحمی بھی ہے اور کبیرہ و بڑے گناہوں میں سے ہے۔

## پانچویں شرط یہ ہے

کہ مستورات کو بیعت کے وقت بہتان لگانے سے بھی منع کریں کیونکہ اکثر عورتوں کی عادت ہے کہ وہ بہتان لگاتی ہیں۔اس کی تخصیص ان کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ قرآن پاک نے عورتوں کی طرف تخصیص کر کے بات کی ہے جیسا کہ فرمایا

وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ اور یہ صفت انتہائی بدترین و بری صفت ہے اخلاق کو تباہ و برباد کرتی ہے اور کذب وجھوٹ پر مبنی ہوتی ہے اور جھوٹ تمام ادیان و دینوں میں حرام و برا ہے نیز یہ مومن کو ایذاء دینا ہے اور مومن و مسلمان کو ایذا دینا حرام و ناجائز ہے اور زمین کے اندر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درمیان فساد پھیلانا ہے اور فساد پھیلانا قرآن پاک کی نص سے منع وحرام، ممنوع و ناجائز ہے۔

## چھٹی شرط یہ ہے

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم وفرمان کی فرمانبرداری میں کوتاہی بالکل نہ کرے ہر حکم کو جان و دل سے قبول کرے چاہے وہ اوامر ہوں چاہے وہ نواہی ہوں اوامر کو کرنا ہے اور نواہی کو ترک کرنا ہے نماز ہو یا روزہ زکوٰۃ ہو یا حج ایمان کے بعد ان ارکانوں کی ادائیگی کرنی ہوگی نماز پانچ وقتہ کو بغیر سستی اور کاہلی وفتور کے کوشش کے ساتھ آداء کرنا ہے اور زکوٰۃ کو بحسن وخوبی اس کے اصول کے مطابق ادا کرنا ہے رمضان المبارک کے روزے جو کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں اور سال کے بعد نصیب ہوتے ہیں انہیں اچھے اہتمام سے رکھنا ہے اور حج جس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم فرمائی ہے کہ حج بندہ کے تمام گناہوں کو صاف کردیتا ہے اسے بھی اعلیٰ و ارفع طریقے سے ادا کرنا چاہئے تاکہ اسلام کی قدر و منزلت آپ کے سامنے رہے اسی طرح تقویٰ اور ورع کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مِلَاکُ دِيْنِكُمُ الْوَرْعُ یعنی دین پر عمل

پیدا ہونا تیرے لئے ورع ہے اور وہ منہیات سے رکنا ہے جو کہ لہو ولعب میں داخل ہیں اور وہ حرام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَاءِ یعنی غناء و مال زناء کے لئے جادو ہے اور غیبت کرنے سے اور باتوں میں سے باتیں نکالنے سے اِجتناب کرنا ہے کیونکہ یہ شرعی طور پر منع ہے نیز مذاق کے اعتبار سے بھی کسی کو تکلیف دینا منع ہے اس سے بچنا و اِجتناب کرنا لازم و ضروری ہے اور بدشگونی سے بھی بچنا چاہیئے اس کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی نیز یہ عقیدہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک مریض سے دوسرے آدمی کی طرف بیماری منتقل ہوتی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں باتوں سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا: لَاطِيَرَةَ وَلَا عُدْوٰی یعنی بدشگونی کی کوئی اصل و بنیاد اور نہ ہی ایک شخص سے دوسرے کسی شخص کی طرف بیماری منتقل ہونے کا ثبوت ہے نجومیوں اور جادوگروں سے غیبی باتیں پوچھنے پر زور نہیں دینا چاہیئے ان کی بتائی ہوئی باتوں پر مکمل اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ شریعت کے اندر مبالغہ کرنا بھی منع ہے جادو بھی نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی جادوگر سے کوئی کام کروانا چاہیئے کیونکہ جادو کرنا حرام قطعی ہے اور جادوگر مکمل طور پر کفر کے اندر جاچکا ہوتا ہے جادو اور جادوگری سے بڑھ کر کوئی گناہ کفر کے قریب ترین نہیں ہے انتہائی احتیاط کرنی چاہیئے کہ بندہ مسلمان ہونے کے ناطے سے اس کے بالکل قریب نہ جائے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ اگر بندہ ایمان سے فارغ ہو جائے تو جو چاہے کرے گویا کہ ایمان اور جادو ایک دوسرے کی نقیض اور ضد ہیں جہاں جادوگری ہوگی وہاں ایمان نہیں ہوگا بنابریں عمدہ و نفیس ترین بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف بالکل نہیں جانا چاہیئے تاکہ اس کے ایمان کے کارخانے میں کوئی خلل و خرابی واقع نہ ہو معمولی سے عمل کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو جائے۔ مختصر یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد و حکم کے مطابق علماء حقانی نے جو کچھ دینی کتب میں بیان کیا ہے اسے جان و دل سے قبول کرنا چاہیئے اس کے خلاف چلنے کو زہر

قاتل جاننا چاہئے جو کہ موت کی وادی ہے اور کئی قسم کے عذابوں میں گرفتار ہونا ہوتا ہے جب مستورات ان تمام شرائط کو تسلیم کرلیں تو انہیں بیعت کرنا چاہئے اور ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھنی چاہئے جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی امت کے لئے چاہی تھی اور ایسی جماعت مغفرت کی مستحق ہو جاتی ہے ابی سفیان کی بیوی ہندہ (جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا جان کے قلب وجگر کو چبایا تھا) اس نے بھی توبہ کی اور ان امور کو تسلیم کیا اور اسے بیعت کیا گیا اس بیعت اور استغفار سے اس کی مغفرت اور توبہ قبول ہونے کی قوی ترین امید ہے پس ہر وہ عورت جو ان شرائط کو تسلیم کرے اور ان کے مطابق عمل بھی کرے تو وہ حکمی طور پر اس بیعت کے اندر داخل ہے اور توبہ استغفار کی برکات اسے حاصل ہونے کی امید تامہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (اگر تم ایمان لائے ہو اور شکر گزار ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب نہیں دے گا) اگر تم ایماندار ہو اور شکر بھی کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا تمہیں عذاب دینے کا کوئی پروگرام نہیں شکر کرنے کا مقصد ومفہوم یہ ہے کہ احکام شرعیہ کو دل سے تسلیم کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ دونوں جہانوں میں عذاب سے خلاصی ورہائی حاصل کرنے کا راستہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری میں ہے۔ اعتقاد اور عمل کے اعتبار سے استاد اور پیر اس لئے پکڑا جاتا ہے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت پر رہنمائی ودلالت کریں اور ان کی برکت شریعت پر عمل کرنے اور درست اعتقاد رکھنے کی سہولت آسانی سے مہیا ومیسر ہو جائے۔ پیر یا استاد اس لئے نہیں پکڑا جاتا کہ بندہ جو چاہے وہ کرے اور جو چاہے کھائے پئے اور پیر استاد اس کی ڈھال اور عذاب سے بچانے کے لئے مصروف رہیں۔ اگر کوئی بندہ ایسا کرتا ہے تو یہ محض اس کی تمنا اور خیال ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا جب تک بندہ مُرتَضیٰ نہ ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کے دین و

شریعت پر راضی نہیں ہوگا اس کی شفاعت نہیں ہوگی اور بندہ مرتضی اس وقت ہوتا ہے جس وقت شریعت کے تقاضا کے مطابق عامل ہو یعنی شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے والا ہو اس وقت اگر بشری تقاضوں کے پیش نظر بندہ سے کوئی کوتاہی ہوگئی تو شفاعت کے ساتھ اس کوتاہی کا تدارک کیا جائے گا ورنہ خدا جانے کیا گزرے گی۔

سوال:

گنہگار کو کس اعتبار سے مرتضی کہا ہے۔

جواب:

جس وقت گنہگار بندے نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی اور انبیاء و اولیاء کو قرآن پاک کو عفو و درگزر کے لئے وسیلہ کے طور پر لاتا ہے اس وقت بندہ حقیقت میں مرتضی ہوتا ہے اگرچہ بظاہر دیکھنے میں مذنب و گنہگار ہے وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ الْمُوَفِّقُ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔اے ہمارے رب اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر اور ہمارے امور میں ہدایت و درستگی مہیا فرما۔

## دس مقامات کا سلوک طے کرنے کا طریقہ و کیفیت

اے لوگو! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ دس مقام جن پر صوفیاء کرام نے تصوف وسلوک کی بنیاد رکھی ہے ان میں سے پہلا مقام مقام توبہ ہے (حال اور مقام میں فرق یہ ہے کہ واردات و کیفیات جو کہ بندہ پر طاری ہوتی ہیں اگر وہ کیفیات و واردات جلدی ختم و دور ہو جائیں اسے حال کہتے ہیں اگر وہ کیفیات و واردات دیرپا ہوں اور ٹھہر جائیں تو وہ مقام ہے مقام توبہ کے تین اجزاء ہیں:

(۱) کسی بھی فعل سے ندامت وشرمندگی کا ہونا (۲) اس فعل کو فی الفور ترک کرنا (۳) آئندہ اس فعل کا ارتکاب نہ کرنا اور کمال توبہ یہ ہے کہ بندہ کے دل پر گناہ

کرنے کا خیال بھی نہ گزرے) اور آخری مقام رضا ہے ان دونوں کے درمیان آٹھ مراتب ہیں:

(۱) زہد (۲) توکل (۳) قناعت (۴) عزلت (۵) ملازمت ذکر (۶) توجہ (۷) صبر (۸) مراقبہ ان کا نام اصول عشرہ بھی ہے۔ جو شخص ان مراتب کو طریقت کے اندر سلوک کی سیر عالَمِ خلق کے تزکیہ سے قبل طے کرنے کا خیال کرتا ہے وہ اسے ذاتی طور پر کرتا ہے اور وہ شخص جو سیر جزبی کو ان مراتب سے مقدم طے کرتا ہے اسے یہ مراتب عالَمِ امر کے تصفیہ وصفائی کے دوران حاصل ہو جاتے ہیں تو دائرہ امکان کے طے کرنے کے دوران بھی ان مراتب کو طے کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالہ مبداء ومعاد میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جب طالب طریقت وحقیقت شیخ کے سامنے جائے تو شیخ کو چاہئے کہ پہلے اسے اِستخارہ کے لئے حکم کرے اور وہ شخص تین سے سات استخارے کرے اگر اس میں کوئی خلل وخرابی ظاہر نہ ہو تو اسے سب سے پہلے توبہ کرنے کے طریقے کی تعلیم دے اور دو رکعت نماز توبہ پڑھنے کا حکم دے کیونکہ اس راستے پر چلنے کے لئے توبہ کرنا لازمی وضروری امر ہے۔ اس کے ترک کرنے سے بالکل کوئی فائدہ نہیں ہوگا ہاں توبہ کرنے کا اجمالی خاکہ اس کے سامنے رکھے اور تفصیل کو کافی وقت و دن گزرنے کے بعد اس کے سامنے رکھے کیونکہ توبہ کرنے میں لوگوں کی ہمتیں بہت کم ہوتی ہیں اگر ابتدائی طور پر مکمل توبہ کرنے کی طرف توجہ دی تو اس کے حصول کے لئے وقت کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس دوران ہوسکتا ہے کہ اس شخص کی طبیعت کے اندر کوئی فتور ظاہر ہو اور وہ اپنے مقصد کے حصول سے کنارہ کر جائے اس لئے اجمالی توبہ کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضا کے مطابق اس کی تربیت وتعلیم کرتا رہے یعنی اس کی صلاحیت واستعداد کے مطابق اسے چلاتا رہے اور وہ ذکر جو اس کی طبیعت کے موافق ہو اس کی اسے تلقین کرے اور اس کے کام وحال کی طرف

توجہ رکھے اور اس کے حال کو التفات توجہ کے ساتھ اس کی چراگاہ کی طرف لے جائے اور راستے کے آداب وشرائط اس کے سامنے بیان کرے اور قرآن پاک اور حدیث شریف اور سلف صالحین کے آثار ونشانات پر چلنے کی ترغیب دے اور اس بات کو بھی ظاہر کرے کہ قرآن وحدیث کی اتباع کے بغیر مقصد تک پہنچنا ناممکن و محال ہے اور اسے یہ بات بھی باور کروائے جو کچھ حالات و واقعات کشف ہوں اور کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو ان کا بالکل اعتبار نہ کرے بلکہ ان سے نفرت کا اظہار کرے اور فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے مطابق اس کے عقائد کی تصحیح کرے۔ فقہ کے ضروری احکام کے حصول اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تاکید وتلقین کرے کہ طریقت کے راستے پر ان دو پروں کے بغیر اڑنا ناممکن ہے یعنی عمل اور اعتقاد کے بغیر اڑنا مشکل ہے اور یہ تاکید بھی کی جائے کہ حرام اور مشتبہ خوراک سے انتہائی قسم کی احتیاط کرے ہر چیز کھانے سے گریز کرے اور ہر جگہ کھانے اور ہر شخص سے کھانے سے پرہیز کرے تاوقتیکہ شریعت غرا اسے اپنے فتویٰ میں درست وصحیح قرار نہ دے تمام امور میں مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عنایت کریں اسے پکڑلو اور جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرمائیں اس سے رک جاؤ) کو اپنا نصب العین وشیوہ بنالے طریقت کے طالبوں کی حالت دو حال سے خالی نہیں ہوگی یا کشف ومعرفت اسے حاصل ہوگی یا جہالت وحیرت اس پر طاری ہوگی لیکن دونوں حضرات منازل کے طے کرنے اور حجابات کے اٹھ جانے کے بعد پہنچنے والے ہوتے ہیں یعنی ایک مقام پر پہنچنے والے ہوتے ہیں۔ نفس وصول وپہنچنے میں دونوں برابر ہیں ایک دوسرے پر برتری نہیں جیسا کہ ایک شخص دور دراز کے علاقوں سے سفر طے کرکے مکہ مکرمہ پہنچتا ہے اور راستے میں تمام حالات و واقعات کے مناظر دیکھ کر آتا ہے اور جمیع منازل کو اپنی استعداد کے مطابق معلومات رکھتا ہے اور دوسرا شخص منازل کے مناظر کی تفصیل

دیکھنے کے بغیر مکہ مکرمہ میں پہنچتا ہے تو یہ دونوں شخص مکہ مکرمہ پہنچنے میں برابر ہیں۔ پہنچنے کے اعتبار سے کسی کو برتری حاصل نہیں ہے اگرچہ معرفت و پہچان منازل کے اعتبار سے دونوں متفاوت و جدا ہیں اور دونوں وہاں پہنچنے کے بعد جاہل ہوتے ہیں لِاَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ جَهْلٌ وَّ عَجْزٌ عَنِ الْمَعْرِفَةِ (کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں معرفت جاہل ہونا ہے اور معرفت سے عاجز ہونا ہے) اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ سلوک کے منازل طے کرنا دس مقامات کو طے کرنا ہے اور دس مقامات کو طے کرنا تین تجلیات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ (۱) تجلی افعال (۲) تجلی صفات (۳) تجلی ذات۔ یہ دس مقامات سوائے مقام رضا کے تمام کے تمام تجلی افعال اور تجلی صفات کے ساتھ متعلق ہیں اور مقام رضا تجلی ذات کے ساتھ وابسطہ ہے۔

پس یقیناً رضاء متحقق و ثابت ہوگئی اور کراہت ختم ہوگئی۔ اس طرح ان تمام مقامات کے کمال تک پہنچنا تجلی ذاتی اور مکمل فناء کے حاصل ہونے پر موقوف ہے۔ نو مقامات کا نفس حصول تجلی افعال اور تجلی صفات کے ساتھ متعلق ہے ہرگاہ قدرت کاملہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنی ذات مبارکہ کا تمام اشیاء کو مشاہدہ کرواتی ہے بے اختیار بندہ توبہ اور انابت کی طرف رجوع کرتا ہے اور بندہ تقوی و ورع کو اپنا شیوہ بنالیتا ہے تو جب بندہ صبر اختیار کرتا ہے اپنے آپ کو بے طاقت دیکھتا ہے جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہے عطاء و منع وغیرہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے تو ناچار مقام شکر حاصل ہو جاتا ہے اور توکل کے اندر قدم رکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ بندہ پر لطف و مہربانی و عطوفت فرماتا ہے تو بندہ مقام رجاء میں داخل ہو جاتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ دنیا اس کی نظروں میں خوار و بے اعتبار نظر آتی ہے تو یقیناً دنیا سے بے رغبتی حاصل ہوجاتی ہے تو بندہ فقر کو اختیار کرتا ہے عبادت و زہد اور اپنے عیبوں پر نظر رکھنے کو شیوہ بنالیتا ہے۔ اے مخاطب تجھے معلوم

ہونا چاہئے ان تمام مقامات کا ترتیب وتفصیل کے ساتھ حاصل کرنا یہ سالک مجذوب کا کام ہے اور مجذوب سالک کو یہ مقامات اجمالی طور پر حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی ازلی محبت نے گرفت میں لیا ہوا ہوتا ہے اس وجہ سے وہ تفصیل میں مشغول نہیں ہوتا اس محبت کے ضمن میں مجذوب سالک کو ان مقامات کا مغز و خلاصہ مکمل طور پر حاصل ہوتا ہے کہ صاحب تفصیل کو اس طرح رتبہ حاصل نہیں ہوتا نیز اس رسالہ میں یہ بھی تحریر ہے کہ ان مقامات تک پہنچنا اور انتہاء تک رسائی حاصل کرنا ان دس مشہور مقامات کے طے کرنے کے ساتھ مربوط و وابسطہ ہے جو کہ پہلا مقام مقام توبہ ہے اور آخری مقام مقامِ رضا ہے کوئی بھی مقام رضا کے مقام سے بلند و بالا و برتر نہیں ہوتا حتیٰ کہ آخرت و قیامت برپا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کو دیکھنا حقیقت میں مقام رضا سے ہے جیسا کہ قیامت قائم ہونے کے بعد سب مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنی ایمانی روحانی طاقت کے مطابق دیکھیں گے اور باقی مقامات کا حاصل کرنا آخرت میں ان کا کوئی تصور نہیں ہوتا جیسا کہ قیامت کے قیام کے بعد توبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ زہد وعبادت کی ضرورت نہیں توکل کا وجود نہیں صبر کا تصور نہیں وغیرہ وغیرہ ہاں وہاں پر شکر متحقق و ثابت ہوگا کیونکہ شکر رضا کا ایک شعبہ وحصہ ہے کوئی الگ و جدا بات وحصہ نہیں ہے۔

تو ہم اس کا یوں جواب دیتے ہیں کہ مخصوص مقامات کو حاصل کرنا قلب و روح کے ساتھ مختص کر دیا گیا ہے خاص کر ان مقامات کا حصول نفس مطمئنہ والے خواص کے ساتھ منسوب وابسطہ ہے لیکن قالب یعنی جسم و ڈھانچہ ان مقامات کے حال و احوال سے بے خبر وخالی ہوتا ہے ہر چند کہ وحدت کے غلبے و اثر کی وجہ سے جسم مغلوب ہو کر دور و پیچھے رہ جاتا ہے حضرت شبلی سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ کا جسم جو اتنا موٹا تازہ ہے یہ تو محبت کے دعوے کے منافی ہے تو آپ نے اس آدمی کو جواب اس عربی شعر کی صورت میں دیا

اَحَبَّ قَلْبِیْ وَمَا دَرٰی بَدَنِیْ
وَلَوْ دَرٰی مَا قَامَ فِی السِّمَنِ

ترجمہ: میرے دل نے محبت کی بدن کو خبر نہیں دی، اگر بدن کو معلوم ہو جاتا فربہ و موٹا نہ ہوتا۔

پس اگر کامل بزرگ کے جسم کے اندر ان مقامات کے منافی کوئی چیز ظاہر ہو بھی جائے، تب بھی اس بزرگ کے باطن میں حصول مقامات کے لحاظ و اعتبار سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور جو شخص کامل نہیں ہوگا اس کے اندر تمام وہ نقائص پیدا و ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس بندے کا ظاہر و باطن دنیا کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور توکل اور حقیقت کے منافی امور و باتیں اس کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور قلب و جسم کے اندر بے حسی و اضطرار و پریشانی لاحق ہو جائے گی۔ روح اور جسم کے اندر کراہیت و بے برکتی اثر انداز ہو جائے گی یہی وہ اشیاء ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اپنے خیمہ میں رکھ کر محفوظ رکھا ہوا ہے اور اکثر دنیا والے لوگوں کو بزرگوں کے ان کمالات سے محروم رکھا ہوا ہے اور بزرگوں کے اندر جو بعض چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے کوئی حکمت پوشیدہ رکھی ہوئی ہے اور حق اور باطل کے اندر جو امتیاز ہے اسے بھی ختم کرنا مقصود و مطلوب ہے کیونکہ دنیا امتحان و ابتلاء کا محل و مقام ہے (تاکہ بندہ اپنی کوشش سے درست کو اختیار کرے) اور وجہ یہ بھی ہے کہ اگر تمام اشیاء و امراض کو اگر اولیاء اللہ سے ختم کر دیا جائے تو ان کی ترقی کے راستے ختم ہو جائیں گے اور وہ صرف ایک ہی رنگ و منزل میں رہیں گے۔

## پہلا پیر و شیخ موجود ہونے کی صورت میں دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنے کا بیان

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مکتوب میں نقل فرماتے ہیں کہ آپ سے کسی نے سوال پوچھا کہ پہلے پیر کی موجودگی میں اگر مرید کسی دوسرے پیر

کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم روحانیت کی طلب وتلاش کے لئے جاتا ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے یا کہ نہیں تو آپ نے جواب دیا کہ تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے مقصود اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے اور پیر درمیان میں وسیلہ واسطہ ہوتا ہے اگر مرید وطالب دوسرے شیخ کے پاس اپنی روحانی تسکین حاصل کرتا ہے اور اپنے دل کو اس شیخ کی صحبت ومجلس میں وابستہ کرتا ہے تو یہ بالکل جائز ہے کہ اپنی روحانی ترقی کے لئے اپنے پیر کی موجودگی میں دوسرے پیر کے پاس جائے لیکن پہلے پیر کا انکار نہ کرے بلکہ اچھائی ونیکی کے ساتھ اسے یاد کرے (مجدد صاحب فرماتے ہیں) ہمارے اس دور میں پیری اور مریدی ایک رسم اور عادت بن چکی ہے اکثر اس زمانے کے پیروں کو اپنے آپ کی بھی خبر نہیں ہوتی اور ایمان کو کفر سے الگ وجدا نہیں کر سکتے تو ایسے پیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا خبر رکھیں گے اور مرید کو کون سی راہ حق دکھائیں گے۔

شعر

آگہ از خویشتن چونیست چنیں

چہ خبردارند از چنان و چنین

جو اپنے آپ سے آگاہ وخبردار نہیں ہے اِدھر اُدھر کی وہ کیا خبر رکھے گا۔

افسوس ہے اس مرید پر جو اس قسم کے پیر پر اعتبار واعتقاد رکھتا ہے جو کسی دوسرے کامل کی طرف رجوع نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے راستے کو تلاش نہیں کرتا اس راستے میں بہت خطرات ہیں وہ زندہ راستے کو چھوڑ کر ناقص پیر کے پاس آیا ہے کہ اس پیر نے طالب کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور رکھا ہے ہر وہ جگہ جہاں روحانیت حاصل ہونے اور رشد وہدایت ملنے کی غالب امید ہو بغیر کسی توقف وسوچ کے وہاں جانا چاہئے اور ابلیسی وشیاطینی وسواس وسوچوں سے پناہ حاصل کرنی چاہئے نیز آپ حضرت خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ اس

طریقہ کے خواجگان قدس سرہم ہر فریب کار اور رقص و ناچ کرنے والے کے لئے نسبت نہیں رکھتے کیونکہ ان لوگوں کا کارخانہ وسیع ہے اور طریقت کے اندر پیری، مریدی، تعلیم و تعلم ہوتا ہے نہ گھاس اور درختوں کا کاروبار ہوتا ہے کہ اکثر مشائخ طریقت نے لکھا ہے حتیٰ کہ فریب کار و رقص و ناچ کرنے والوں کے متاخرین نے پیری و مریدی کو گھاس اور درختوں کی طرح بنایا و سمجھا ہے اس قسم کے پیروں اور پیر سے اِجتناب کرنا چاہئے یہ لوگ طریقت کے استاد کو مرشد کا نام نہیں دیتے تھے اور پیر نہیں سمجھتے تھے اور بزرگی کے آداب سے بھی انہیں محروم رکھتے تھے۔ یہ ان کی انتہائی قسم کی جہالت اور کسی مقصد تک نہ پہنچنے کی علامت ہے۔ اے مخاطب تجھے معلوم نہیں کہ مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تعلیم دینے والے اور جس کی صحبت مجلس سے باطنی طور پر فائدہ ہوا ہو ان دونوں کو پیر کہا ہے۔ کئی پیر پکڑنے کو جائز قرار دیا ہے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ پہلے پیر کی موجودگی میں اگر طالب اپنی اصلاح و ترقی، باطنی ہدایت کسی دوسرے پیر کے پاس بہتر طریقے سے حل ہوتے دیکھتا ہے تو دوسرے پیر کے پاس جا سکتا ہے لیکن پہلے پیر کا منکر نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کرام سے کئی پیر پکڑنے کے لئے جواز کا فتویٰ حاصل کیا ہے ہاں اگر خرقہ ارادت کسی سے حاصل کیا ہے تو دوسرے سے خرقہ ارادت نہ حاصل کرے بلکہ دوسرے سے خرقہ تبرک حاصل کرے اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ دوسرے پیر کو پسند و اختیار نہ کرے بلکہ یہ بات بالکل جائز و درست ہے کہ ایک سے خرقہ ارادت حاصل کرے دوسرے سے خرقہ تعلیم طریقت حاصل کرے اور تیسرے سے خرقہ صحبت و مجلس حاصل کرے اگر یہ تینوں قسم کی نعمتیں ایک سے حاصل ہو جائیں تو یہ بہت ہی بڑی نعمت عظمیٰ ہے اور یہ بات بالاتفاق جائز ہے کہ خرقہ تعلیم و مجلس جتنے بھی مشائخ سے حاصل کر سکتا ہے جائز و درست ہے لیکن اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ پیر وہ ہوتا ہے جو اپنے مرید کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی راہنمائی

کرے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچائے طریقت کی تعلیم کے دوران اس معنی کا بہت لحاظ رکھا جاتا ہے واضح ترین بات یہ ہے کہ پیرِ تعلیم استاذِ شریعت بھی ہے اور طریقت کا راہنما بھی ہے پس پیرِ تعلیم کی جہاں تک ہو سکے خوب تعظیم وعزت واحترام بجالائے کہ پیر کے نام کا یہ زیادہ مستحق ہے اور پیر خرقہ وارادت کا مقام بالکل الگ وجدا ہے نیز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فقیر کو سلوک کی منازل طے کرنے کے دوران اتنا پختہ یقین اور محبت عظیم اپنے مشائخ کے ساتھ رکھنی چاہیے کہ اگر حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کا ظہور بھی ہو جائے تو اپنے مشائخ کی اتباع سے رو دگردانی نہیں کرنی چاہیے اور ہمت اس قدر بلند و بالا ہونی چاہیے کہ دل کے اندر پختہ وٹھوس ارادہ ہو کہ میں انشاء اللہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ طریقت کے سرکردہ بزرگوں میں سے ہیں ان سے آگے بڑھوں گا اگر سبقت نہ کی تو اپنے آپ کو ختم و ضائع کردوں گا پس ہر وہ شخص جو ہمارے مشائخ کرام کی طرح کامل و مکمل پیر رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ کسی دوسرے پیر کی طرف رجوع نہ کرے ہاں اگر کسی کا پیر ناقص ہے تو اس سے رجوع کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ہم نشینی کے قابل نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اپنی صلاحیتوں کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف ہے۔

## عقائد کے صحیح ہونے کی کیفیت وطریقہ

اے مخاطب تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بندہ کو نجات پانے کے لئے اجمالی ایمان کافی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنا اور آپ کی آل کے ساتھ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ علی حسب مراتب محبت کرنا ہے حضرت مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے شیعوں و رافضیوں کی جماعت کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا تو اچانک میں نے دیکھا ان میں سے ایک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بری

زبان استعمال کرنا شروع کردی اور فقیر کو ضبط و تحمل کی طاقت و تاب نہ رہی اختیار کی لگام میرے ہاتھ سے نکل گئی جس جگہ میں بیٹھا ہوا تھا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے سینے پر خنجر جو کہ لڑائی کا آلہ ہے اس کے گلے پر مارنے کی کوشش کی تا کہ اس کا کام تمام ہو جائے یعنی وہ مر جائے اس نے فوراً حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دیا کہ آپ امام کا صدقہ مجھے معاف کردیں اور مجھے چھوڑ دیں حضرت امام حسن کا نام سنتے ہی مجھے اس پر رحم آ گیا تو میں نے اسے قتل کرنے سے ہاتھ کھینچ لئے اس دن سے فقیر کو یقین ہو گیا اہل سنت و جماعت کے برحق و صحیح عقیدہ پر ہوں کیونکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی گلوچ دینے پر سننے کے ساتھ فوراً میرے دل و جان کے اندر حرارت و گرمی، غصہ پیدا ہو گیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنتے ہی میرے دل کے اندر نرمی و رحمت غالب ہو گئی پس اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کمال یہ ہے کہ ان کے اندر جو محبت ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل اور اصحاب و ساتھیوں کے ساتھ برابر ہے ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی غلبہ وغیرہ ہوتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا اس زمانہ میں دو فرقوں کے ایمان محفوظ و مسلم ہیں ایک وہ فرقہ جو جماعت اہلسنّت کے عقائد کے مطابق قرآن و سنت کی واقفیت رکھتا ہے اصول و ضوابط و قوانین کے مطابق مسائل کا استخراج و استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے اصحاب و احباب اور اس فقیر کا وجود اپنے احباب کے ساتھ جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے دل دادہ ہیں دوسری وہ جماعت جو استخراج و استنباط کے مقدمات سے عاری و ناواقف ہیں جیسا کہ عوام الناس جو کہ کاروباری لوگ ہیں کہ صبح سویرے اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برحق ہیں اور آپ کے چار یار اور اصحاب بھی ہیں پس اتنی مقدار میں اجمالی ایمان ان کی نجات کے لئے کافی ہے۔

## تیسرا فرقہ

ان دونوں کے درمیان ہے جو تردد اور تذبذب میں ہیں۔ لَآ اِلٰی هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ اور اس کیفیت والے لوگ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا وآخرت میں خسارے میں رہیں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیم ملا خطرہ ایمان است۔ نیز آپ نے فرمایا ایک مرتبہ شیعوں کے دانشوروں کی ایک جماعت نے حضرت علی کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ حدیث شریف میں حضرت علی کے بارے میں حضور نے لَحْمُكَ لَحْمِیْ تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ فرمایا ہے آپ کی فضیلت کے لئے یہ حدیث کافی ہے کیونکہ دوسرے کسی صحابی کے بارے میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں وارد ہوئی اچانک بدیہی طور پر میں نے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل احادیث کی کتابوں کے اندر لاتعداد طور پر موجود ہیں اور ان کی بزرگی کا بیان ہمارے اور تمہارے حوصلہ وفہم وادراک سے ارفع واعلیٰ ہے لیکن یہ حدیث جو کہ آپ نے بیان کی ہے اس سے اتنی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حدیث کا معنی دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا اسے حقیقی معنی پر محمول کریں تو اس معنی کے اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں ہوگا کیونکہ عینیت حقیقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اس معنی کے منافی ہیں اگر اسے مجازی معنی پر محمول کریں تو اس حدیث سے تمہارے مقصود کے مطابق فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس قسم کی احادیث جو کہ مجازی معنی پر محمول ہیں وہ اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے اَلْاَنْصَارُ مِنِّیْ (انصار مجھ میں سے ہیں) فرمایا ہے جو کہ اکثر صحابہ کرام کے بارے میں ہے تو آپ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے بارے میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اس میں کوئی تخصیص نہیں پائی جاتی آپ کا محض ایک دعویٰ ہی ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَخَذَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ الْیُمْنٰی یَدَہُ الْیُسْرٰی فَقَالَ هٰذَا یَدُ عُثْمَانَ (اپنے دائیں ہاتھ میں اپنا بائیاں ہاتھ پکڑا تو کہا یہ عثمان کا ہاتھ ہے) جو کہ بیعت رضوان کے وقت یہ واقعہ درپیش ہوا ہے اور اس سے حضرت عثمان کی فضیلت تمام صحابہ پر برتر ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عثمان غنی نے جب سے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بائیں ہاتھ کو عثمان غنی کا ہاتھ قرار دیا ہے تو آپ نے اس وقت سے اپنے بائیں ہاتھ سے اِستنجاء کرنا چھوڑ دیا اور زندگی کے آخری لمحات تک آپ نے اپنے ہاتھ کو قذر و نجاست سے محفوظ رکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کی اطلاع کے باوجود حضرت عثمان غنی کو غیر مسنون عمل سے منع نہ فرمایا۔ آپ کا خاموش رہنا اس بات پر دلالت و رہنمائی ہے کہ حضرت عثمان کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کا جز بن سکتی ہے اس معنی کے پیش نظر حضرت عثمان غنی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیوں کے ساتھ شادی کی ہے پس یہ خاص نوعیت کی فضیلت جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا یہ عثمان کا ہے ایسی فضیلت کسی دوسرے کے حق میں نہیں وارد ہوئی۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے اس جواب کا ان کے پاس کوئی رد نہ تھا حضرت مظہر جان جاناں نے تصحیح عقائد کے باب میں ایک انتہائی مضبوط ٹھوس قسم کا مکتوب آپ نے تحریر کیا ہے کہ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا کے بعد نقل کرتے ہیں کہ شیعہ اور سنی اختلاف جو کہ صحابہ کرام اور اہل بیت کے بارے میں ہے میرا دل اس سے مطمئن نہیں ہے کیونکہ اہل ملت کے اعتقاد کی بنیاد اخبار ہیں اور خبر سچا و جھوٹا ہونے کا احتمال رکھتی ہے وہ اخبار متواترات جن سے یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے وہ اس باب میں بہت کم ہیں خدمت و بزرگی کے اعتبار سے یہ مسئلہ ایمان اور ضروریات دین میں سے نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید اور نبوت پر اجمالی تصدیق نجات کے لئے کافی ہے اور مجمل ایمان نجات دینے والا ہے اور کلمے کا

مضمون تصدیق و اقرار کے ساتھ بندہ کو مسلمان بنا دیتا ہے اور یہ نفس مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے اجمالی طور پر حسن ظن رکھنا اور ہر ایک کے مراتب کے اعتبار سے اس سے محبت و مجلس کرنا اور ان کی خدمت کرنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی قرابت کے قرب کا لحاظ کرنا کافی ہے ان بزرگوں کے بارے میں تاریخ کی کتابوں سے تفصیلی مطالعہ کرنا یہ فتنے و شورش کا سبب ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کے مطابق منصب عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے ان کے علاوہ کسی کو یہ منصب دینا جائز نہیں اگرچہ صدیقین و اولیاء کیوں نہ ہوں پس بعض ان بزرگوں کے درمیان بعض اوقات ظاہری معاملات کے اعتبار سے کوئی اختلاف ہو بھی جائے تو وہ باطن کی انتہائی صفائی کی وجہ سے عفو و درگزر ہو جاتا ہے اور خبیث النفس لوگ ان ہستیوں کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ یہ ان بزرگوں کے ساتھ کینہ و عداوتِ دائمی رکھتے ہیں اور ان کے خلاف کئی قسم کے پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں ایک نقطہ کو ایک دائرہ کے برابر دکھاتے ہیں ایسے لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ان لوگوں کا ان بزرگوں کی باتوں کا انکار کرنا حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک کا انکار اور آپ کی تاثیر کا انکار کرنا لازم آتا ہے اور آپ کی بعثت مبارک کی نفی کا سبب ہے اسی کشمکش میں فقیر ایک اس مسئلہ کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس راستے سے نجات تلاش کر رہا تھا اور اس کے ہلاک کرنے والے شکوک کے بارے میں کہہ رہا تھا تو اس فقیر کے باطن کے اندر یہ عبارت وارد ہوئی۔ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ عِنْدَ نَفْسِهٖ وَبِرَسُوْلِ اللّٰهِ كَمَا هُوَ عِنْدَ رَبِّهٖ وَبِاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا هُمْ عِنْدَ نَبِيِّهِمْ (تو کہہ کہ ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر جس طرح کہ وہ اپنی ذات کے پاس ہے اور رسول پر جس طرح کہ وہ رب کے پاس ہیں اور ان کی آل پر اور اصحاب پر جس طرح کہ وہ اپنے نبی کے پاس

ہیں) اور یہ بدیہی بات ہے کہ یہ بلند و بالا مطالب تمام اختلافات کے مراتب سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔ کسی معاملہ کا تفویض کرنا اللہ تعالیٰ کے علم، امر کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ یہ نفس الامر کا مرتبہ ہے کوئی بھی فرقہ و جماعت اس جگہ دم مارنے کی قوت نہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِہٖ وَاٰلِہٖ نیز ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں کہ فرقہ شیعہ نے اعتدالی مسلک سے انحراف کا راستہ اختیار کیا اور بے بنیاد و بے اصل اخبار پر انہوں نے اعتماد و بھروسہ کیا اور پاکیزہ، طیب و طاہر نفوس قدسیہ کو اپنے نفوس خبیثہ پر قیاس کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تکفیر کرتے ہیں وہ صحابہ کرام جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو تواتر کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے نقل کرنے والے ہیں۔ ان بدبختوں کو معلوم نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کیا ہے اور تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کا دین تمام ادیان کو منسوخ کرنے والا ہے اور آپ کا دین آخر زمانے تک رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (یا رسول اللہ ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) تو آپ کی شان میں بیان کیا ہے کہ وہ جماعت جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور عالیہ میں ہر آن آپ کے ساتھ رہے ہیں انہوں نے کسی بھی لمحے میں اپنی قوت و طاقت و مال واسباب آپ کی خدمت میں پیش کرنے اور خرچ کرنے میں آپ کی زندگی میں اور مرنے و وصال کرنے کے بعد اور شریعت کی ترویج میں کوئی چانس ہاتھ سے نہ جانے دیا اور ان کی مدد و دستگیری سے کوئی بھی کفر کے اندر نہ جاسکا اور ایسا بھی کوئی نہیں جو نجات کے ساحل و کنارہ تک نہ پہنچا ہو اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حسن ظن رکھتے ہیں کہ جس طرح شیعوں اور رافضیوں کے عقائد و اعمال ہیں اگر حقیقت اس طرح ہو تو آنے والے انسانوں کو خدا سے کیا رحمت و مہربانی کی امید ہوگی اور ایسے

پیغمبر سے ان کو کیا شفاعت نصیب ہوگی آپ سے پہلے پیغمبروں اوران کی امتوں کی حالت سب کے سامنے عیاں ہے اولیاء کرام کے واقعات بھی اس امت کے سامنے ہیں کسی سے کوئی بات پوشیدہ نہیں کبھی کہیں دیکھا ہے کہ کوئی بزرگ فوت ہوگیا ہواور اس کے مریدین و مخلصین مرتد ومنکر ہوگئے ہوں اور اس کی آل، اولاد نے خدا، رسول کے ساتھ عداوت اختیار کرلی ہوتو اگر ایسا مان لیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت وآمد کا مقصد جو کہ امت وانسانیت کی اصلاح تھی وہ کیسے پورا ہوگا اور کیا فوائد مرتب ہوں گے اس طرح تو خَیْرُ الْقُرُوْنِ جو ہے شَرَّ الْقُرُوْن ہو جائے گا اور خَیْرَ الْاُمَمْ جو ہے شَرَّ الْاُمَمْ ہو جائے گی اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کی توفیق عطا کرے۔

## پیر کے حقوق پہچاننے اور مرید کے آداب کا بیان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ مبداء ومعاد میں فرماتے ہیں کہ اپنے پیر وشیخ کا حق تمام حقوق والوں سے بلند وبالاترین ہے بلکہ پیر کے حقوق اللہ تعالیٰ کے انعامات کے بعد اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت نہیں رکھتے بلکہ سب کے حقیقی پیر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ولادت وپیدائش صوری وظاہری اگرچہ والدین واسطہ ووسیلہ ہوتے ہیں لیکن ولادت معنوی پیر کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ ولادت صوری زندگی وحیاۃ چند دن ہے اور ولادت معنوی کی زندگی ہمیشہ سے نجات معنوی کو پیر اپنی قلبی و روحانی طاقت سے جھاڑ و دیتا ہے اور اس کے بوجھ سے مرید کو خلاصی عطا کرتا ہے مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ توجہات کے دوران بعض مریدوں کو محسوس ہوتا ہے کہ باطنی طور پر جو نجاسات لتھڑی ہوئی ہے اس کی تطہیر صاحب توجہ بزرگ کے ساتھ ہوسکتی ہے جتنا عرصہ بھی نجاست رہے آخر کار پیر وشیخ کی توجہ وتصرف کے ساتھ دور ہوتی ہے اور پیر ہی کے وسیلہ وتوسل سے بندہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے کہ وہ ذات

تمام دینی اور دنیاوی نعمتوں سعادتوں سے افضل و اعلیٰ بلند، بالا ہے اور پیر ہی ایسی ہستی ہے کہ آپ کے وسیلہ سے نفس امارہ جو کہ بنیادی و ذاتی طور پر خبیث ہے اسے پاک و صاف کیا جاتا ہے اور اسے امارگی و بے ہودگی سے اطمینان تک پہنچایا جاتا ہے اور کفر جبلی و طبعی سے نکل کر حقیقی اسلام میں آجاتا ہے۔

مصرعہ

گر بگویم شرح آن بے حد بود

اگر میں اس کی تشریح و وضاحت بیان کروں تو وہ بہت زیادہ ہے۔

پس بندہ یعنی مرید اپنی سعادت و نیکی بختی پیر کے قبول کرنے میں جانے اور اپنی شقاوت بد بختی پیر کے رد کرنے میں جانے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر برائی سے پناہ چاہتے ہیں) پیر کی رضا کے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی مضمر و پوشیدہ رکھی ہے کہ جب تک مرید پیر کی مرضی کے اندر اپنی مرضی کو گم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتا مرید کی آفات حقیقت میں پیر کے لئے نقصان دہ، دشواری و دقت ہوتی ہے اور پیر کے پکڑنے کے بعد ہر لغزش و بیماری کا علاج ہوسکتا ہے لیکن پیر کو تکلیف وضرر ونقصان و آزار دے کر بندہ کسی طرح بھی خلاصی حاصل نہیں کرسکتا بلکہ یہ اس کے لئے شقاوت و بدبختی کی بنیاد و جڑ ہے جس سے اسلامی معتقدات میں خلل اور احکام شرعیہ پر عمل کرنے کے لئے دل کے اندر فتور پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے اثرات وثمرات نتائج یہ ہوں گے کہ باطنی کیفیت و احوال و وجد وغیرہ ختم ہو جائیں گے اگر اپنے شیخ کو رنجیدہ و دکھی کرنے کے باوجود کوئی باطنی کیفیت کا ذرہ موجود ہے تو وہ استدراج ہوگا جو بالآخر خرابی لائے گا ضرر و نقصان کے بغیر اور کوئی ثمرہ و نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ حضرت مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر اپنے احباب کی تقصیر سے ناامید ہوا لیکن دو چیزوں کا خطرہ ہے ایک یہ کہ دنیا کے اندر اختلاط یعنی دنیاوی رنگ ان کے اندر آجائے گا دوسرا یہ کہ

بزرگوں کے ساتھ ان کا اعتقاد بگڑ جائے گا یہ دو ایسی امراض ہیں کہ سوائے ہلاکت کے ان کی اور کوئی دوا نہیں ہمارے امیر حضرت ابوجعفر بہواپچی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ اَلْمَطْلُوْبُ فِیْ عِشْقِ الْمَحْبُوْبِ میں فرماتے ہیں اگر سالک دل سے اعراض کرے اور اس راستے پر چلنے کی ہمت و توفیق نہیں رکھتا یا دنیا کے ساتھ مشغول ہو جائے گا یا وہ دل کے ساتھ جنت کی زیب زینت چاہے گا اسی میں اس کی رغبت ہوگی تو ایسے بندہ کو عشق کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ایسے آدمی سے کوئی نہ کوئی لغزش سرزد ہوئی ہوتی ہے۔

## اس راستے کی لغزش سات اقسام پر مشتمل ہے

(۱) اعراض (۲) حجاب (۳) تفاصل (۴) سلب مزید (۵) سلب قدیم (۶) تسلی (۷) عداوت۔

سخت محنت وشدت) بلا سے بچنے کو اعراض کہتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کے لالچ میں گرفتار ہونا اسے حجاب کہتے ہیں۔ طبیعت کا لذتوں کی پستی کے نیچے آجانے کو تفاصل کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ماسویٰ میں مشغول ہونے کو سلب مزید کہتے ہیں۔ دل کے اندر ایسی ہستی کا آجانا جس سے عبادت کرنی چھوڑ دے اسے سلب قدیم کہتے ہیں مطلق غفلت کا آجانا اسے تسلی کہتے ہیں دل کی صفات کو نفس کی صفات کے تابع کرنے کو عداوت کہتے ہیں جب دل نفس کی صفات کے ساتھ متصف ہوگا تو نفس کی عادتوں والا ہو جائے گا نفس عَدُوُّ اللّٰہِ میں سے ہو جاتا ہے اس وجہ سے عداوت حاصل ہو جاتی ہے ان اقسام کی تمثیل کو اچھے و واضح طریقے سے یوں سمجھ کہ اعراض اسے کہتے ہیں کہ عاشق اور معشوق کے درمیان اگر عاشق کی طرف سے کوئی حرکت ناپسندیدہ ظاہر ہو تو معشوق اس سے اعراض کرتا ہے یعنی عاشق سے اپنے چہرہ کو دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو عاشق پر لازم وضروری ہو جاتا ہے کہ معشوق کے سامنے توبہ اور معذرت کے ساتھ جائے تاکہ معشوق و دوست اس سے راضی ہو کر اپنے چہرے کی

توجہ اس کی طرف کرے اگر وہ دوست اسی خطاء پر رہتا ہے اور عذر نہیں چاہتا تو وہ اعراض بالحجاب کھینچتا ہے پس محبت کرنے والے پر واجب و لازم ہے کہ عذر پیش کرنے میں پوری کوشش کرے اور توبہ کرنے میں خوب توجہ کرے اگر یہاں بھی کوتاہی کرتا ہے وہ حجاب بالتفاصل حاصل کرتا ہے پس پہلا اعراض اگرچہ زیادہ نہیں لیکن جب اس معذرت کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو حجاب بن جاتا ہے جب اسی خطاء پر قائم ہے تو وہ تفاصل ہے پس اگر وہ دوست، محبّ اسی اصرار پر قائم ہے تو وہ سلب مزید ہے اور مزید اسے کہتے ہیں جس میں طاعت وعبادت کا ذوق ختم ہو جاتا ہے کیونکہ لِکُلِّ شَیْءٍ عُقُوْبَۃٌ وَّعُقُوْبَۃُ الْمُحِبِّ اِنْقِطَاعُہٗ عَنْ ذِکْرِہٖ (ہر چیز کے لئے سزا ہوتی ہے اور محبت کرنے والے کی سزا اس کا محبوب کے ذکر سے کٹ جانا ہے) پس اگر اس جگہ بھی عذر نہیں کرتا تو یہ سب قدیم ہوتا ہے وہ طاعت جو کہ مزید سے پہلے کرتا تھا وہ بھی اس نے چھوڑ دی تو اس جگہ بھی اگر توبہ وعذر کرنے میں تقصیر کی کوشش نہ کرے تو یہ تسلی ہے پس دوست کے جدا ہونے کے بعد اگر اس کے دل میں آرام آجائے پس اس کے باوجود اس کی طرف رجوع کرنے میں سستی کرتا ہے تو اس سے عداوت پیدا ہو جاتی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے ہیں۔ پس دوامی جو ہے یہ دشوار وسخت ہے جس طرح حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو طریقت و شریعت میں مقتداء و امام ہوئے ہیں ان سے احباب نے پوچھا دوامی کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: جہان کے مقہور ہونے کی ایک حالت ہے کہ مَنْ غَمَّضَ عَیْنَہٗ عَنِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ لَّمْ یَھْتَدِ (جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی آنکھ کو بند کرے گا تو وہ ہدایت نہیں پائے گا)

## حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے رسالہ مبدا و معاد میں فرمایا کہ پیر کے افضل و اعلیٰ ہونے کا اعتقاد جو کہ مرید کے اندر پایا جاتا ہے وہ اس کی محبت و الفت کا ثمرہ ونتیجہ اور اِستفادہ اور

افادہ کے سبب کی مناسبت کے نتائج میں سے ہے لیکن بنیادی بات یہ ہے دین و شریعت کے اندر جن احباب کی فضیلت مقرر ہے ان سے بڑھ چڑھ کر انہیں فضیلت نہ دیں کیونکہ یہ محبت کے اندر بہت زیادہ بڑھ جانا ہے اور ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ شیعہ حضرات نے اہل بیت کے ساتھ زیادہ محبت کرنے کے ضمن میں خرابیاں پیدا کر دی ہیں اور عیسائی و نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کی محبت میں اتنی زیادتی دکھائی کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا اور ہمیشہ کے خسارے و نقصان میں چلے گئے اگر ہم پر سوائے ان کے جن کی شرع نے فضیلت بیان کی ہے کسی کو فضیلت دیں تو جائز ہے بلکہ طریقت کے اندر ایسا کرنا واجب و ضروری ہے اور یہ فضیلت دینا مرید کے اختیار کی بات نہیں بلکہ اگر مرید چالاک و ہوشیار و مستعد ہو تو اس کے اندر یہ اعتقاد فوری طور پر پیدا ہو جاتا ہے اور پیر کے کمالات کے وسیلہ سے پیر سے اکتساب فیض کرتا ہے اگر یہ فضیلت اپنے اختیار اور تکلف سے دیتا ہو تو یہ جائز نہیں اور نہ ہی اس سے مرید کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا صوفیاء سے وافر مقدار میں حصہ اس شخص کو ملتا ہے جس کی طبیعت کے اندر تقلید و اتباع کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے کیونکہ فیضان کے حصول کا دار و مدار اتباع پر موقوف ہے اور اوامر و احکام کی اتباع کا دار و مدار اس دنیا میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تقلید و پیروی میں ہے کہ اس سے بندہ درجات کی اعلیٰ بلندیوں تک پہنچتا ہے اور اصفیاء کی متابعت سے بندہ عروج کی عظمتوں کو حاصل کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فطرت کے اندر قبول کرنے کا مادہ بہت زیادہ تھا تو آپ نے بغیر غور و فکر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اقرار و تصدیق کی اور سعادت کی بلندیوں تک پہنچ گئے حتیٰ کہ صدیقوں کے سردار کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ابوجہل لعین و مردود کی طبیعت کے اندر تقلید و اتباع کرنے کی استعداد بہت کم تھی سعادت کے حصول کے لئے مستعد و تیار نہ ہوا تو مردود اور لعنتیوں کا پیشوا و مقتداء

بن گیا۔ مرید جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے اپنے پیر کی تقلید سے حاصل کرتا ہے پیر کی خطا، غلطی مرید کی درستگی، اچھائی سے بہتر ہوتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سھو کی آرزو کیا کرتے تھے یَالَیْتَنِیْ سَھْوُ مُحَمَّدٍ (کاش میرے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سھو ونسیان ہوتے کیونکہ ان میں نور ہی نور ہوتا ہے) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بلال کا سین اللہ تعالیٰ کے نزدیک شین ہے یعنی حضرت بلال عجمی تھے۔ شین پڑھتے تھے لیکن سین ادا ہوتا تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطاء وغلطی دوسروں کی صحیح ودرستگی سے بہتر واعلیٰ وارفع تھی۔

بر اَشْھَدِ توخندہ زند اَسْھَدِ بلال

حضرت بلال کا اَسْھَدُ پڑھنا تیرے اَشْھَدُ پڑھنے پر ہنستا ہے۔

میں نے اپنے ایک پیارے وعزیز سے سنا کہ بعض دعائیں جو کہ بزرگوں سے منقول ہیں بعض بزرگوں نے ان کی ان دعاؤں میں تبدیلی کی اور منکر ہو گئے اگر کوئی بندہ پرانے بزرگوں کی طرز پر ہی ان دعاؤں کو پڑھتا ہے تو اسے ان سے فائدہ پہنچتا ہے اگر ان کی عبارت کو درست وصحیح کر کے پڑھتا ہے تو اسے کوئی فائدہ وتاثیر حاصل نہیں ہوتی ثَبَّتَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی تَقْلِیْدِ اَنْبِیَائِہٖ وَمُتَابَعَۃِ اَوْلِیَائِہٖ بِحُرْمَۃِ حَبِیْبِہٖ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مُتَابِعِیْھِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتِ (اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی تقلید اور اولیاء کرام کی اتباع کرنے پر ثابت قدم رکھے۔ آمین)

## طریقت کے آداب کا بیان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے میں ایک عمدہ ونفیس ترین مکتوب ہے جسے میں مِنْ، اَنْ نقل کرتا ہوں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَدَّبَنَا بِاٰدَابِ النُّبُوَّتِہٖ وَھَدَنَا بِاَخْلَاقِ الْمُصْطَفَوِیَّۃِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الصَّلٰوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَتَمُّھَا وَاَکْمَلُھَا طریقت کے راستے پر چلنے والے حضرات کا دو حالوں میں سے ایک حال پر ہونا ضروری ہے یا تو وہ مراد ہوں گے ان کے لئے طُوْبٰی لَھُمْ خوشخبری ہے کہ محبت اور جذب کا راستہ انہیں کھینچ کر مطلوب ومقصود کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دے گا۔

اگر وہ مرید ہیں تو پیر کامل کے وسیلہ مبارکہ مقدسہ کے بغیر کوئی کام کرنا اس کے لئے دشوار ہے پیر کو لازم ہے کہ مرید کے جذب اور سلوک کی دولت کو جھانک کر دیکھے اور فنا وبقاء کی سعادت کے لئے تیار کرے اور اس کی سیر اِلَی اللّٰہِ اور سَیْر فِی اللّٰہِ اور سَیْر عَنِ اللّٰہِ بِاللّٰہِ کا اس کے لئے انتظام وانصرام کرے۔ اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے تو اس کی طبیعت کی تربیت کے مطابق اس کا مربی و پالنے والا ہوا اس کا کلام اس کے لئے کبریت احمر وسونا ہے اور اس کی نظر و دیکھنا مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور دوا وشفاء کے لئے آپ کی توجہ کے ساتھ منسلک کردیا اور مردہ وافسردہ جانوں کی تازگی آپ کے لطیف التفات کے ساتھ مربوط ہے اگر اس نوعیت کا صاحب دولت شخصیت نہ ملے تو سالک مجذوب بھی ایک نعمت ہے اور ناقصوں کی تربیت اس کے ذریعے ہوسکتی ہے اور فناء وبقاء کی دولت کو اس کے واسطے وسیلہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالی است پیش خاک تود

عرش کی بانسبت آسمان نیچے ہے ورنہ زمین کے سامنے بہت بلند عالی ہے۔

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مہربانی سے طالب ومرید کو اگر ایسا پیر کامل ومکمل مل جائے تو اس کے وجود کو اپنے لئے بہت بڑی نعمت شمار کرے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے حوالے کردے ان کی مرضی کے مطابق چلنے کو اپنے لئے سعادت ونیک

بختی جانے اوران کی مرضی کے خلاف چلنے کواپنے لئے شقاوت و بدبختی شمار کرے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اپنی خواہشات کو اپنی پیر کی مرضی کے تابع کردے حتیٰ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی اتباع نہ کریں جو میں لایا ہوں) اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ مجلس کے آداب اور شرائط کی رعایت کرنا اس راستے کی ضرورت ہے تاکہ فائدہ لینے اور فائدہ پہنچانے کی راہ کھل جائے وَبِدُوْنِھَا لَا نَتِیْجَۃَ لِلْقُحْبَۃِ وَلَا ثَمْرَۃَ لِلْمَجْلِسِ (کیونکہ اس راستے میں سوائے ادب و رعایت کے صحبت کا کوئی نتیجہ نہیں اور مجلس کا کوئی پھل و فائدہ نہیں) بعض اداب و شرائط ضروریہ بیان کئے جاتے ہیں گوش اور ہوش وحواس قائم رکھ کرانہیں سننا چاہئے مرید و طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کی توجہ کو مکمل طور پر اپنے پیر کی طرف مبذول کرے اپنے پیر کی اجازت کے بغیر اپنے جسم کو نوافل اوراذکار میں مشغول نہ کرے اپنے پیر کی مجلس ومحفل میں کسی دوسری طرف ہرگز توجہ نہ کرے مکمل طور پر اپنے آپ کو شیخ کی طرف متوجہ رکھے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو ہاں اگر پیر صاحب نے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے تو پھر ذکر کرے اوران کی موجودگی میں فرائض و واجبات سنن کے علاوہ کسی دوسری عبادت میں مشغول نہ ہو ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ وقت کے سامنے اس کا وزیر کھڑا تھا اتفاق سے اس وزیر کی توجہ اپنے کپڑوں پر پڑی تو اس نے بٹن باندھنا چاہا یا آستین کو بند کرنا چاہا تو اسی دوران بادشاہ کی نظر اس وزیر پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ وزیر دوسری طرف متوجہ ہے زبانی طور پر اس کا سخت نوٹس لیا کہ اسے چھوڑوں گا نہیں کہ میرا وزیر اور میری موجودگی میں اپنے کپڑوں کی طرف توجہ کرتا ہے اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح دینی اور دنیاوی وسائل کے لئے آداب کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تک

پہنچنے کے لئے بدرجہ اولی آداب کا لحاظ کرنا لازم وضروری ہے جہاں تک ممکن ہو سکے ایسی جگہ پر نہ کھڑا ہو جہاں سے تیرا سایہ شیخ کے جسم پر پڑے یا ان کے کپڑوں پر پڑے یا ان کے سائے کے اوپر تیرا سایہ پڑے اور اپنے پیر کے مصلے پر بھی پاؤں نہ رکھ اور ان کی وضو والی جگہ پر بھی تو وضو نہ کر ان کے خاص برتنوں کو بھی تو استعمال نہ کر ان کی موجودگی میں نہ کھانا کھا نہ پانی پی کسی کے ساتھ گفتگو بھی نہ کر بلکہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہو اور پیر کی غیر موجودگی میں ان کی جگہ پر پاؤں لمبے نہ کر اور ان کی طرف منہ کر کے نہ تھوک۔ جو کچھ بھی پیر سے ظاہر ہو اسے صحیح و درست تصور کر اگر چہ ظاہری طور پر وہ درست و صحیح نہ ہو پیر جو کچھ بھی کرتا ہے الہام کے ساتھ کرتا ہے جو کام بھی کرنا ہو ان کی اجازت سے کرے اس طرح سے کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی اگر کسی وقت ان کے الہام کے اندر کوئی خلل وخرابی محسوس کرے تو ان کی یہ خطاء اجتہادی خطاء ہو گی جس کی وجہ سے کوئی گناہ لازم نہیں ہو گا اس پر کسی کو اعتراض کرنے کی اجازت نہیں اس طرح جب پیر کے ساتھ محبت والفت پیدا ہو جائے تو محبت کے دوران محبوب سے جو کچھ بھی ظاہر ہو وہ محبوب ہوتا ہے اس پر اعتراض کرنے کی طاقت و جرت نہیں ہوتی اور تمام امور میں کلی اور جزئی طور پر پیر کی اقتداء واتباع کرے کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور نماز ادا کرنے میں پیر کی طرز کو اختیار و پسند کرے۔ پیر کے عمل سے فقہ کے مسائل حاصل کرے:

شعر

آن را کہ در سرائے نگاریست فارغ است

از باغ و بوستان و تماشای لالہ زار

وہ شخص جس کی سرائے کے اندر لکھنے والا لالہ زار و باغ کا تماشہ لکھنے سے فارغ بیٹھا ہو یعنی گناہ لکھنے والا فرشتہ بالکل فارغ و آرام کے ساتھ بیٹھا ہو بندہ کو پیر کے سامنے ایسا کردار ادا کرنا چاہئے۔

پیر کی حرکات وسکنات پر بالکل اعتراض نہ کرے اگر چہ وہ اعتراض رائی کے دانہ کے برابر کیوں نہ ہو کیونکہ اعتراض کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ فیوض و برکات سے محروم ہو جاتا ہے اس مخلوق کے اندر وہ شخص جو اولیاء اللہ کے اندر عیب نکالتا ہے اس سے زیادہ اور کوئی بد بخت نہیں ہوتا۔ نَجَّنَا اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ عَنْ ھٰذَا الْبَلَاءِ الْعَظِیْمِ (اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس بلا عظیم سے محفوظ رکھا ہوا ہے) اپنے پیر سے خَوارق عادات و کرامات کی طلب و تلاش ہرگز نہ کرے بلکہ دل کے اندر اس قسم کا کوئی وسوسہ بھی نہیں ہونا چاہئے کیا تو نے سنا ہے کہ کسی مومن نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا ہو۔ معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر ہوتے ہیں۔

## نظم

معجزات از بہر قہر دشمنت
بوی جُنِّیّت پی دل بردنست
موجب ایمان نہ باشد معجزات
بوی جُنِّیّت کند جذب صفات

ترجمہ: معجزات دشمن کے قہر کے لئے ہوتے ہیں
محبت کی بو دل والے کو کھینچ کرلے جاتی ہے
معجزات ایمان لانے کے لئے سبب نہیں ہوتے
محبت کی بو صفات کو جذب کرتی ہے۔

اگر دل کے اندر شبہ پیدا ہو جائے تو بغیر کسی توقف کے اپنے پیر کے سامنے عرض کردے اگر پریشانی حل نہ ہو تو اسے اپنی کوتاہی و تقصیر تصور کرے اور پیر کی طرف عیب کی نسبت نہ کرے جو کچھ بھی واقعہ اس کے ساتھ پیش آئے پیر سے اسے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اپنے پیر سے دریافت کرلے۔ اگر واقعات کی

تعبیر اس مطالب و مقاصد کے مطابق ظاہر ہو تو اسے نیز اپنے پیشوا کے سامنے پیش کرے اور اس کے صحیح اور غلط ہونے کے بارے میں پیر صاحب سے معلومات حاصل کرے اپنے کشف پر اعتماد و بھروسہ نہ کرے کیونکہ حق باطل کے ساتھ مل جاتا ہے اور خطا صحیح کے ساتھ خلط ملط ہو جاتی ہے اور پیر کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے اور بغیر ضرورت کے بھی کسی طرف نہ جائے کیونکہ غیر کی طرف توجہ کرنا ارادت کے منافی بات ہے اپنی آواز کو پیر کی آواز پر بلند اونچا نہ کرے اور بلند آواز کے ساتھ شیخ سے گفتگو نہ کرے کیونکہ یہ ادب کے منافی ہے جو کامیابی اور فیض اسے ملے یا پہنچے اسے پیر کے وسیلہ سے پہنچنا تصور کرے اگر خواب کے اندر کسی دوسرے بزرگ سے اسے فیض پہنچتا ہے تو اسے بھی اپنے پیر کی طرف سے خیال کرے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جو پیر تمام قسم کے کمالات و فیوض کا جامع ہوتا ہے وہ اپنے خاص فیض کو مناسب و خاص استعداد رکھنے والے کامل بزرگ کے ذریعے اپنے خاص مناسب مرید کے پاس منتقل کرتا ہے اور پیر کے لطائف میں سے جو لطیفہ اس فیض کے مطابق ہوتا ہے وہ لطیفہ مرید کے سامنے دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور مرید امتحان و ابتلاء کی وجہ سے شیخ کے اس لطیفے کو دوسرا شیخ خیال کرتا ہے اور اس سے اپنے لئے فیض کو منتقل ہونا دیکھتا ہے اور یہ بہت بڑا مغالطہ ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ (اس جگہ) پاؤں پھسلنے سے محفوظ و مامون رکھے اور اپنے پیر پر اعتقاد اور ان کی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جمیلہ سے قائم و مستقیم رکھے خلاصہ یہ کہ طریقت مکمل طور پر ادب و احترام و اخلاص کا نام ہے اور فارسی کی ایک مثل مشہور ہے کہ بے ادب بخدا نہ رسد (بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا) بعض حضرات نے ادب کی رعایت کرتے ہوئے اپنے ادب کرنے کو کوتاہ سمجھتے ہیں اور ادب کرنے میں اس مقام تک نہیں پہنچتے جہاں تک انہیں پہنچنا چاہئے تھا اور اگر وہ ادب کرنے کی کوشش کے باوجود اس مقام تک نہیں پہنچتا بلکہ اس سے نیچے رہتا ہے تو

اسے معافی ہے کوئی حرج نہیں لیکن تقصیر، کوتاہی کا اعتراف کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو اللہ محفوظ رکھے اگر کوئی شخص بزرگوں کا ادب نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی تقصیر و کوتاہی کو تسلیم کرتا ہے تو ایسے شخص کو بزرگوں کے پاس سے جو برکات حاصل ہونا ہوتی ہیں ان سے محروم ہو جاتا ہے۔

ہر کہ روئے بہ بہبود نہ داشت

دیدن روئے نبی سود نہ داشت

ترجمہ: ہر وہ بندہ جو اپنی توجہ کو فلاح و بہبود کی طرف متوجہ نہیں کرتا تو ایسے شخص کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ دیکھنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

ہاں وہ مرید جو پیر کی توجہ و مہربانی سے فناء و بقاء کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور الہام کا راستہ وطریقہ اس سے نیچے رہ جاتا ہے وہ راہ اس پر ظاہر ہو جائے گی کہ پیر صاحب اس طریقے وراستے کو اس کے حوالے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس مرید کے کامل ہونے کی پیر صاحب گواہی دیتے ہیں کیونکہ بعض الہامی امور میں وہ مرید اپنے پیر صاحب کے خلاف اپنے الہام پر عمل کرتا ہے اگر چہ پیر صاحب کے نزدیک اس کے خلاف عمل ظاہر ہو چکا ہے اگر وہ اپنے الہام کے مطابق عمل نہ کرے تو وہ اس وقت تقلید پر چل رہا ہوگا اور اس وقت تقلید پر چلنا اس کے لئے خطاء واقع ہوگی تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اجتہادی اور غیر مُنَزَّل لَہٗ احکام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عمل کیا ہے اور بعض اوقات صحیح و درست بات صحابہ کرام کی جانب ہی ظاہر ہوئی ہے جیسا کہ اہل جہاں پر یہ معاملہ مخفی و پوشیدہ نہیں تو معلوم ہوا کہ مرید جس وقت درجہ کمال تک پہنچ جائے اس وقت پیر کے الہام کے خلاف عمل پیرا ہو سکتا ہے اس وقت یہ ادب کے خلاف بالکل نہیں ہے بلکہ اس وقت یہ عین ادب ہے وگرنہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام اتنے باکمال و بے مثال مُؤَدِّبْ ہیں کہ حضور کی تقلید کے بغیر اور کسی کی تقلید کوئی کچھ نہیں کرتے۔ حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ جب اجتہاد کے مرتبہ ومقام پر پہنچے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنا ان کے لئے خطا ہے اور اپنی رائے واجتہاد کے مطابق عمل کرنا ثواب ودرستگی ہے حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول مشہور ہے نَازَعْتُ اَبَا حَنِیْفَةَ فِیْ مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ سِتَّةِ اَشْهُرٍ (میں نے حضرت امام ابوحنیفہ کے ساتھ خلق قرآن کے متعلق چھ ماہ بحث کی ہے) تجھے معلوم ہوگا صناعت وکاریگری کی تکمیل کئی افکار کے جمع ہونے کے بعد ہوتی ہے اگر ایک فکر ہی ہو تو زیادہ ترقی نہیں ہوتی جیسا کہ سیبویہ کا دور کہ اس میں کوئی ترقی نہ ہوئی آج کئی آراء ملنے کی وجہ سے بہت زیادہ ترقی وکمال پیدا ہوگیا لیکن جو شخص بنیاد رکھتا ہے فضیلت اسے ہی حاصل ہوتی ہے اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِیْنَ لیکن کمال کسی کو بھی حاصل ہوسکتا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ مَطَرٍ لَایَدْرِیْ اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ (میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے لئے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اول حصہ خیر والا ہے یا آخری حصہ خیر والا ہے)

ترنیب کے لغوی معنی ہیں دم والا کرنا یعنی دم لگانا مرادی معنی ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے تابع کرنا اور اس ترنیب کا ذکر ایک شبے کے ازالے کے لئے کیا گیا ہے اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ بعض نے کہا اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (شیخ وہ ہوتا ہے جو مارتا بھی ہے اور زندہ بھی کرتا ہے) یعنی بعض نے کہا مارنا اور زندہ کرنا شیخ وپیر کے مقام لوازمات میں سے ہے زندہ کرنے سے روح کو زندہ کرنا مراد ہے نہ کہ حسی طور پر زندہ کرنا مراد ہے اور مارنے سے روح کو مارنا مراد ہے نہ حسی طور پر اسے مارنا مراد ہے۔ حیات اور موت سے مراد فناء اور بقاء مراد ہے کہ شیخ اس کیفیت کے ذریعے بندہ کو مقام کمال وولایت تک پہنچاتا ہے شیخ وپیر ومقتدا ان دو باتوں کا

اللہ تعالیٰ کے حکم سے ذمہ دار ہوتا ہے پس شیخ کو اس موت اور زندگی کے بغیر چارہ نہیں ہوتا زندہ کرنا اور مارنا اس سے مراد باقی رکھنا اور فناء کرنا مقصود ہے۔ حسی زندگی اور موت سے شیخ کا کوئی مقصد و غرض نہیں ہوتی شیخ و مقتداء حکم کے اعتبار سے کہرُ با کی مانند ہے کہ ہر قسم کی گھاس اور تنکے وغیرہ کو وہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ہر ایک اس سے اپنا اپنا نصیب حاصل کرتا ہے خوارق عادت باتوں اور کرامات وغیرہ مریدوں کے لئے جذب کا باعث نہیں ہوتیں بلکہ مرید معنوی و باطنی طور پر جذب و روحانیت حاصل کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ان بزرگوں سے تعلق و مناسب نہیں رکھتے وہ ان کے کمالات سے اِستفادہ نہیں کر سکتے اگر چہ ہزار کرامات و معجزات وغیرہ دیکھیں ابوجھل اور ابولہب کو اسی معنی کے لحاظ سے شمار کرنا چاہئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۝ (اور اگر وہ ہر ایک نشانی کو بھی دیکھیں تب بھی ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آئیں گے تو آپ کے ساتھ جھگڑا کریں گے کہ یہ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں و افسانے ہیں) خانقاہ شمسیہ مظہریہ میں میں نے مذکورہ بالا آداب ہائے اور حضرت جانجانان کی زبان مبارک سے کئی مرتبہ یہ آداب میں نے سنے ہیں۔

## سلسلہ نقشبندیہ حضرات کے چند اصطلاحی کلمات

اے مخاطب تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مُلَخّص میں کتاب النجاب عن طریق الغوات کے باب میں ان گیارہ کلمات کی وضاحت اور طریقت کا ان کلمات کی بنیاد پر قائم ہونا مکمل طور پر تحریر کیا ہے فقیر نے ان کی ملخص کے اندر ان الفاظ کی جو تشریح ہے وہ مکمل طور پر یہاں نقل کر دی ہے اور وہ کلمات یہ ہیں۔ (۱) وقوف قلبی (۲) وقوف زمانی (۳) وقوف

عددی (۴) ہوش دردم (۵) سفر در وطن (۶) نظر برقدم (۷) خلوت درانجمن (۸) یادکرد (۹) بازگشت (۱۰) نگاہ داشت (۱۱) یادداشت

## وقوف قلبی

یہ ہے کہ ذکر کرنے والا دوران ذکر اپنی مکمل توجہ ونگاہ دل پر رکھے اسے شہود اور وصول اور جود کے نام سے بھی اہل طریقت پکارتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دل اللہ تبارک وتعالیٰ سے آگاہ وواقف ہونا چاہئے اوراس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ذکر کرنے والے کا دل قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ محل حقیقت اور قلب کو یک جا کرنے والا ہوتا ہے تا کہ بندہ کا قلب ودل ذکر کے مفہوم سے غافل و دور نہ ہو جائے حضرت خواجہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ وقوف قلبی کے دونوں معنوں کی بانسبت وقوف عددی کی رعایت زیادہ کیا کرتے تھے یہ دونوں معنے ان کی ملفوظ شدہ عبارت سے سوائے یادداشت کی عبارت کے ظاہر ہوتے ہیں حضرت عروۃ الوثقی نے وقوف قلبی کے معنی تحریر کئے ہیں کہ دل پر اس طرح نگران ہو کہ دل کے اندر تفرقہ اور دوسری اشیاء راہ نہ بنائیں بزرگوں نے ارشاد فرمایا:

مانند مرغے باش بان بر بیضہ دل پاسبان

کز بیضہ دل زائدت مستی و شور و قہقہہ

ترجمہ: دل کے انڈے پر مرغی کی طرح پاسبانی ورکھوالی کر

کہ دل کے انڈے سے مستی اور شور وقہقہہ نمودار ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ اس شخص کو جسے ذکر قلبی پر کنٹرول وغیرہ حاصل نہیں ہوتا تھا اسے اس سے منع فرمادیتے تھے اور صرف وقوف قلبی کا حکم فرماتے تھے اوراس کے دل پر توجہ فرماتے تھے تا کہ اس کا دل ذکر کو قبول کر کے انتہاء تک پہنچ جائے یہ تیسرا معنی علم فقہ کی روشنی میں یادداشت سے حاصل ہوتا ہے اور خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وقوف قلبی وہ دل کا اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں آگاہ ہونا ہے جس بھی طریقے سے ہو غیر اللہ کا اس میں کوئی شائبہ بھی نہیں ہونا چاہئے پس یہ ایک حال ہے کہ ذکر و بیان سے اس کا کوئی تعلق و واسطہ نہیں فنائے نفس سے اس کا تعلق جا ملتا ہے وقوف قلبی کے کیا معنی ہیں اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُ اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو) فَاِنَّ ذِکْرَ اللِّسَانِ قَلِیْلٌ بِاِعْتِبَارِ الْمَوْرِدِ فَاِنَّهُ اللِّسَانُ فَحَسْب (زبان کا ذکر مورد کے اعتبار سے خاص ہے تو اس کا شمار و اندازہ ممکن ہے) وَالذِّکْرُ الْکَثِیْر مَوْرِدُهُ اللِّسَانُ وَالْقَلْبُ وَسَائِرُ الْبَدَنِ عِنْدَ سُلْطَانِ الذِّکْر بِاِعْتِبَارِ الزَّمَانِ (اور ذکر کثیر باعتبار زمانے کے جبکہ ذکر کا غلبہ حاصل ہو اس وقت اس کا مورد عام یعنی زبان اور دل اور سارا جسم ہوتا ہے) لَا بُدَّ فِیْ ذِکْرِ اللِّسَانِ مِنَ الْفَتْرَةِ (زبان کے ذکر میں سستی کا پایا جانا یقینی ہے) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الذِّکْر اَیْ بِاِعْتِبَارِ الْقَلْب (اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قلب و دل کے اعتبار سے دائمی ذکر کرنے والے ہیں)۔

## وقوف عددی

ہر سانس لینے کے دوران اپنی طاقت کے مطابق نفی اور اِثبات کے ذکر سے روشنی حاصل کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں ایک سانس آداب کے شرائط کے ساتھ لینا فناہ کے پھل عطاء کرتا ہے حضرت علاؤالدین عطار نے ارشاد فرمایا زیادہ کہنے بولنے کی ضرورت نہیں جو کچھ بھی کہے وقوف عددی کا لحاظ کرتے ہوئے کہے جب اکیس سانس گزر جائیں اثر ظاہر نہ ہو تو دلیل و مشقت و محنت بے فائدہ ہے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے ذکر کے وقت بشریت بالکل ختم ہو جانی چاہئے اور اِثبات کے ذکر کے دوران اللہ تعالیٰ کی جانب سے روحانیت و انوار کے اپنے اندر کھینچنے کا مطالع و مظاہرہ کرنے کی کوشش کرے اور وہ جو خواجہ بزرگ وار نے فرمایا ہے کہ

وقوف عددی کا اول وشروع علم لدنی ہے دیکھنے میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ مبتدی کے لئے بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے جو انتہائی و آخری درجے کا بندہ ہے اس کا مقام اس سے کہیں بلند و بالا ہے اور محض مکاشفہ و مشاہدہ کے ساتھ آرام کر کے بیٹھنے سے علم لدنی حاصل نہیں ہوتا ہاں کلمہ طیبہ کا معنی و حقیقت اتنی گہری و دریائی ہے کہ بے اختیار بعض اسرار و رموز بندہ کو علم لدنی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

## وقوف زمانی کی دو قسمیں ہیں

ایک یہ کہ سالک اپنے سانس کا واقف ہوتا ہر وقت و ہر گھڑی اپنے سانس کی توجہ میں رہتا ہے کہ سانس حضوری میں گزرتا ہے یا غفلت میں گزرتا ہے دوسری یہ کہ بندہ اپنے احوال کا واقف ہوتا ہے ہر وقت و گھڑی جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں گزرتی ہے اس کا شکر کرتا ہے اگر غفلت میں گزرے تو استغفار کرتا ہے اسی طرح قبض اور بسط کے دوران شکر استغفار کرتا ہے صوفیاء کرام اس کو محاسبہ کہتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سونے سے پہلے سو سو مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کی ایک ایک تسبیح پڑھنا یہ محاسبہ کرنا ہے اور کلمہ کی تسبیح کرنا گناہوں سے عذر چاہنا ہے اور بارگاہ ربوبیت میں بندہ سے جو تقصیرات و کوتاہیاں ہوئی ہیں انہیں پاک کرتا ہے اور گناہوں کو جڑ سے نکال کر باہر پھینکتا ہے اور استغفار کرنا ان سب کو ڈھانپ کے رکھنا ہے تو دیکھنے والا کہے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے کلمہ تحمید کا تکرار کرنا شکر کرنا ہوتا ہے اور کلمہ تکبیر کا تکرار کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بلند و برتر ہے اس قسم کا عذر چاہنا اور شکر کرنا یہ اسی کی شایان شان ہے کہ اس سے معافی چاہی جائے اور اس کا شکر کیا جائے اور محاسبہ کرنے کی طرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے اندر اشارہ پایا جاتا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے) اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے اَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ

وَاَسْلِمُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ (اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور عذاب آنے سے پہلے اپنی گردن جھکا دو)

ہوش دردم یہ ہے کہ بندہ اپنے سانس سے واقفیت رکھے کہ کوئی سانس غفلت و پریشانی میں نہ گزرے حضرت احرار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ طریقت کے اندر سانس کی بہت اہمیت ہے آپ فرماتے ہیں کہ سانس کے نکلنے اور داخل ہونے پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔

نظر بر قدم یہ ہے کہ جس وقت بندہ راستے پر چلے تو اس کی نظر اس کے پاؤں کی پشت پر ہونی چاہئے تا کہ متفرق ومختلف بے مقصد چیزوں کے دیکھنے سے دل پر غلط اثر نہ پڑے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (زمین پر اکڑ کر کھیل کود کے لئے نہ چلو) ناظر و دیکھنے کا یہی معنٰی ہے کہ نظر کی پراگندگی وخرابی کا تعلق محل و مقام کے تابع ہے یعنی جیسا مقام ہوگا ویسا ہی نظر اثر قبول کرے گی اسی معنی کے لحاظ سے غرور وتکبر سے دوری ہونا چاہئے اور رشحات میں تحریر ہے کہ شائد نظر بر قدم سے اس طرف اشارہ ہے کہ تیزی کے ساتھ اپنے آپ کو سنبھالو تا کہ نظر قدم سے پیچھے و دور نہ ہو جائے رویم شاعر نے کہا لَا يُجَاوِزُ هَمُّهٗ قَدَمَهٗ (ان کا ارادہ ان کے قدموں سے تجاوز نہیں کرتا) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احرار کی مدح میں ارشاد فرمایا:

بسکہ زخود کردہ بسرعت سفر
باز نماندہ قدمش در نظر

ترجمہ: بہت جلد اپنی طرف سے تیزی کے ساتھ سفر کیا
تو ان کا قدم نظر میں پیچھے نہ رہا۔

سفر در وطن یہ ہے کہ بندہ کے اندر سے بشری صفات کا باہر آجانا اور ملکی صفات کا بندہ کے اندر داخل ہو جانا ہے کیونکہ ملکی صفات تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ

(اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ عادت بناؤ) کے معنی میں ہے اور مقام بقا جو کہ سیر انفسی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ہمارے خواجگان طریقت سیر آفاقی میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور انہوں نے کوئی سفر نہیں کیا صرف اتنا سفر کیا کرتے تھے جتنا کہ وہ اپنے مشائخ کے پاس پہنچ جاتے تھے اس کے علاوہ اور کوئی سفر اختیار نہیں کرتے تھے اور اپنے شیخ سے دوری نہیں چاہتے تھے ملکہ کے حصول کے بعد آگاہی کے لئے بہت زیادہ کوشش ومحنت کرتے ہیں لہٰذا سیر آفاقی جو کہ دور دراز کی راہ ہے اسے عبور کرنے کا اِمکان نہ ہوتو اور سیر انفسی کے ضمن میں اسے طے کرواتے ہیں مولانا سعد الدین کاشغری فرماتے ہیں کہ خبیث جہاں بھی جائے خبیث ہی ہوتا ہے اور ملکہ کے حصول کے بعد سفر سے آگاہی ہوتی ہے یا اقامت دکھائی دیتی ہے۔

خلوت در انجمن یہ ہے کہ انجمن و جماعت کے اندر تفرقہ و دوری پائی جاتی ہے غفلت کے ساتھ دل کو کوئی راہ میسر مہیا نہیں ہوتی ظاہری طور پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیوست ہوتا ہے۔ ابتدائی دور میں یہ مقصد بمشکل حاصل ہوتا ہے اور انتہاء کے وقت بغیر مشقت کے یہ معاملہ حل ہو جاتا ہے یہ معاملہ و دولت منتہی لوگوں کو دوسرے راستے سے بھی حاصل ہوتی ہے اور یہ طریقہ ابتدائی لوگوں کے لئے پرتو، عکس ہو جاتا ہے کیونکہ یہ معاملہ سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے باقی سلسلوں میں یہ معاملہ آخر میں نصیب ہوتا ہے اور سلسلہ نقشبندیہ میں یہ سیر انفسی ابتدائی معاملات میں سے ہے اور سیر آفاقی اس کے ضمن میں حاصل ہو جاتی ہے اس معنی کے اعتبار سے اگر ہم کہیں کہ انتہاء کو ابتداء میں درج کردیا ہے تو اس کی گنجائش ہے جس شخص کو یہ ملکہ حاصل ہوتا ہے اسے عین تفرقہ کے اندر جمعیت حاصل ہوتی ہے اس کے باوجود اگر ظاہر اور باطن کو جمع کرے تو بہتر و عمدہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (اپنے رب کو یاد کرو سب سے الگ ہو کر اس کے ہو جاؤ) اسی طرف اشارہ ہے لیکن

بعض اوقات غفلت اچھی ہوتی ہے یعنی علم کی علم سے باعتبار بندوں کے حقوق کی باطنی طور پر تفرقہ و جدائی جائز نہیں ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف اشارہ ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ (تجارت اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غافل نہیں کرتی) بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ تفرقہ کے اندر جمعیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ خلوت کے اندر شہرت ہوتی ہے اور شہرت میں آفت ہوتی ہے حضرت خواجہ اولیاء کبیر نے فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ ذکر کے اندر اتنا مشغول و مستغرق ہو کہ اگر بازار میں جائے تو کسی کی آواز نہ سنے اور حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ذکر کے اندر کوشش و محنت کے ساتھ مشغول ہونا اور بہت زیادہ اہتمام کرنا پانچ، چھ دن کے اندر اس کا ثمرہ اور فائدہ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے ہمارے مشائخ کرام چلہ کی جگہ اسی خلوت کے اعتبار سے قناعت و صبر کرتے ہیں اس انجمن کے دوران اسے جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے وہ آفتاب سے کہیں دور ہوتا ہے۔

یاد کرد یہ ہے

کہ ذکر قلبی یا ذکر لسانی کے ذریعہ غفلت کو دور کرنا ہوتا ہے وہ غفلت جو تکلف و کوشش و محنت کے ساتھ دور کی جائے اسے یاد کرد کہتے ہیں اور جب غفلت رنج و سختی سے دور ہو اسے یاداشت کہتے ہیں اور ذکر کا اطلاق قرآن پاک کی تلاوت اور دوسرے تمام قسم کے اذکار پر ہوتا ہے لیکن صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر کا اطلاق کلمہ توحید پر ہوتا ہے اور ہمارے مشائخ کرام کے نزدیک ذکر کا اطلاق کلمہ توحید اور اسم ذات باری تعالیٰ یعنی اللہ پر ہوتا ہے ذکر اسم ذات قلب صنوبری سے کیا جاتا ہے اور اسم ذات یعنی لفظ اللہ کے ذکر کرنے سے خواب اور بیداری اور حرکات و سکنات کے دوران سستی و غفلت طاری نہیں ہوتی اور یہ معاملہ پیر کامل و مکمل کی توجہ و تلقین کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا اس بنا پر پہلے مرید بنانے اور مرید کے اداب کے بارے بیان کرتے ہیں۔

بازگشت یہ ہے

کہ ذکر کرنے والا ہر بار کلمہ طیبہ کو خاص طریقے سے دل کے ساتھ کہے اس کے بعد زبان پر کہے دل کہے یا اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور رضا بھی تو ہے ہمارے بزرگوں کا حال اور معمول یہی ہے کہ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا تلفظ کرتے ہیں تو دل میں خیال کرتے ہیں لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی دل سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں جو تیرا معبود ہے وہی تیرا مقصود و مطلوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ (کیا تو نہیں دیکھتا اس کو جس نے اپنی خواہش کو الہ اور معبود مانا ہے)

نگاہداشت

اس کیفیت و آگاہی کی حفاظت کو کہتے ہیں جو بندہ کو ذکر سے حاصل ہوئی ہو اور بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ماسوی بلکہ اسماء اور صفات سے بھی غافل ہو صرف اور صرف وہ ذات جو واحد واحد اور بلندیوں سے بلند ہے اس بندہ کے اندر مقبول و سمائی ہوئی ہو اور بعض نے کہا کہ نگاہداشت اس کیفیت و وقت کو کہتے ہیں جس میں بندہ کلمہ طیبہ کے ذکر کے اندر مشغول ہو اور دل کے اندر کسی بھی بات و فکر و اندیشے کو گزرنے نہ دے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ملکہ نگہداشت بندہ کے اندر اس حد تک ہونا چاہئے کہ طلوع فجر سے لے کر چاشت کے وقت تک کسی بھی خیال اور غیر کو دل کے اندر گزرنے کا راستہ نہ دے اور قوت متخلیہ کو اپنے آپ سے ایک لمحے کے لئے بھی جدا کرنا محققین کے نزدیک انتہائی عظیم کام ہے اپنی زندگی و حیاتی کے دوران اس عمل و معاملہ کی پوری پوری کوشش کرے اور خطرات کو دور و ختم کرنے کے لئے سانس بند کر کے کلمہ طیبہ کا ذکر وورد کرنا بہت مفید ہے۔

یادداشت یہ ہے

کہ نگاہداشت کی مضبوطی سے حفاظت کرے کہ یہ یادداشت ذکر سے تعلق

رکھتی ہے حضرت خواجہ خواجگان حضرت بہاؤ ادین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یادداشت یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ آگاہی رکھے کسی وقت بھی وہ آگاہی زوال پذیر نہ ہو اور بعض نے کہا بغیر غیب ہونے کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر رہنے کو یادداشت کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ حُبِّ ذاتی کے توسط سے دل پر درجہ شہود کے آجانے کو یادداشت کہتے ہیں اور اس کو مشاہدہ بھی کہتے ہیں اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اگر دوام آگاہی اس طرح غالب ہو کہ کثرت موجودات اس کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ کریں بلکہ شعور بھی اپنے وجود کے ساتھ موجود نہ ہو اگر شعور اتنی بے شعوری رکھتا تو اسے فنا کہتے ہیں اور اگر شعور بے شعوری کا احساس بھی نہیں رکھتا تو اسے فنای فنا کہتے ہیں اور اسے جمع الجمع اور عین الیقین بھی کہتے ہیں اور نیز بعض نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی کے سبب مطلق اشیاء سے غافل و دور ہو جانا اسے فناء کہتے ہیں۔

## سلسلہ مجددیہ کا سلوک طے کرنے کا طریقہ اور دس لطائف کا بیان

حضرت شیخ عبدالاحد جو کہ اللہ الصمد کی دلیل ہیں انہوں نے لطائف وغیرہ کے بارے میں ایک مکتوب تحریر کیا ہے جسے بعینہٖ اس جگہ نقل کرتا ہوں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی حمد و سلام کے بعد گزارش یہ ہے کہ سالکِ طریقت جب اپنی ہستی کے حجاب اور اپنے جسم پروری سے باہر آتا ہے تو اس کے باطن کی آنکھیں معرفت کے جوہر کے ساتھ سرمگین ہو جاتی ہیں تو یقینی طور پر وہ آیات و نشانات اور کرامات بندہ کے جسم و روح کے اندر وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کے تحت ودیعت کی ہوئی ہیں بندہ بصیرت کی بصر و آنکھ سے ان کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے بعد مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا) کے مقتضا کے مطابق بارگاہ قدس سے پھل و حصہ پاتا ہے اور قالب انسانی کے اندر جو حقائق و

نشانات پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں ان کا ذکر بھی ہوگا جو کہ بندہ ہوش کے کانوں کے ساتھ سننے سے کچھ حصہ حاصل کرے گا۔ اے مخاطب! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ انسان عالَمِ صغیر ہے اور عالم صغیر دس اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اس کی یعنی عالم صغیر کی بنیاد و جڑیں عالم کبیر میں ہیں اور عالم کبیر کائنات کے مجموعے کا نام ہے۔ عالَمِ خلق اور عالَمِ امر سب اس میں شامل ہیں عالَمِ امر کے پانچ اجزاء (۱) قلب (۲) روح (۳) سِرّ (۴) خفی (۵) اخفیٰ ہیں اور عالَمِ خلق کے پانچ اجزاء نفس اور عناصر اربعہ ہیں چنانچہ عالم خلق کے اندر عناصر اربعہ کی بنیاد موجود ہے اسی طرح عالم امر کے اندر لطائف خمسہ و پانچ کی بنیاد و جڑیں موجود ہیں عالم امر عرش سے اوپر کی دنیا کا نام ہے اور عزت و مرتبہ کا امتحان جو متحقق ہوتا ہے وہ عرش کے اوپر اصول بنیاد کے تحت ہوتا ہے اور اس کی ایک بنیاد قلب و دل ہے لہٰذا قلب و دل کو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ عالم خلق کی انتہاء عرش مجید ہے اس وجہ سے کہ عالم خلق عرش کی انتہاء ہے اور عرش کے اندر عالم امر ہے اس لئے اس کو بھی برزخ کہتے ہیں قلب و دل کی اصل کے اوپر روح اصل ہے روح کے اوپر اصل سر ہے اور سر کے اوپر اصل خفی ہے اور خفی کے اوپر اصل اخفیٰ ہے جس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا کہ انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے پیش نظر اس نوع پر پیدا کرے تو انسانی قالب کو تیار کر کے لطائف خمسہ کو ایک دوسرے کے ساتھ انس و عشق پیدا کر کے عنصر جسمانی کے حوالے کیا اور عرش کے اوپر نیچے خاص مقام کی طرف بھیجا جو بھی جس مقام کا اہل تھا اسے وہاں متمکن و فکس کیا اور لطیفہ قلب جو کہ گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں پستان کے نیچے چسپاں ہے قلب صنوبری کے نام سے اسے اس جگہ رکھا اور اسے قلب صنوبری کے نام سے اس لئے ملقب کیا کہ یہ دل صنوبر پھل کی مانند ہے اس لطیفہ کی اصل یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت اضافی ہے کسی بھی فعل اور پیدا کرنے کی صفت کو صفتِ اضافی کہتے ہیں اس لطیفہ کا

کمال یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فعل میں فانی و ہلاک ہو جاتا ہے اور اسی فعل کے اندر اسے بقا بھی نصیب ہوتی ہے اس دوران سالک اپنے آپ کو مسلوب الفعل یعنی بے اختیار پاتا ہے اور اپنے افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ فنائے قلب اور تجلی فعلی اسی مقام سے کنایہ آیا ہے اس کا نشان یہ ہے کہ تعلق علمی اور تعلق حبی اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ نہیں رہتا دل و قلب اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو فراموش کر دیتا ہے اس حد تک فراموشی ہو جاتی ہے کہ اگر کئی سال کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوئ کو یاد کرے تو نہیں کر سکتا کیونکہ اس حالت کے دوران اشیاء کا علم اس سے زائل ہو جاتا ہے اور اشیاء سامان' اسباب کی محبت بدرجہ اولیٰ اوپر اٹھ ہے۔

## جب سالک قلب کے فناء ہونے پر آگاہ ہو جاتا ہے

اس وقت اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ فنائے قلب دائرہ امکان جو کہ فرش کے مرکز سے لے کر عرش تک اور عرش سے لے کر آگے جہاں بھی معاملہ مکمل' تمام ہوتا ہے وہ عالمِ امر ہوتا ہے اس کے طے کرنے اور وہ مراتب و لطائف عشرہ جو صوفیاء کرام نے بیان کئے ہیں ان کے طے کرنے کے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہوتا نورِ قلب زرد نوعیت کا نور ہوتا ہے اس لطیفہ کی ولایتِ فنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم کے نیچے ہے ہر وہ آدمی جو اس گھاٹ کی طرف آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اسی لطیفہ کی بدولت پہنچتا ہے مگر پیر کامل کی کشش و کوشش' زور سے پہنچتا ہے اور اس گھاٹ پر پہنچنے والے کی استعداد پنج گانہ ولایت کے درجات میں سے ایک درجہ تک ہوتی ہے مگر زور لگانے والے کے زور سے اضافہ ہو سکتا ہے اور لطیفہ روح جو کہ زیادہ پاکیزہ ہے دل سے اس کی مناسبت زیادہ ہے اس بنا پر بائیں جانب پستان کے نیچے اسے جگہ و ٹھکانہ دیا اس لطیفہ کی اصل اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ ہیں اور بندہ اس کے وسیلہ سے ایک قدم اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہو جاتا ہے سالک کو جب اس لطیفہ کی یہ فناء حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تجلی صفاتی کے

ساتھ مربوط ہے اس وقت اپنی صفات کو اپنی ذات سے مسلوب پاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب دیکھتا ہے اور اس لطیفہ کے نور کو سرخ نور کہتے ہیں اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم کے نیچے ہے ہر وہ شخص جو ابراہیمی مشرب پر ہوتا ہے اس کی سیر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا اسی لطیفہ کے راستے و ذریعے سے ہوتا ہے اور قلب و دل کے مراتب طے کرنے کے بعد اس مشرب والے بندے کو پنج گانہ ولایت کے درجات میں سے دو درجے کی استعداد اس کے اندر ہو جاتی ہے مگر کامل کی توجہ سے زیادہ ترقی ممکن ہے۔

لطیفہ

سِرّ لطیفہ روح سے زیادہ پاکیزہ ہے اسے سینہ کے نزدیک قلب کی طرف جگہ دی گئی ہے اس کی اصل شیونات ذاتیہ یعنی مبدا صفات ہے کہ ان صفات کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر ہو جاتا ہے اس لطیفہ کی فناء شیونات ذاتیہ یعنی مبدا صفات کی تجلی کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور اس لطیفے کا نور سفید نور دکھائی دیتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے ہر وہ شخص جو موسوی مشرب والا ہوگا اس کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا اسی لطیفہ کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن سابقہ لطائف طے کرنے کے بعد موسوی مشرب والے بندے کی استعداد مراتب پنج گانہ ولایت سے تین مراتب ہو جاتی ہے مگر کامل کی توجہ سے زیادہ کا اِمکان موجود ہے۔

لطیفہ خفی

جو لطیفہ سرّ سے زیادہ پاکیزہ ہے اسے روح اور سینہ کے درمیان جگہ دی گئی ہے اس لطیفہ کی اصل صفات سلبیہ تنزیہ ہیں جو کہ شیونات ذاتیہ کے اوپر ہوتی ہیں اس لطیفہ کی فناء کے حصول کے بعد صفت تنزیہ تک وصول یعنی پہنچنا ہوتا ہے اس لطیفے کے نور کو سیاہ نور سے تعین کرتے ہیں اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے قدم کے نیچے ہے اور ہر وہ بندہ جو عیسوی مشرب ہوتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا اسی لطیفہ کے راستے ہوتا ہے سابق لطائف طے کرنے کے بعد پیر کی مہربانی وتوجہ کے ساتھ اس مشرب والے کی استعداد مراتب پنج گانہ ولایت سے چار مراتب ہو جاتی ہے۔

## لطیفۂ اخفیٰ

جو کہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ خوبصورت اور عالم امر کے لطائف میں سے زیادہ حسین وجمیل ہے اور حضرت اطلاق یعنی اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب اور بحضرت جمال یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب و ملاقات کی مکمل مناسبت رکھتا ہے اسے سینے کے درمیان جگہ دی ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل شان مرتبہ ہے جو کہ مرتبہ تنزیہیہ اور احدیت مجردہ کے درمیان برزخ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لطیفہ کی فناہ اسی مرتبہ مقدسہ کی تجلی کے ساتھ وابستہ ہے اور اس نفیسہ لطیفہ کا نور سبز نور ہوتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کے نیچے ہے اس مشرب والا بلند وعالی ہستی کو مراتب پنج گانہ کی ولایت کی استعداد ذاتی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ الہام کی زبان کے ساتھ ترجمانی کرنے والے قطب الاقطاب سے میں نے سنا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا یعنی نماز تہجد پڑھنا لطیفہ اخفیٰ کے فناء ہونے کا فائدہ و پھل دیتا ہے تجھے معلوم ہونا چاہئے عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج دائرہ اولی ولایت کبریٰ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ ایک قوس کے اندر تین دائرے ہوتے ہیں جب ولایت کبریٰ کے دائرہ سے یہ معاملہ بلند ہو تو دائرہ اصل میں اصل الاصل کی سیر ہوتی ہے اور معاملہ نفس کے ساتھ پڑھتا ہے اور نفس فنائے اتم کے ساتھ اور بقائے اکمل کے ساتھ اور شرح صدر اور اسلام حقیقی اور اطمینان کے حصول کے ساتھ اور مقام رضا کی بلندی کے ساتھ مشرف ہوتا ہے اس کے بعد اگر ولایت علیا کے اندر سیر کرنی نصیب

ہوتو تین عناصر کے ساتھ یعنی ناری، ہوائی، مائی کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اگر یہاں سے بھی ترقی نصیب ہوتو کمالات نبوت کے اندر سیر واقع ہوتی ہے اور معاملہ زمین کے اجزاء کے ساتھ پڑتا ہے اگر وہاں سے ترقی نصیب ہوتو چاہے ترقی کمالات رسالت میں ہو چاہے حقائق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن اور حقیقت نماز میں ہو معاملہ ہیئت وحدانی کے ساتھ پڑتا ہے جو کہ دس اجزاء یعنی عالم امر اور عالم خلق کا مجموعہ ہے بعد از حصول کمالات ان اجزائے عشرہ میں سے ہر جز فرداً فرداً حاصل ہوجاتی ہے اس کے بعد معاملہ ہماری اور تمہاری عقل سے بلند و بالا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی محض انتہائی مہربانی کے ساتھ مزید کمالات سے مکمل حصہ عنایت کرتا ہے۔ اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ (بے شک وہ قریب ہے دعا قبول کرنے والا ہے) تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے ان حضرات کے بلند و بالا درجات اور پاکیزہ عالی اسرار کے طفیل ان مراتب مذکورہ اور دیگر معاملات جن کی نسبت ان معاملات کے ساتھ یوں ہے جیسا کہ زمین سے آسمان بقدر استعداد بلکہ اس سے بڑھ کر حصہ عنایت کیا ہے اس ذرّہ کو ذلت و رسوائی والی خاک کو بلند وارفع کر کے سورج کی باگ ڈور بنا دیا اگر ہزار سال ہزار زبان ہزار ادب کے ساتھ کہا جائے تو نہیں ہوسکتا ہزار میں سے ایک بھی ظہور کے جلوے کو نہیں پہنچا قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ كَمَا يَلِيْقُ بِشَانِهٖ وَيَحْرٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ التُّقٰى (تو کہہ کہ تمام تعریفیں اور احسان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جیسا کہ اس کی شان کے لائق اور سزاوار ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل اور ان کے اصحاب اور نیکوکار و پرہیزگاروں پر سلام و سلامتی نازل ہو) اس قسم کی باتوں کا اظہار کرنا اگرچہ فخر کا وہم ہوتا ہے لیکن ضرورت کے پیش نظر مباح و جائز ہے۔ نعمت کا اظہار کرنا شکر کے قبیلے سے ہوتا ہے بالخصوص مخلص دوستوں اور اسرار پر اطلاع رکھنے والوں اور ان آثار و اخبار کا اشتیاق رکھنے والوں کے لئے ہوتا ہے۔ رَبَّنَا لَا

تُؤَاخِذْنَا اِنۡ نَّسِيۡنَا اَوۡ اَخۡطَاۡنَا (اے ہمارے پروردگار بے شک ہم بھول گئے ہیں یا غلطی کر گئے ہیں تو ہمیں سزا سے محفوظ فرما) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و حرمت کے طفیل کرم فرما اور اس مکتوب کے آخر میں فائدہ تحریر فرمایا ہے جیسا کہ مشائخ کرام کی عادت مبارک ہوتی ہے کہ سالک مبتدی کو پہلے قلب و دل کے ساتھ ذکر کرنے میں مشغول رکھتے ہیں تا کہ اس کے اندر ملکے کا جوہر پیدا ہو جائے اس کے بعد روح کے ذکر میں اور اس کے بعد ذکر اخفی میں مشغول کرتے ہیں اس کے بعد ذکر نفس میں مشغول کرتے ہیں جس کا محل دماغ ہوتا ہے اس کے بعد اگر چاہیں تو ذکر سر اور خفی میں مشغول کرتے ہیں اس کے بعد تمام اعضاء میں ذکر جاری کرتے ہیں تا کہ ذکر کے اندر ملکہ اور غلبہ حاصل ہو جائے اکثر اوقات ذکر قلب اور ذکر روح اور ذکر اخفی پر اکتفاء کرتے ہیں اور کبھی صرف ذکر قلب پر اکتفاء کرتے ہیں اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ذکر قلب و دل کا جوہر بن جائے۔ کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ صرف ذکر قلب کے غلبے سے تمام اجزاء کے اندر ذکر جاری و ساری ہو جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ طریقت پر چلنے والے کی استعداد کے مطابق سلوک طے کرواتے ہیں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (سلامتی ہے اس کے لئے جو راہ ہدایت پر چلتا ہے) میں نے جو حضرت شیخ الاحد اور مولوی غلام یحیٰ حضرت مظہر جانِ جاناں کے خلفاء میں سے ہیں ان کا جو کلام و مکتوب جو کہ میں نے پیش کیا اس کے آخر میں یہ فائدہ نقل شدہ ہے کہ فنائے قلب کے آثار دائرہ امکان کے طے کرنے کے ساتھ اور ظلال صفات واجبہ کے دائرہ میں داخل ہونے کے آثار خانقاہ شمسیہ میں فقیر نے مشاہدہ کئے ہیں کوشش و محنت شرط اولین ہے جس طرح کہ ان کی صحبت و مجلس میں رہنے والوں پر ظاہر و واضح ہے لیکن اس وقت تفصیلی سیر طریقت پر چلنے والوں کی پست حوصلگی کی وجہ سے مسدود و بند ہے جاری نہیں ہے مگر سیر اجمالی جو کہ سات یا آٹھ ماہ کے اندر دائرہ امکان کو طے کر جاتی ہے اس کے آثار کا باقی ہونا ضعف و

کمزوری کی علامت ہے لیکن طالب علموں کی استعداد کے مطابق حسبِ حال تفاوت پایا جاتا ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی عنایات موافقت و تائید کریں محنت کے ساتھ بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے اس کی قدر و عزت اعتبار والی ہو جاتی ہے اور بزرگوں کے پاس رہنے کی ان کی خدمت کرنے قوت و طاقت اور صحبت و مجلس نصیب ہو جاتی ہے اس کے بعد اگر عمر ساتھ دے اور اس طریقے سے اہتمام کرے اس میں مگن و مشغول ہو جائے جس طرح کہ اس سلسلہ کے بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے حتیٰ کہ عمر کے آخری حصہ میں دنوں کے اندر تبدیلی ہوگی کہ اس مرتبہ کی قوت کے آثار پائے جائیں گے کہ اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لائق ہیں جس طرح یہ فقیر اور اس طرح ہر وہ شخص جسے بصیرت دی گئی ہوگی اس کا مشاہدہ کرے گا۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ حَالَہٗ وَمُقَامُہٗ (اللہ تعالیٰ ہمیں وہ مقام اور حال عطاء کر) اور اسی طرح روح اور سر اور خفی اور اخفی کے فناء کے آثار اس خانقاہ میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح فنائے نفس اور اس کا تزکیہ جو کہ فنائے اتم اور بقائے اکمل اور اطمینان اور شرح صدر اور اسلام حقیقی اور مقام رضا کی بلندی کے پائے جانے کے آثار سے عبارت ہے بندہ خود معائنہ کرتا ہے اگر تھوڑی سی بھی کشف کی قوت رکھتا ہوا سے پالے گا اور فرصت کے وقت قوت کے ساتھ اسے ظاہر کرے گا۔

## مراقبے کی کیفیت و طریقہ

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے ایک خط تحریر فرمایا کہ مراقبہ جو ہے یہ رقابت سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں حفاظت کرنا یا یہ رقوبت سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں انتظار کرنا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے ان کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ سب سے پہلے آنکھوں کو بند کرنا اور لطائف عشرہ میں سے کسی ایک لطیفے کی طرف متوجہ ہونا اور انتظار میں رہنا کہ مبدا فیاض میں سے فیض اس کی طرف پہنچے کہ اس کا لحاظ و پہنچنا کسی صفت یا کسی اور وجہ

سے ہوتا ہے اور بندہ اپنے آپ کو اس لطیفہ کے مطابق چلاتا ہے اور اس انتظار میں اپنے آپ کو مستغرق رکھتا ہے اس عمل کے دوران اگر اللہ تعالیٰ کے ماسویٰ کا خطرہ بھی دخل و مداخلت کرے تو اس خطرہ کو بطاقت دور کرنا چاہئے اور وہ لطیفہ جس کے انتظار میں بندہ مصروف رہا اور اس سے فیض کشید کیا ہے دائرہ امکان میں اور ولایت صغریٰ میں وہ لطیفہ قلب ہے اور وہ ایک محض و مجرد نور ہے کہ اس کا تعلق گوشت کے اس ٹکڑے کے ساتھ جسے قلب صوبری کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور قلب کلی سے عالم برزخ ہے جو کہ عالم امر سے تعلق رکھتا ہے اور عرش مجید سے اوپر واقع ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ قلب کی طرف لحاظ کے دوران شکل، رنگ، نورایت قلب کا بالکل لحاظ نہیں ہونا چاہئے بلکہ باطنی طور پر توجہ صرف اس لطیفہ کی طرف مبدا فیاض کے رنگ میں ہونی چاہئے جو کہ ان صفات منزہ و مبرہ سے ہونی چاہئے اور وہ وجہ اور صفت جس کا لحاظ مراقبہ کے شروع میں مبداء فیاض میں کیا گیا ہے دائرہ امکان میں جمیع صفات کمالات میں اس کی جامعیت موجود ہے اور ولایت صغریٰ میں اس کی ہر جگہ معیت موجود ہے جس کا ہم وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) سے اِستفادہ کیا ہے اور ولایت کبریٰ میں حتیٰ کہ قوس کے آخر میں وہ لطیفہ مذکور لطیفہ نفس ہے جس کی جگہ دماغ ہے اور وہ وجہ مذکور دائرہ اولی میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے ہم نے اس کا اِستفادہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدُ (ہم اس کی شہ رگ سے بڑھ کر اس کے قریب ہیں) سے کیا ہے اور باقی دوائر میں اور اسی طرح قوس میں اور ولایت علیا میں ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان محبت و الفت کا علاقہ و نسبت قائم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں) یہ اس محبت و الفت کی علامت و نشانی ہے اور ولایت علیا میں لطیفہ مذکورہ کے تین عناصر ہیں یعنی آگ، پانی، ہوا اور کمالات نبوت میں لطیفہ

خاک اوران سے مافوق مقامات میں اجزائے عشرہ کے پائے جانے کی حالت میں کمالات نبوت سے لے کر سلوک کے آخری مبداء فیض تک مراقبہ کے دوران صفتوں میں سے کسی صفت کا لحاظ نہیں ہونا چاہئے بلکہ محض وخالص طور پر اس ذات کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور اس سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ خانقاہ شمسیہ کو محفوظ رکھے کہ اس میں اسی قسم کے معمولات پائے جاتے ہیں اور حضرت ایشاں کی زبان مبارک سے بھی کئی مرتبہ اسی طرح سنا گیا ہے حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اسی کے پاس ہمارا ٹھکانہ ہے۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبہ کا طریقہ نفی اور اِثبات کے طریقہ کے ساتھ اعلیٰ و ارفع ہے اور مراقبہ کے طریقہ سے سرداری و وزارت کا مرتبہ جذبہ کے زیادہ قریب ہے اس سے بندہ ملک اور ملکوت کے اندر تصرف کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ دلوں کے اندر جھانک کر دیکھنے والا ہوتا ہے اور نظر کے ساتھ مہربانی کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ مراقبہ کرنے سے باطن کو منور و روشن کرنا آسانی کے ساتھ ممکن ہے مراقبہ کے ملکہ سے دل کے اندر دائمی جمعیت حاصل ہوتی ہے اور بندہ دلوں کے اندر ہمیشہ مقبول ہوتا ہے اس چیز و کیفیت کو طریقت کے اندر جمع اور قبول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا کہ طریقت کے سردار جناب حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ میرے استاد صاحب بلی ہو گئے ہیں یعنی میں نے اپنے استاد صاحب کو بلی کی شکل میں دیکھا ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ وہ بلی چوہے کے سوراخ کے اوپر بیٹھی ہوئی ہے اور چوہے کی طرف اس طرح متوجہ ہے کہ اس کے اعضاء کے اوپر جو بال ہیں ان میں بھی حرکت نہیں تھی تو میں نے تعجب کے ساتھ اس کو دیکھا تو میرے اندر سے آپ نے آواز دی اے کم ہمت میں تیرے مقصود کے پیش نظر چوہے سے کم نہیں ہوں اور

تو میری طلب وتلاش میں بلی سے بڑھ کر کم ہمت نہ ہو اس کے بعد میں نے مراقبہ میں خوب کوشش ومحنت کی ہے۔

دانی کہ مرا یار چہ گفت است امروز
جز ما بکسے در منگر دیدہ بدوز
دل آرامی کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

تو جانتا ہے کہ مجھے دوست نے آج کیا کہا ہے
کہ میرے بغیر کسی کو نہ دیکھ آنکھوں کو سی لے
تیرا جو محبوب ہے اس کو اپنے دل کے اندر باندھ کے رکھ دوسرا
اپنی آنکھوں کو تمام جہانوں سے پھیر لے۔
کسی نامعلوم شخص نے بھی یوں ایک شعر کہا:

ہر آن کو غافل از حق یکزمان است
دراں دم کافر است امان آن است

ہر وہ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل ہے
اس دم وہ کافر ہوتا ہے اس سے حفظ وامان کی ضرورت ہے۔
اور حضرت مظہر جانِ جانان نے اپنے دیوان کے اندر اس مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نشستم عاقبت چوں آفتاب از ہرزہ گردیہا
سیہ کردم باندک چشم پوشی روے دنیا را

سورج کی طرح بے کار پھرنے سے آخر کار میں بیٹھ گیا
تھوڑی دیر آنکھیں بند کر کے یعنی مراقبہ کر کے دنیا کو سیاہ کالا کر دیا یعنی دنیاوی الفت ومحبت میرے اندر سے ختم ہوگئی۔

حضرت خواجہ ابوالعباس نہاوندی کہتے ہیں وہ جو ہمت وقدرت کے مالک ہیں اگر ان کا بایاں ہاتھ ان کے دائیں ہاتھ کو مشغول ومصروف کردیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ بھی بازی لے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فوائح میں یعنی اپنے خوشبودار مکتوب میں فرماتے ہیں: اَلْمُرَاقَبَۃُ هِيَ الْخُرُوْجُ عَنِ الْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ وَالْإِعْرَاضِ عَنْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ وَالْاَوْصَافِ مُنْتَظِرًا لِلِقَائِهٖ وَمُشْتَاقًا اِلٰى جَمَالِهٖ وَمُسْتَغْرِقًا اِلٰى هَوَآئِهٖ وَمُحَبَّتِهٖ قَالَ اِمَامُنَا وَقِبْلَتُنَا الشَّيْخُ بَهَاؤُالدِّيْنِ الْمَعْرُوْفُ بِنَقْشَبَنْدَ اَلْمُرَاقَبَۃُ اَقْرَبُ الطُّرُقِ (مراقبہ قوت وطاقت کے دائرہ سے باہر نکلنا ہے اور تمام قسم کے احوال اور اوصاف سے اعراض کرنا ہے اور اس کی ملاقات کے لئے منتظر رہنا ہے اور اس کے جمال کا طلبگار رہنا ہے اور اس کی محبت اور اس کی خواہش میں مستغرق رہنا ہے ہمارے قبلہ اور ہمارے امام شیخ بہاؤالدین المعروف نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیکی کے راستوں میں سے نزدیک ترین راستہ مراقبہ ہے۔

## نفی اور اِثبات کا ذکر اور اس کی کیفیت وطریقہ

حضرت علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مخلص میں کتاب النجاۃ عن طریق الغواۃ میں فرماتے ہیں سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کے اندر دوسرا ذکر کا طریقہ نفی و اِثبات ہے۔ وہ یہ ہے کہ بندہ باوضو ہوکر قبلہ کی طرف منہ کرکے چار زانوں یا دوزانوں ہوکر بیٹھے اور ہاتھوں کو زانوں کے اوپر رکھے اور قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اور حواس کو ایک جگہ جمع کرے اور آنکھوں کو بند کرے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور لا کو ناف کی طرف سے دماغ کی طرف کھینچے یعنی دماغ تک لے جائے اور یہ گمان و وہم ہو کہ دماغ سے بلند وبالا اڑ رہا ہے اور اِلٰہ کو دائیں ہاتھ کی طرف کندھے کے برابر نیچے کی طرف لائے اور اِلَّا اللّٰہُ کو سختی کے ساتھ دل

کے اوپر ضرب لگائے۔ اس حد تک زور لگائے کہ تمام اعضاء کو اس کی حرارت و گرمی محسوس ہو طاق طریقے پر ضرب لگائے تاکہ ہر جگہ وہ پہنچ سکے لیکن اونچی و بلند آواز بالکل نہ نکالے۔ پوشیدہ و خفی طور پر کوشش کرے اتنا مخفی رکھے کہ ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کو بھی محسوس نہ ہو کہ بندہ کس کام میں مشغول ہے اور نفی کے ادا کرنے کے دوران تمام محدثات کو نظر فناہ کے ساتھ دیکھے اور دلی طور پر ان کو بالکل نہ چاہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کے اِثبات کے دوران بقاء کی نظر کے ساتھ اپنے مقصود کو ملاحظہ کرے اور کلمہ توحید کا اتنا تکرار کرے کہ کوئی دوسرا دل میں نہ رہے اور لازمی طور پر ذکر کرنا دل کی صفت بن جائے کیونکہ ذکر کا مرتبہ کمال یہ ہے کہ ذکر دل کے اوپر غالب ہو حتیٰ کہ معشوق کا نام مٹ جائے جب ایک سانس کے اندر اکیس مرتبہ ذکر جاری ہو جائے تو اتنا ذکر کرے کہ ایک ہزار ضرب (دل کے اوپر آکر اپنے اثرات چھوڑ جائے) حضرت خواجہ علاؤالدین عطار کہتے ہیں زیادہ ذکر کرنا شرط نہیں شرط یہ ہے کہ جو کچھ بھی ذکر کرے وقوف سِرِّ باطن کے ساتھ کرے جب اکیس عدد ایک سانس میں جاری ہو جائیں تو اثر ظاہر ہو جانا چاہئے اگر اثر ظاہر نہ ہو تو گویا ابھی تک کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت بشریت کا وجود ختم ہو جائے اور اِثبات کے وقت اللہ تعالیٰ کے جذبات کے آثار کے اثر کا اسے مطالعہ ہونا چاہئے یعنی اسے آثار نظر آنے چاہئیں اور محسوس بھی ہونے چاہئیں اور یہ ذکر اس لئے ہے کہ قلب عالم امر سے ہے اس کا تعلق اور اس کا عشق عالم خلق کو دیا اسے گوشت کے لوتھڑے کے اندر ودیعت رکھ کر خاص قسم کا تعلق بائیں طرف سے قائم کیا اور روح جو کہ قلب کی بانسبت زیادہ لطیف و نازک ہے دائیں طرف رکھا اور لطائف ثلثہ جو کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا کے شرف سے مشرف ہیں زیادہ تر مناسبت و لطافت توسط کے لحاظ سے ہے۔ اس وجہ سے اخفی کو وسط حقیقی میں اور سِرِّ کو قلب کے متصل اور خفی کو روح کے متصل جگہ دی گئی ہے اور نفس جو کہ حواس کے

مشابہ و مثل ہے اس کا تعلق دماغ کے ساتھ پس اس طریقے پر اس کا اشتغال ہے کہ اس کی حرارت اور ذکر کا فیض تمام لطائف تک پہنچے اور قالب کے عروج پر ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہر عنصر رذیل عادتوں و خصلتوں سے پاک ہو وہ حاصل شدہ اس کی روشنی تکبر و غرور سے پاک ہو اس کی زمین زبوں حالی و فرومائیگی سے صاف ہو کیونکہ یہ دونوں باتیں افراط و تفریط یعنی حد سے بڑھ جانے اور حد سے گر جانے سے تعلق رکھتی ہیں اور عروج یہ ہے کہ بندہ معتدل مزاج ہو اور تواضع و انکساری سے روشن و تاباں ہو جائے اس تقدیر و قیاس کے مطابق عناصر کا صفات حمیدہ کے ساتھ روشن ہونا اور شکل وصورت کا منور ہونا اور کسی بند مقام میں قیام کا ہونا کچھ بھی نہیں ہے تو ان کا یہ کہنا کہ عروج و نزول عالم امر میں متصور ہوتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہ رہی اور اس معنے کا حصول صرف عالم خلق میں جو کہ عناصر اربعہ اور نفس پر مشتمل ہے متصور نہیں ہوتا کہ وہ عروج و بلندی کو پہنچے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مبداء و معاد میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف جو راستہ دکھائی دیتا ہے یہ اور توحید کے چہرے سے جو نقاب کشائی ہوتی ہے یہ اور جنت کے جو دروازے کھولے جاتے ہیں یہ سب کچھ بالکل نہ ہوتا بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کلمہ طیبہ کو دال یعنی کثرتِ استعمال سے بشری صفات کے اندر لا کندہ ہو جاتا ہے اور عَالَم کے عَالَم کے ساتھ جو تعلقات ہیں وہ ان دونوں لاؤں کی برکت کی وجہ سے ختم و منتفی ہو جاتے ہیں اور اِلٰہِ باطلہ کی بھی نفی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اِثبات سے سالک مدارج امکانی کو اس کی مدد سے مثبت طریقے سے طے کر لیتا ہے اور عارف ان ترقی کے اصولوں کی برکت سے معارج پر اچھائی سے ترقی کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ تجلیات ظلال سے تجلیات صفات پر اور تجلیات صفات سے تجلیات ذات پر پہنچتا ہے اور نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ تمام جہان کلمہ

طیبہ کے مقابلہ میں اس طرح ہے جس طرح دریا کے سامنے قطرہ ہوتا ہے اور یہ کلمہ شریف نبوت اور ولایت کے تمام کمالات کا جامع ہے۔ لوگ تعجب کرتے ہیں ایک مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے سے کس طرح بندہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اس فقیر نے کلمے کی اس برکت کو محسوس بھی کیا ہے اور مشاہدہ بھی کیا ہے اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخش دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کی گنجائش موجود ہے اگر اس کلمے کی برکات کو تقسیم کیا جائے تو ازل سے لے کر ابد تک جتنی بھی مخلوق ہوگی سب کے سب سیراب و روشن و معمور ہو جائیں گے نیز آپ نے ارشاد فرمایا اس کلمے کی برکت کا حصول اور اس کی عظمت کا ظہور کہنے والے کے اعتبار سے ہوتا ہے ہر چند کہنے والا جتنا عظیم آدمی ہوگا اس کی برکت اتنی ہی عظیم و زیادہ ہوگی۔

ابونواس حسن بن ہانی شاعر نے ایک شعر کہا ہے:

یَزِیْدُکَ وَجْهَهٗ حُسْنًا　　اِذَا مَا زِدْتَهٗ نَظَرًا

ترجمہ: (جتنا وہ تجھے زیادہ دیکھے گا اتنا ہی تیرے چہرے پر حسن زیادہ ہوگا۔)

نیز آپ نے فرمایا کہ دنیا کی تمام آرزوؤں کی معلومات ہی نہیں ہے کہ اس کے برابر اس کی برکات ہوں کیونکہ کئی آدمی گوشہ نشینی کے عالم میں کلمہ طیبہ کے تکرار سے مزہ و لذت حاصل کرتے ہیں کیا کیا جائے تمام نوعیت کی آرزوئیں جمع نہیں ہو سکتیں۔

## ذکر رابطہ کی کیفیت و طریقہ

حضرت مخدومی جناب مولانا عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ سر رشتہ دولت میں فرماتے ہیں کہ ذکر کا تیسرا طریقہ ذکر رابطہ ہے جو کہ اس پیر کے ساتھ قائم ہوتا ہے جو کہ مقام مشاہدہ تک پہنچا ہوا ہوتا ہے اور ان کا مشاہدہ تجلیات ذاتیہ سے ثابت شدہ ہوتا ہے ان کے چہرے کو دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے جیسا کہ هُمَ الَّذِیْنَ اِذَا رَؤُا ذُکِرَ اللّٰهُ (وہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا

ہے ) اوران کے ساتھ ہم نشینی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشین ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا **هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ** ( وہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوتے ہیں ) پس اے مخاطب تجھے ایسا اللہ تعالیٰ کا پاک و برگزیدہ بندہ مل جائے تو اس کی صحبت ومجلس کو اختیار کر جو تجھے یہ صحبت ومجلس مہیا ہو جائے تو جتنا بھی ممکن ہو مجلس کے اثرات کو قبول کر جہاں تک بھی ہو سکے خوب لگن کے ساتھ توجہ قائم کر اگر اس معاملہ میں کوئی خلل وخرابی ظاہر ہو جائے تو دوبارہ اس بزرگ کی مجلس میں حاضر ہو تا کہ اس بزرگ کی برکت سے اس کا یہ فتور وخرابی ختم ہو جائے ہر مجلس کے بعد دوسری مجلس اس بزرگ کے ہم نشین ہو تا کہ تمام خرابیاں تیرے اندر سے دور ہو جائیں اور ذکر الٰہی میں ہر لحہ مشغول رہنے کا ملکہ تجھے حاصل ہو جائے اگر ایسا بزرگ آدمی کہیں دور چلا جائے یا دنیا سے پردہ پوش ہو جائے تو اس کی شکل وصورت کو اپنے دل کے اندر قائم کر کے ظاہر اور باطنی طور پر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ بھی دل کے اندر خیال گزرے اس کی نفی کرے تا کہ دنیا سے غیب ہونے اور بے خود ہونے کی کیفیت نمودار ہو جائے اتنا اس کیفیت کو اختیار کرے کہ اسے یہ کیفیت ملکہ کے طور پر حاصل ہو جائے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور پیر ومرشد کے قریب ہونے کا اور کوئی راستہ وطریق نہیں ہے اور بہت سے ایسے مرید بھی ہوتے ہیں کہ ان کے اندر اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ شیخ و پیر اسے پہلی توجہ کے ساتھ مقام مشاہدہ تک پہنچادیتا ہے جب تجھے اس قسم کے بزرگ وشیخ کی ہم نشینی نصیب ہو تو اس کی دل وجان سے عزت وحرمت اختیار کر کیونکہ یہ کبریت احمر اور نادر و نایاب موتی ہے تجھے چاہیئے کہ اس سے قبل جو دو طریقے گزر چکے ہیں یعنی مراقبہ اور نفی اِثبات اس میں خوب دل لگا کر محنت کر اور مشغول رہ اور تیسرا طریقہ جو کہ تجھے معلوم ہوا ہے یعنی قلب صنوبری کی طرف توجہ کرنا تو اسے صوفیاء کی اصطلاح میں وقوف قلبی کہتے ہیں اس کیفیت کا ہر وقت ہونا ضروری ہے اور حضرت خواجہ احرار رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اسے لوازمات سے شمار کرتے ہیں لیکن خانقاہ شمسیہ کا اسی طرح کا معمول ہے کہ اپنے شیخ و پیر کی غیر موجودگی میں ان کی مثالی صورت کو اپنے سامنے و محاذی تصور کرتے ہیں اور اس کیفیت کے لئے منتظر رہتے ہیں جو کیفیت شیخ کی موجودگی میں حاصل ہوتی تھی جب وہ اس کیفیت کو اختیار کرتے ہیں جو کہ ان کی موجودگی میں کرتے تھے جب وہ اپنے آپ کو اس طریقے پر لاتے ہیں اور اس طرح عمل پیرا ہوتے ہیں کہ یہ کیفیت انہیں ملکہ کے طور پر حاصل ہو جاتی ہے اور ان کی ملکیت ہو جاتی ہے (اور انہیں اسی طرح فیض حاصل ہوتا ہے جس طرح شیخ کی موجودگی میں حاصل ہوتا تھا)

## مُرِیْد کے باطن میں ذکر کا القاء کرنا اور توجہ دینا اور اس کی کیفیت

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پیر چاہے کہ مرید کو توجہ سے نوازے تو پیر کو چاہئے کہ مرید کی مثالی صورت کو اپنے سامنے بٹھائے اپنے لطائف میں سے ایک لطیفے کو مرید کے اس لطیفے کی طرف متوجہ کرے اور مقابل کرے جس لطیفے کو توجہ دینی مقصود ہو اس کے بعد یہ تصور قائم کرے کہ میرے لطیفے کی کیفیت و ذکر اور جذب مرید کے لطیفے میں جا رہا ہے اور اس میں سرایت کر رہا ہے اور ایک سو سانس کی مقدار کے مطابق اسے توجہ دے اس کے بعد جتنی بھی اسے ضرورت ہو اتنی مقدار میں اس کو توجہ سے مالا مال کرے جب پیر کو معلوم ہو جائے کہ مرید کا لطیفہ ذاکر ہو گیا ہے اور جذب اس کے باطن میں سرایت کر گیا ہے تو بلند آواز کے ساتھ فاتحہ پڑھے تا کہ متوجہ الیہ یعنی مرید آگاہ ہو جائے کہ میرا معاملہ مکمل ہو گیا اور عزت و حرمت و خدمت کے شرائط بجا لائے یعنی تمام شرائط کو پورا کرے۔ مرید کے دل کے اندر نور کا القاء و داخل کرنا اور دوسرے لطائف کی ترقیات کے لئے توجہ کا یہی طریقہ ہے اور سالک کے لطائف میں ذکر کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ توجہ دینے والا سالک کے جس لطیفے کو توجہ دے رہا ہے وہ لطیفہ بھی توجہ حاصل

کرنے کے لئے متوجہ ہو جائے اگر ذکر کا غلبہ و جوش جو اپنے لطیفے میں محسوس کرتا ہے وہ اس میں بھی محسوس کرے کہ میرے لطیفے کا ذکر سالک کے لطیفے میں سرایت کر رہا ہے اثر نمودار ہو رہا ہے۔

## توجہ دینے کے مکمل آداب یہ ہیں

کہ توجہ دینے و کرنے والا توجہ دینے و کرنے کے وقت اپنے آپ کو درمیان میں نہ دیکھے اپنے آپ کو واسطے کے علاوہ اور کچھ تصور نہ کرے اور نیز توجہ دینے کے وقت مبداء و فیاض کی طرف عاجزی و انکساری کرے اور پناہ تلاش کرے اور کہے اے اللہ تبارک و تعالیٰ تو ہر ایک کو ایک دوسرے کے فیض میں شریک کر دے اسی موقع کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر توجہ کے وقت صرف ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اکثر اوقات میں اپنے آپ کو باطنی طور پر توجہ کے وقت نسبت سے خالی محسوس کرتا ہوں لیکن صرف اس کیفیت کے ساتھ مشغول ہونے میں یوں معلوم ہوتا ہے گویا کہ باطنی کارخانہ از سر نو منور ہو رہا ہے اور کئی قسم کے انوار و برکات و فیوضات اور کئی قسم کے ذوق اور زیادہ فتوحات استعداد کے حوصلہ مبداء فیاض سے نازل ہو رہے ہیں اور بہت زیادہ برسنے والے بادل کی طرح بے اختیار اس فقیر کے باطن پر انوار کی بارش ہوتی ہے اور استعداد' قابلیت کے اعتبار سے ہر کسی کو مبداء فیاض برکات و انوار ملتے ہیں پہنچتے ہیں جس طرح کہ بارش مکان کے اوپر برستی ہے اور میزاب و پرنالہ و ناڑا کے واسطہ سے جسے اللہ تعالیٰ نے دینا ہوتا ہے وہاں تک پہنچا دیتا ہے پس ہر وہ شخص جو اس بات پر فخر کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں کسی کو فیض پہنچاتا ہوں تو اس بات کی کوئی حقیقت نہیں اور ارباب کمال کی توجہ اور مشغولی کے وقت حقیقت حال یہ ہے جو کہ میں نے دوست احباب کے سامنے بیان کر دی ہے اور اس باب میں بہت زیادہ فوائد ہیں انہیں ہر شخص کو حاصل کرنے چاہئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

# ظاہری اور باطنی امراض کو سلب و ختم کرنے کا طریقہ وکیفیت کا بیان

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عدد خط لکھا اور اس میں تحریر فرمایا قلب اور قالب کی امراض کو سلب و ختم کرنا ہمارے اسلاف کا معمول و عادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے کی قوت و طاقت دی ہوئی ہے عاجزی وانکساری کے طور پر اپنے آپ کو ایسے کاموں سے دور رکھتے ہیں اور معذرت کرتے ہیں۔ محترم فیض اللہ خان صاحب کو اپنے روبرو بٹھا کر پانچ سو سانس کے ساتھ آپ کی مرض کو دور کیا یہ یقینی پکی و سچی بات ہے۔

مرض کو سلب کرنے کا قاعدہ واصول یہ ہے کہ یہ تصور قائم کرے کہ جو سانس اندر جا رہا ہے جسمانی عوارض کو مد مقابل شخص کے قالب سے باہر نکال رہا ہے اور وہ سانس جو باہر آ رہا ہے اس میں تصور کرے کہ وہ عوارض و مرض کو زمین پر پھینک رہا ہے اندر سے جو چیز سلب ہو کر باہر آتی ہے وہ چیز سلب کرنے والے کو نہ متاثر کر سکتی ہے اور تکلیف دہ بھی نہیں ہو سکتی نیز آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں تضرع وزاری والتجاء کرنا اہم لوازمات میں سے ہے اور بعض اکابرین نے اِستخارہ کے بغیر مرض کو سلب کرنا جائز قرار نہیں دیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مرض اللہ تبارکؑ کی طرف سے ہے یا کہ نہیں جسمانی امراض کو سلب کرنے کے طریقے پر قیاس کرنے سے روحانی امراض کو سلب کرنا واضح ہو گیا اور قبض، بسط اور سَلْبِ نسبت کا طریقہ بھی روشن و سامنے آ گیا نیز اسی طرح سَلْبِ نسبت اور بسط میں جو سانس باہر آتا ہے اسے زمین پر پھینکنا تصور کرنا لازم وضروری نہیں ہے کیونکہ خود تکلیف دینے والا نہیں ہونا چاہتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# اہل نسبت اور دوسروں کے احوالِ باطن کی دریافت کرنے کا طریقہ اور کیفیت

ہر وہ شخص جو چاہے کہ کسی صالح واچھے اور طالع و برے آدمی کی باطنی کیفیت کو معلوم کرے یا نسبت کا حال اور ذکر کی کیفیت کا حال معلوم کرنا ہو تو سب سے پہلے اپنی نسبت متکیفہ یعنی کسی کیفیت کا طاری ہونا جو کہ باطن کے لوازمات میں سے ہے اس سے اپنے باطن کو بالکل خالی کرے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفت علمی کے ساتھ عجز و انکساری کے ساتھ مکمل طور پر توجہ کرے اور زاری کرے کہ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ ہمیں اس شخص کی باطنی کیفیت و حال سے مطلع فرما اور یا علیم یا خبیر کے دو اسموں کا زبان سے تکرار کرنا لازمی وضروری نہیں بلکہ صرف توجہ علمی ہی کافی ہے اس کے بعد جو کچھ بھی احوال و آثار ونشانات اپنے باطن میں منعکس دیکھے جان لے کہ یہ اس شخص کے حالات باطن کا عکس ہے پس نور کا ظاہر ہونا اور سرور کا محسوس ہونا اور شرح صدر کا ہونا اطمینان کا حاصل ہونا۔ جمعیت وانبساط وخوشی کا حاصل ہونا یہ سب نسبت کے آثار ونشانات اور ذکر کے فوائد اور اصلاح وتقویٰ کی علامت ہیں لیکن سینے وغیرہ کا تنگ ہونا، اندھیرے کا محسوس ہونا، دل کے اندر تنگی محسوس کرنا، فسق و فجور کی علامت و دلیل ہے جیسا کہ کشف قبور میں واقع ہے اور واضح بھی ہو جاتا ہے۔

## میت کے احوال جاننے کی کیفیت وطریقہ کا بیان

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چاہے کہ میت کے حالات کو معلوم کرے تو حالات معلوم کرنے والا قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے میت کے سینے کے سامنے قبر کے قریب ہو کر بیٹھے اگر ہجوم زیادہ ہو یا کوئی اور عذر ہو تو جہاں بھی جگہ ملے بیٹھ جائے لیکن قبر کے قریب زیادہ بہتر ہے بیٹھنے کے بعد صاحب قبر کے لئے فاتحہ خوانی

کرے اس کے بعد اپنے آپ کو نسبت متکیفہ سے خالی کرے اور اللہ تعالیٰ کی صفت علمی کے ساتھ متوجہ ہو جس طرح کہ اس سے قبل بیان گزر چکا ہے اس کے بعد جو کچھ بھی شقاوت اور سعادت ظاہر ہو یہ تصور و یقین کر لے کہ یہ قبر والے کا عکس ہے ایک روایت ہے کہ علاقہ سنبھل میں حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اعتقاد رکھنے والی ایک عورت فوت ہوگئی اور حضرت صاحب اس عورت کی فاتحہ کے لئے اس کی قبر پر تشریف لے گئے آپ بھول کر کسی دوسری قبر پر فاتحہ کے لئے بیٹھ گئے۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد جب اس کے حال کی طرف متوجہ ہوئے تو اس کی قبر سے اس قدر گرمی و حرارت محسوس ہونا شروع ہوئی تو آپ کے ساتھ جو دوسرے لوگ و ساتھی تھے آپ کے پاس سے اٹھ کر دوسری جگہ دور ہو کر بیٹھ گئے اور حضرت کو جب اس قبر والے پر رحم آیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عذاب اٹھانے کے لئے التجاء کی اور فائدہ حاصل نہ ہوا آپ کو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ کے دل پر الہام ہوا کہ ایک مرتبہ پھر فاتحہ خوانی کریں اور آپ نے ایک ختم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پڑھ کر اسے ایصال ثواب کیا اس کلمے کے ایصال ثواب سے یوں محسوس ہوا کہ فی الفور اس طرح انوار کی بارش شروع ہوئی گویا کہ پانی والی مشک کا منہ کھول دیا گیا ہو اور آناً فاناً وہ حرارت و گرمی ختم ہوگئی۔ برودت خنکی آ گئی اور سزا کا اثر بالکل ختم ہو گیا اور اس قبر والے نے عذاب سے نجات حاصل کی اور اس نعمت کا شکر بجا لائے تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ قبر ایک فاحشہ عورت کی تھی اور حضرت کی توجہ مبارک سے اور قسمت کی اچھائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔ بے انتہاء رحمت کے دریا سے اپنی بے انتہا مغفرت سے سیراب کر دیا۔ واللہ اعلم۔

## دلوں کے اندر جھانک کر دیکھنے کی کیفیت و طریقہ

آپ نے فرمایا ہے جو شخص کسی کے دل میں جھانک کر دیکھنا چاہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بندہ اپنے دل کو تمام خیالات و خطرات سے پاک کرے اس

کے بعد جو کچھ خیر وشر اچھی و بری بات دل میں آئے اسے اس شخص کے اندر کا حال ہے دل کے اندر جھانک کر دیکھنے کے لئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اپنے خاطر و دل کی مکمل طور پر نفی کر دے ہر وہ بندہ جو اس چیز پر قدرت رکھتا ہے اسے دلوں میں جھانک کر دیکھنا نصیب ہوتا ہے یعنی جھانک کر دیکھنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح غیبی خبروں کے لئے اپنے دل کو تمام خطرات سے خالی کرے اور اللہ تعالیٰ کی صفت علمی کے ساتھ التجاء وزاری کرے کہ یا علیم یا خبیر مجھے اس بارے میں شافی و کافی علم عطا فرما جب تک وہ معاملہ ظاہر و منکشف نہ ہو مناجات میں مشغول و مستغرق رہے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا دو سے زیادہ مرتبہ کرنے سے بات یقینی طور پر ظاہر و واضح ہو جائے گی اس کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مستقبل و ماضی کے واقعات کے موتیوں میں سے جو کچھ بھی قطرات کی صورت میں دل کی سیپ پر پڑنے سے ظاہر ہو یا ہاتھ کی ہتھیلیوں کی لکیروں کی طرح سامنے مشاہدہ کریں تو یقین کر لیں کہ یہ صحیح و درست خبر و بات ہے۔ فقیر و ناچیز کو ایک مرتبہ حضرت مظہر جانِ جاناں نے ایک عزیز کی خبر معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور اسی طریقے پر مجھے تعلیم دی اور آپ اس وقت اپنے حجرہ مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے اللہ کے فضل و کرم سے پہلی مرتبہ ہی تمام احوال کا انکشاف ہو گیا اور احوال عین واقع کے مطابق تھے۔

## فیض پہچانے، توبہ کروانے، اصلاح وتقویٰ پر چلانے کا بیان

حضرت فرماتے ہیں اگر کوئی چاہے کہ کسی عزیز و دوست کو توبہ کرنے اور صلاح وتقویٰ اس کے باطن میں تفویض کرے تو جسے فیض پہچانا چاہتا ہے اسے اپنے سامنے بٹھائے اگر وہ غائب ہے تو اس کی صورت مثالی اپنے سامنے رکھے اور تصور کرے کہ اس کے اپنے اندر جو توبہ اور انابت یا تقویٰ و عبادت کی جو قوت و طاقت و روشنی ہے وہ اس کے باطن میں جا رہی ہے اور وہاں جا کر قرار پکڑ رہی ہے اور اس

کے باطن کے عکس کو قبول کر رہی ہے انشاء اللہ چند مجلسوں میں اس کے باطن میں اثر ظاہر ہونا شروع ہو جائے گا اور اعمال حسنہ کے مطابق اس کی زندگی گزرنا شروع ہو جائے گی اگر اس کا مقصود ہو کہ بہت جلد یہ کام ہونا چاہئے تو ہر وقت اس کیفیت یا تصور کو اپنے دل کے اندر رکھے (تو بہت جلد مقصد حاصل ہو جائے گا) اور بہترین بات یہ ہے کہ پہلے اس کے اندر سے برے اوصاف کو باہر نکالے پھر اس کے بعد عمدہ امور کے حصول کے لئے اس پر اپنی طاقت صرف کرے اور یہ طریقہ بہت ہی سریع الاثر ہے یعنی بہت جلد اثر قبول کرنے والا طریقہ ہے۔

## نفع و منفعت حاصل کرنے، ضرر دور کرنے کی کیفیت و طریقے کا بیان

ہر وہ شخص جو کسی امر و حکم سے نفع حاصل کرنا چاہے یا ضرر و نقصان کو دور کرنا چاہتا ہے اس چیز کو اپنے دل کے سامنے رکھے تا کہ وہ منفعت یا نقصان وغیرہ حاصل ہو جائے۔

خبردار! توجہ: فائدہ۔ اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ امور مذکورہ کی تاثیرات کا ہونا اور ان عجیب و غریب تصرفات کا ظاہر ہونا فناہ اور بقاء کی دولت حاصل ہونے کے ساتھ معلق ہے اس دولت کے بغیر ان امور کا ظاہر ہونا ناممکن ہے اور طریقت کے راستے پر چلنے والے درمیانی و متوسط لوگوں کو یہ معاملات زیادہ ظاہر ہوتے ہیں اور منتہی نوعیت کے احباب کو یہ امور بہت کم ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کی ان نئے امور کی طرف توجہ بالکل نہیں ہوتی۔ زیادہ تر ان حالات کا صدور درمیان میں ہی ہوتا ہے اور منتہی لوگ عموماً ابتدائی لوگوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ابتدائی لوگوں میں ان امور کی بالکل طاقت و قوت نہیں ہوتی اور منتہی لوگ کمال قرب و آگاہی کی وجہ سے قوت و طاقت کا مبداء رکھنے کے باوجود ان ہلکے امور کی طرف توجہ نہیں دیتے اور ان نئے معاملات کی طرف التفات نہیں کرتے بلکہ اس طرف غور و فکر کرنے کو تضیع اوقات خیال کرتے ہیں جس

کام کو انہوں نے کرنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے کام کو بغیر غور وفکر وتوجہ کے کر دیتا ہے
اس کتاب کو تحریر کرنے والا فقیر ایک مرتبہ دہلی کے اندر حضرت کی خدمت عالیہ میں
سلوک کی منازل طے کرنے میں مشغول تھا کہ آپ جو کام ومہم کرنے کی طرف توجہ و
خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم قوت وطاقت سے آنکھ جھپکنے میں وہ کام ہو
جاتا تھا جو کچھ بھی آپ کے دل کے اندر بات گزرتی تھی فوراً ہو جاتی تھی حالانکہ ان
امور کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے تھے دل کو ان کی طرف بالکل نہیں لگاتے تھے
بلکہ ان امور کی طرف توجہ کرنا بے ادبی خیال کرتے تھے۔

اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ درویش کو جتنے بھی کشف
ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ صحیح اور واقع کے مطابق ہوں کیونکہ واقعات کا کشف و
ظاہر ہونا ظنی امور سے تعلق بنتا ہے اس میں غلطی وخطا کا احتمال موجود ہوتا ہے اور
کبھی کبھی خلاف واقعہ بھی بات ظاہر ہوتی رہتی ہے پس ان امور و باتوں کا دوستوں
اور غیروں کے آگے اظہار کرنا فضول باتوں میں مشغول ہونا ہے اور بے مقصد و لا
حاصل دعویٰ ہے۔ اسی مقام پر حضرت نے ارشاد فرمایا واقعات جن کا کشف ہوتا
ہے یہ دو حال سے خالی نہیں ہوتے یا یہ کشف عین واقع کے مطابق ہوگا لیکن اس
سے اس کے کمال میں کوئی ترقی وغیرہ نہیں ہوتی یا یہ کشف واقع کے مطابق نہیں ہوگا
اس صورت میں وقت کو پرکھنا ہوتا ہے ہر دو صورت میں ان امور کا اظہار کرنا بے
مقصد و بے فائدہ ہے اس کے علاوہ یہ امور اسرار الٰہیہ اور معاملات باطنیہ ہیں اور
غیروں کے آگے ان کا اظہار کرنا طریقت کے اندر حرام و ناجائز ہے ہاں بعض
احباب دل کی تسلی اور خوشی واطمینان کے لئے ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان
بزرگوں کو ان کے اظہار کے لئے مامور کیا ہوا ہوتا ہے اس صورت میں یہ احباب ان
امور کو ظاہر کرنے پر مجبور ومعذور ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات وہ مکمل طور پر اعتماد و
یقین ان امور پر کرتے ہیں اور حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کشفِ صریح

اور ذوق صحیح ہونے کے باوجود ان امور کو ظاہر کرنے سے احتیاط و گریز کرتے تھے اگر کسی ضرورت کے پیش نظر یہ کام کرتے بھی تھے کھلے عام صراحتاً کہنے سے اِجتناب کرتے تھے اور کنائے و اِشارات سے کام کیا کرتے تھے۔

## ختم خواجگان کی کیفیت و ذکر کا بیان

جس بھی مقصد و مفہوم کے لئے ختم پڑھے چاہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ بلند کرکے ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ (دعا کے طور پر پڑھے) اس کے بعد سورۃ الفاتحہ کو بسم اللہ کے ساتھ سات مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد سورۃ الم نشرح کو بسم اللہ کے ساتھ ۸۰ مرتبہ پڑھے اس کے بعد سورۃ الاخلاص بسم اللہ کے ساتھ ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے اس کے بعد سورۃ الفاتحہ مع بسم اللہ سات بار پڑھے اس کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد فاتحہ پڑھے اور اس ختم کا ثواب جن بزرگوں کی طرف یہ ختم منسوب ہے ان کو پہنچائے اور ان بزرگوں کے تعین کرنے میں احباب کا اختلاف ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان بزرگوں کے توسل سے گزارش والتجاء کرے۔ مقصد پورا ہونے تک ایسا کرتا رہے۔ اِنَّہٗ مُیَسِّرٌ لِکُلِّ عُسْرٍ (بے شک وہی ہر تنگی کو آسان کرنے والا ہے) ایک آدمی پڑھے یا ایک سے زیادہ پڑھیں طاق طریقے سے پڑھے جفت نہیں ہونا چاہئے کہ بزرگوں نے ارشاد فرمایا: اَللّٰہُ وِتْرٌ وَیُحِبُّ الْوِتْرَ وَاللّٰہُ النَّاصِرُ الْمُعِیْنُ (اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہوگا) حضرت کی خانقاہ عالیہ میں ختم شریف کا معمول یہ ہے فاتحہ خوانی کے بعد دعا کے آخر میں بلند آواز کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان کلمات کا ثواب جو کہ پڑھے گئے ہیں سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کے بزرگوں کو پہنچاتے ہیں اور اے اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے ہماری اعانت و مدد فرما۔ حضرت مرزا صاحب اور ان کے تمام ساتھیوں کو ظاہری و باطنی فتح و نصرت عطاء کردے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ختم شریف میں بھی

ایسے ہی دعا کا معمول ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ختم شریف کی کیفیت وطریقہ

یہ ختم شریف تمام مقاصد کے حصول اور دینی و دنیاوی مشکلات کے حل کیلئے مجرب ہے سب سے پہلے ایک سو مرتبہ درود شریف اس کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پانچ سو مرتبہ پڑھے اس میں کمی یا زیادتی بالکل نہ کرے اس کے بعد پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے مطلب کے حل ہونے اور مشکل کے آسان ہونے تک اس عمل کو جاری وساری رکھے۔ نیز بعض اکابرین نے ارشاد فرمایا ہے دینی اور دنیاوی ترقی اور حصول درجات وغیرہ کے لئے مندرجہ ذیل اسمائے حسنیٰ ہمیشہ وظیفہ کے طور پر پڑھے۔ یَا فَتَّاحُ سو مرتبہ، یَا وَھَّابُ سو مرتبہ، یَا رَزَّاقُ سو مرتبہ، یَا مُعِزُّ سو مرتبہ، یَا رَافِعُ سو مرتبہ، یَا سَلَامُ سو مرتبہ پڑھے۔ دن یا رات کسی بھی وقت پڑھے جب بھی آسانی ہو ناغہ نہ کرے اللہ مددگار ہے اور دعائے حزب البحر کو ہمیشہ پڑھنے والے کے لئے شمشیر اور ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے اور خانقاہ شمسیہ کے معمولات میں سے ہے۔ حَرَسَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ وَالْاٰفَاتِ (اللہ تعالیٰ خانقاہ شمسیہ کو ہر آفت و ہر بلا سے محفوظ فرمائے) اور سورۃ قریش کا پڑھنا ہر بلاء سے محفوظ رہنے کے لئے حصار ہے۔ شر اور بلاء کو دور کرنے کے لئے گیارہ مرتبہ یا ایک سو ایک مرتبہ فجر کی نماز کے بعد اور اول آخر پانچ پانچ مرتبہ دورد پڑھے۔

## مشائخ کرام اور احباب و رفقاء کو ایصال ثواب کرنے کا طریقہ

بزرگوں کا معمول یوں ہے کہ سب اہل مجلس سے پوچھتے ہیں کیا کسی نے قرآن پاک کلمہ وغیرہ پڑھا ہوا ہے تو مثبت جواب ملے تو پھر فرماتے ہیں کہ تمام احباب دس مرتبہ سورۃ الاخلاص مع بسم اللہ شریف پڑھیں اس کے پڑھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ دس مرتبہ درود شریف پڑھیں اس کے بعد پھر فرماتے ہیں کہ دس

مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھیں اس کے بعد بعض فوت شدگان کے لئے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ دس مرتبہ پڑھتے ہیں اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر سورۃ الفاتحہ پڑھتے ہیں پھر بلند آواز سے کہتے ہیں کہ مجلس وحلقہ میں جو کلام پڑھی گئی ہے فلاں شخص کے ایصال ثواب کے لئے میری یا ہماری ملک کر دیں وہ کہتے ہیں ہم نے آپ کی ملک کر دیا اس کے بعد رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پڑھتے ہیں اس کے بعد خویش و اقارب رفقاء احباب کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یا اللہ اس قرآن پاک درود شریف ختم شریف کلمہ شریف وغیرہ کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ و تحفہ پیش کرتے ہیں قبول فرما۔ اس کے بعد اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّهٗ وَ شَفَاعَتَهٗ وَاِتِّبَاعَهٗ آہستہ آہستہ تکرار کرتے ہیں اور بعض مشائخ کرام اور اکابرین ان کلمات کے تکرار کے بعد تمام بزرگوں کے اسمائے گرامی ادب و احترام سے لیتے ہیں اور دعا کی قبولیت کے لئے کچھ دیر مراقبہ کرتے ہیں بعد میں پھر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

## ہر درد و مرض کے لئے تعویز کی کیفیت وطریقہ

آپ کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی آپ سے تعویذ مانگتا تھا تو آپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ یا حضرت مجدد الف ثانی صاحب ایں حرز را در ضمن تو سپردیم۔

## بچوں کے لئے تعویز جو آپ دیا کرتے تھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ

عَیْنٍ لَّامَّۃٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ تَحَصَّنْتَ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

## وہ بخار جس میں بندہ کانپتا ہے اس کا تعویز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنَا ھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

## وہ بخار جس میں جسم پر سرخ دانے نکل آتے اس کا تعویذ اور دوسرے تعویزات جن کی مجھے اجازت ملی

بخار کے دوران سرخ دانے نکلنے پر مندرجہ ذیل دعا سات مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور پڑھنے کے دوران چھری کے ساتھ جسم پر سے بیماری کے کٹ کر ختم ہو جانے کے طور پر چھری کا اشارہ کرتے رہیں دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْحَلِیْمِ الْکَرِیْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بِعِزَّتِہٖ وَ قُدْرَتِہٖ وَ سُلْطَانِہٖ اَیَّتُھَا الْحُمْرَۃُ جَاءَ تْکَ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَقَالَ سُلَیْمَانُ اَیَّتُھَا الرِّیْحُ اُجِیْبِیْ دَاعِیَ اللّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یَجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَمَا لَہٗ مِنْ مَّلْجَاٍ وَمَا لَہٗ مِنْ ظَھِیْرٍ بِسْمِ اللّٰہِ وَالثَّنَاءِ الطَّیِّبِ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰہُ یَکْفِیْکَ مِنْ دَاءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ تَعْتَرِیْکَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

## آنکھوں کے درد کے لئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَائَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ کو ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھنا چاہئے۔

## چیچک کے مرض کے لئے

جس شخص کو چیچک کی بیماری ہو اس کے لئے سورۃ الرحمٰن پڑھیں اور نیلے رنگ کا دھاگہ وغیرہ لے کر ہر فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر عقدہ و گانٹھ لگاتے جائیں جب سورۃ ختم ہو جائے تو اس دھاگے کو چیچک کی مرض والے کے گلے میں ڈال دیں تو انشاء اللہ چیچک کا اثر ظاہر نہیں ہوگا اگر چیچک کے دانے ظاہر ہو بھی جائیں تو انشاء اللہ ضرر و نقصان نہیں ہوگا۔

## ہر مرض کی شفاء کے لئے

آیات شفاء تعداد کے اعتبار سے چھ عدد ہیں ان آیات کو چینی کے پیالے پر لکھ کر پانی کے ساتھ دھو کر مریض کو پلائیں انشاء اللہ شفاء کی نعمت سے ہمکنار ہوگا (کم از کم روزانہ تین مرتبہ اور چالیس دن ضرور استعمال کریں) اور وہ آیات یہ ہیں (۱) یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ (سورۃ التوبہ) (۲) وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (سورۃ یونس) (۳) یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ (سورۃ نحل) (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ بنی اسرائیل) (۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ (سورۃ شعراء) (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ (سورۃ حم سجدہ)

## ہر قسم کی شفاء کے لئے ایک اور وظیفہ

یَا سَلَامُ ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا کرے دم کر کے استعمال بھی کرے مجرب شدہ نسخہ ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مظہر جانِ جاناں کے لئے یہی ختم شریف پڑھتے رہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شفاء عطا فرمائی۔

## کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُم یَا رَزَّاقَ الْعِبَادِ یَا خَلَّاقَ الْخَلَائِقِ یَا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَیَامُثْبِتَ الزَّرْعِ فِی الْاَرْضِ وَالْبَنَاتِ وَ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ اِدْفَعْ مِنْ ھٰذَا الزَّرْعَ شَرَّ الْھَوَامِ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْفَارَةِ وَالْخَنَازِیْرِ الْمُفْسِدَۃِ وَارْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًا وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اس عبارت کو کاغذ پر لکھ کر وہ ٹھیکری جس پر ابھی تک پانی نہ لگا ہو اس میں بند کر کے زمین کے درمیان دفن کر دیں انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر ہوگی۔

## نیند کی خلل وخرابی کے لئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا یَحْضُرُوْنَ بِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اس عبارت کو لکھ کر گلے میں باندھ لے انشاء اللہ نیند کی پریشانی دور ہو جائے گی۔

## گلے کے سوجنے کے لئے

جب گلہ سوج جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لِیَ اللّٰہُ لِیَ اللّٰہُ ھُوَ یُوْکَعُ فِی اللَّوْحِ کو بروز پیر یا جمعہ کو لکھ کر گلے میں باندھ لیں انشاء اللہ خیر ہوگی۔

## بواسیر کی مرض کے لئے

بواسیر کی مرض والے کو چاہئے کہ بروز پیر یا بروز جمعۃ المبارک کو بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَحِیْمُ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّ مَکْرُوْبٍ یَا رَحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ کولکھ کر کمر پر باندھ لے انشاءاللہ صحت حاصل ہوگی۔

## پانی کے ساتھ اِستنجاء کرنے کا طریقہ

فرماتے ہیں اِستنجاء کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اِستنجاء کرنے والا جب ڈھلوں کے ساتھ اِستنجاء کرکے فارغ ہوتو سب سے پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد بائیں ہاتھ پر تین مرتبہ پانی ڈالے اور دھوئے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو ملا کر تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد مخرج و دبر کے دائیں کنارے کو تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد دبر کے بائیں کنارے کو تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد مخرج کے درمیانی حصے کو تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد تمام مخرج کو تین مرتبہ دھوئے اور خوب مبالغہ کے ساتھ مل کر دھوئے اس کے بعد تری کو ہاتھ یا کپڑے کے ٹوٹے یا وٹا کے ساتھ صاف کرے لیکن رمضان المبارک میں اتنا مبالغہ نہ کرے جس سے مقعد کے راستے پانی اندر جانے کا اِمکان ہو جس طرح رمضان المبارک میں کلی کرنے میں مبالغہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ پانی اندر جانے کا اِمکان ہوتا ہے پس اِستنجاء کرنے والے کو چاہئے کہ اس مہینے میں اِستنجاء کرنے کیلئے مقعد کو زیادہ کھول کر نہ بیٹھے اور مخرج کو مبالغہ کے طور پر نہ ملے تا کہ رطوبت وتری مخرج کے اندر نہ جائے اور روزہ میں فساد برپا نہ ہو بلکہ روزہ دار کے لئے زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ رات کے وقت بول و براز کرنے کی عادت بنائے تا کہ دن کے وقت اِستنجاء کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے اگر ضرورت پڑ جائے تو صرف ڈھیلوں پر اکتفاء کرے اور رات کے وقت پانی کے ساتھ کرے ہمارے مشائخ کرام کا یہی معمول وطریقہ ہے۔

# وضو کرنے کی کیفیت وطریقہ

بزرگوں کا معمول اس طرح ہے کہ پانی کے ساتھ وضو کرنے میں ہر عضو کو دھونے میں انتہائی احتیاط ومبالغہ کرے کہ اس کے اوپر کوئی احتیاط نہیں ہے۔ وضواور نماز کے ادا کرنے میں تمام مذاہب کے احکام کو ملحوظِ خاطر رکھے اس قدر احتیاط کرے کہ کوئی ادب کسی وقت بھی نہ رہے کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو ایک مذہب میں سنت یا ادب ہے وہی چیز دوسرے مذہب میں فرض یا واجب ہوتی ہے پس سالک کو ان تمام کی رعایت کرنا ضروری ہے اسی جگہ کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کو حکم ہوتا ہے کہ تمام مذاہب کے احکام کی رعایت کرتے ہوئے امامت کے فرائض انجام دیں اور کلائیوں کے دھونے میں پانی کو کہنیوں کی طرف سے ڈالے اور انگلیوں کے پوروں کی طرف سے نیچے گرائے آپ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس مسئلہ ومعاملہ میں ہمارے ساتھ ہیں اور دونوں پاؤں کو دھونے میں خوب مبالغہ کرے اس لئے کہ آپ فرماتے ہیں کہ پاؤں کی پیدائشی صورت وکیفیت اونٹ کی صورت کی طرح ہے اور اونٹ کی صورت کافی کج وٹیڑھی ہے کہ آسانی کے ساتھ اس پر پانی نہیں گزر سکتا بلکہ تکلف ومحنت ومبالغہ کی ضرورت ہے۔ اس بات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں کو دھونے میں احباب کو اشارہ کرنا مقصود ہے کہ وہ بھی توجہ کریں۔ وَوَیْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ (پیچھے رہنے والوں کے لئے آگ میں ہلاکت ہے) اس سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ ہر وقت بندہ کو وضوء میں رہنا چاہیئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی باوضو رہنے کی تاکید کرتے تھے بلکہ آپ نے فرمایا ہر وقت وضو میں رہنا طریقت کے لوازمات میں سے ہے بالخصوص کھانا کھانے کے دوران اور سونے کے وقت سالک کو وضو کرنا لازمی امر ہے اگر وضو ٹوٹ جائے تو اسے فوراً وضو کرنا چاہیئے اگر وضو کرنے سے معذور ہو تو تیمّم کرے اسی طرح اولیاء کرام کی خانقاہوں اور بزرگوں کی زیارت کے

لئے بے وضو نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہ طریقت کے اداب کے خلاف ہے ہر وہ بندہ جو بغیر وضو کے کسی خانقاہ وغیرہ میں جاتا ہے تو وہ بہت زیادہ درشتی، بے ہودگی، سختی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طریقت کے دوست احباب پر تعجب ہے کہ ابھی بھی خانقاہ کے اداب کو نہیں جانتے اور بغیر وضو کے تشریف لاتے ہیں۔

## نماز پڑھنے کی کیفیت وطریقہ

بزرگوں کا معمول اس طرح ہے کہ پانچوں نمازوں کو مخصوص اور مستحب اوقات میں ادا کرتے ہیں اور رکوع و سجود قیام وقعود اور قومہ و جلسہ میں اعتدال کی رعایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں شریعت اعتدال واقتصاد یعنی میانہ روی کا نام ہے اور ہاتھ کو سینہ کے اوپر باندھنا چاہئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت زیادہ رائج ہے بانسبت زیر ناف کی روایت کے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ حنفی مذہب کے خلاف ہے بلکہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا لازم آتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اِذَا ثَبَتَ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ جو ہے یہ ایک مسئلہ میں ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کا لازم نہیں آتا بلکہ موافقت در موافقت ہے چنانچہ حضرت نے اس بارے میں ایک مضبوط مکتوب تحریر کیا ہے اگر کسی کو اس میں شک وشبہ ہو تو اس مکتوب کی طرف رجوع کرے (سینے کے اوپر ہاتھ باندھنا یہ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی ذاتی رائے ہے لیکن تمام علماء احناف اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اسی پر ہیں کہ نماز کے دوران زیر ناف ہاتھ باندھا جائے گا) نیز آپ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو جہری نمازوں میں خاموش رہنا ضروری ہے جس طرح سری نمازوں میں سورۃ الفاتحہ کو سری طور پر پڑھنا لازم وضروری ہے اس راہ پر قائم رہنے کے لئے آپ خود بنفس نفیس جماعت کروایا کرتے تھے تاکہ بغیر کسی وجہ کے حنفی مسئلے کے خلاف کوئی بات نہ ہو جائے اور قرات کو بطور مسنون تجوید وترتیل وتخفیف کے

ساتھ پڑھتے تھے دو رکعت سنتوں میں آپ پہلی رکعت سورۃ الکفرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھتے اور چار سنتوں میں چاروں قل پڑھتے تھے اور وتروں میں تین قسم کی جو دعائے قنوت جو کہ احادیث و آثار میں آتی ہیں ان سب کو جمع کرتے تھے یعنی ان تینوں کو پڑھتے تھے پہلی دعائے قنوت جیسا کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ جو کہ ہمارے ملک پاکستان میں معروف و مشہور ہے اور دوسری دعائے قنوت اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ بِاَنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ تیسری دعائے قنوت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اور ہر فرض نماز کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تین مرتبہ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ مرتبہ اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھتے تھے اور درود شریف کے علاوہ دوسری دعائیں بھی جن کا ذکر احادیث مبارکہ میں آتا ہے پڑھا کرتے تھے اور جس شخص کو ان دعاؤں کی ضرورت ہو تو وہ رسالہ ادعیہ ماثورہ سے یاد کرسکتا ہے اور وتروں کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس دو مرتبہ آہستہ آواز سے اور تیسری مرتبہ القدوس کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ صبح کی سنتیں گھر پڑھ کر آیا کریں کیونکہ ان کی برکت سے گھر کے اندر خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور صبح کی سنتیں ادا کرنے کے بعد بیٹھنے کی حالت میں اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَمُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ تین مرتبہ پڑھتے تھے جب آپ مسجد کی جانب تشریف لے جاتے تو پروقار کیفیت کے ساتھ چلتے تھے اضطراب و بے چینی کا اظہار نہیں ہونے دیتے تھے

اور دل کے اندر یہ خوف رکھتے تھے کہ عظیم الشان قہار کی بارگاہ میں جا رہے ہیں اس شوق اور امید سے آپ جاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و وہاب و ودود و کریم ہے اور گھر سے باہر نکلتے تھے تو بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا جب مسجد میں داخل ہوتے تو بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رحمتك پڑھا کرتے تھے اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تھے تو یہی دعا پڑھا کرتے تھے اور اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ کی جگہ اَبْوَابَ فَضْلِكَ پڑھا کرتے تھے۔

## نماز کے دوران انگلی اٹھانے کا طریقہ

حضرت کا معمول یوں ہے کہ تشہد کے دوران خنصر اور بنصر یعنی سب سے چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے ساتھ قبضہ یعنی مٹھی بناتے تھے اور سب سے بڑی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بناتے تھے اور شہادت کی انگلی اِلَّا اللہ پر کھڑی کرتے تھے آپ فرماتے ہیں بہت سے ثقہ فقہاء اور محدثین اس بارے میں رسائل تحریر کئے ہیں انگلی کو اٹھانا ثابت کیا ہے اور حضرت نے بھی اس بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع سنت کے اعتبار و لحاظ کے پیش نظر نوافل میں انگلی کو اٹھایا ہے جیسا کہ آپ کے مقامات اس بات کے شاہد ہیں اور ایک طریقے کی بنیاد ہے اور آئمہ ثلثہ یعنی حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد یوسف اور امام محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا معمول بھی یہی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت خواجہ ہاشم کشمی جو جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں اور جامع مقامات ہیں اس طریقہ کے خلاف سماع کی طرف میلان رکھتے ہیں تو آپ نے اس شخص کو جواب دیا کہ تجھے ان سے کیا واسطہ ہے کہ وہ تو مرتبہ کمال کو

پہنچے ہوئے ہیں اس کو اپنے پیر کے خلاف چلنا جائز ہے جب ہمیں اس کے احوال سے کوئی پریشانی نہیں تو کسی کو اس کے حال پر اعتراض کی کیا ضرورت ہے اور حضرت بھی ظاہری و باطنی طور پر درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اپنے پیر کے خلاف چل سکتے ہیں کسی کو ان پر اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

## روزانہ کی ضروری نمازوں کی رکعتوں کی تعداد

آپ فرماتے ہیں طریقت کے سچے طالب کو توبہ کرنے کے بعد اور صحیح عقیدہ رکھنے کے بعد ساٹھ (۶۰) رکعت روزانہ پڑھنی ضروری و لازم ہیں۔ سترہ (۱۷) رکعت فرائض۔ بارہ (۱۲) رکعت سنت موکدہ۔ دو (۲) رکعت اشراق۔ چار (۴) رکعت چاشت اور چار (۴) رکعت زوال۔ دو (۲) رکعت سنت کم از کم عصر سے پہلے کیونکہ یہ درمیانی نماز ہے اور شان وشوکت والی نماز ہے اس نماز سے قبل اگر سنن ادا نہ کریں تو یہ نماز خالی و ننگی معلوم ہوتی ہے اگر چار سنت ادا کریں تو یہ سب سے بہتر عمدہ و اعلیٰ ہے۔ چار رکعات اوابین کی ایک قول کے مطابق معمول کے مطابق ۶ رکعت اگر اوابین چار ہوں تو دو رکعت اِستخارہ کی پڑھنی ہوں گی جو کہ اشراق کے بعد پڑھیں گے اور مشائخ کا معمول بھی ہے۔ تین رکعت وتر کی اور دس رکعت تہجد کی ہیں۔ مختصر یہ کہ ۱۷ رکعت فرائض اور بارہ یا دس رکعت سنن موکدہ گیارہ یا تیرہ رکعت قیام اللیل کی مجموعی طور پر چالیس رکعات بنتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر مواظبت وہمیشگی کی ہے اور حضرت نے بھی ان کی ادائیگی میں ہمیشگی اختیار کی ہے اور کبھی کبھی آپ ۲۰ رکعت اس کے علاوہ بھی پڑھتے تھے اور سنت کے طور پر ترکؒ بھی کرتے تھے۔ صاحب سِفرُ السَّعَادَتُ یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ارشاد فرمایا کہ ان چالیس رکعتوں کو کسی بھی حالت میں چھوڑنا ترک وفوت کرنا درست وٹھیک نہیں ساری عمر ان رکعتوں کی حفاظت کرے کیونکہ سعادت و نیک بختی کے دروازے ان کی برکت سے کھلتے ہیں اور بندہ دنیاوی اور اخروی مرادات کو

حاصل کرتا ہے ہر وہ شخص جو ہر روز چالیس مرتبہ کریموں کے کریم کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور عرب و عجم سے جو اشرف و اعلیٰ ہے اس کی اتباع کے واسطے سے دستک دیتا ہے تو انشاء اللہ قرب کی اقرب ساعتوں اوقات کی سرعتوں میں اس پر سعادت کے حال و احوال کشادہ ہو جائیں گے اور صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونا ہے جو سورج نکل آئے تو دو رکعت نماز ادا کرے کہ حدیث شریف میں آیا ہے: رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحٰى تَعْدِلَانِ عِنْدَ اللّٰهِ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ مَّتَقَبَّلِيْنَ (اشراق کی دو رکعتیں ایک حج اور ایک عمرہ جو کہ مقبول ہوں ان کے برابر اس کا ثواب ہے) اور فقہاء نے لکھا ہے کہ چاشت کی کم از کم دو رکعت ہیں اور بارہ تک بھی پڑھ سکتا ہے اور اوابین میں جتنی قرات زیادہ لمبی کرے اتنا ہی بہتر ہے اور شام کے بعد سورۃ یٰسین اور حم اور دخان اور واقعہ اور قیامت پڑھے عشاء کے بعد اور سونے سے پہلے سورۃ الملک پڑھے اور ایک روایت یہ ہے کہ جب بندہ شروع کرے تو پہلے دن سورۃ یٰسین اور سورۃ واقعہ پڑھے اور سوتے وقت اَللّٰهُمَّ بِاِسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَاءَ اور جب اٹھے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَانِیْ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اور اِستنجاء کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے اور جب قضائے حاجات کے لئے جائے تو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھے اور جب قضائے حاجات سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ پڑھے۔

## تہجد پڑھنے کی کیفیت وطریقہ

حضرت کا معمول اس طرح ہے کہ تہجد کی نماز کے لئے آدھی رات کے بعد تین پہر رات گزر جانے کے بعد اٹھتے اور ماثورہ دعائیں جو کہ احادیث شریف میں وارد ہیں پڑھتے تھے اس کے بعد تازہ وضو بناتے اور خفیف دوگانہ پڑھتے یعنی دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں ایک سو مرتبہ استغفار پڑھتے ہیں پھر تہجد پڑھنے میں

مصروف ہو جاتے ہیں اور دس رکعت نماز طویل قرأت لمبا رکوع اور سجود کرتے ہیں اس کے بعد جو احباب ان کی خدمت میں ہوتے ہیں ان کو توجہ دیتے ہیں اس کے بعد اگر رات کا کچھ حصہ باقی ہو تو تھوڑا سا آرام کرتے ہیں اور جب نماز فجر کا وقت شروع ہوتا ہے فوراً اٹھتے ہیں تازہ وضو کرتے ہیں اور باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اس کے بعد احباب کی رائے کے مطابق چند گھڑی مراقبہ میں مشغول ہوتے ہیں اور توجہ دیتے ہیں اس کے بعد مخصوص احباب ختم خواجگان اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد احباب رخصت ہو جاتے ہیں۔

## نماز تہجد کی ترغیب اور فضیلت کا بیان وطریقہ

اس بارے میں آپ کا معمول یوں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے طالبوں کو نماز تہجد پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ فرضی نماز کے بعد نماز تہجد سے کوئی نماز افضل نہیں کیونکہ تہجد کی ایک رکعت دوسری عام ہزار رکعتوں سے بہتر و اعلیٰ ہے پس بندہ کو چاہئے کہ اس نماز میں سستی وتساہل سے کام نہ لے اس نماز کو باقی پانچ نمازوں کی طرح اپنے اوپر فرض جانے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ نماز فرض تھی اگر نماز تہجد رہ جائے دن کے وقت اس کے متبادل پڑھے تاکہ کچھ نہ کچھ تدارک ہو جائے عاجزی وانکساری ودعا واستغفار کے اندر اس نماز کو ادا کرنے کی کوشش کرے تعجب کہ اس دور کے طالبوں کے اندر اتنی سستی پائی جاتی ہے کہ خدا کی طلب وتلاش میں پست حوصلگی اور ضعیفی کا یہ عالم ہے کہ دل میں خدا کی طلب ہے نہ اس نمازوں کی قدر کو جانتے ہیں نہ اس نماز پڑھتے ہیں دوسری قسم کی نمازوں کے اہتمام میں لگے رہتے ہیں انہیں یہ معلوم نہیں کہ تہجد کی نماز کے بعد کی دعا قبولیت کے درجے کو جلدی پہنچتی ہے غفلت اور معصیت سے آلودہ کپڑے کو عاجزی وزاری کے اس وقت کے پانی کے بغیر کس طرح دھونا ممکن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دریائے رحمت ومغفرت بغیر استغفار کے ان آلودگیوں کو پاک نہیں کرتا چنانچہ آپ

نے اپنے دیوان میں اس طرف اشارہ دیا ہے۔

شفیعم روز حشر ایں دیدۂ نمناک می گردد
ازیں آب رواں آخر حسابم پاک می گردد

میری یہ رونے والی آنکھ کل روز حشر و قیامت کے دن میرے لئے شفاعت کا باعث ہوگی ان آنکھوں کے اندر سے نکلنے والا پانی آخر کار میرے حساب و کتاب کو پاک وصاف وشفاف کر ہی دے گا۔

ہمارے بزرگوں کا معمول ہے کہ ہر دو رکعت تہجد کے بعد لمبا مراقبہ کرتے ہیں اور ہر رکعت میں سورۃ یٰسین تکرار کے ساتھ پڑھتے ہیں اگر حساب کریں تو نمازوں میں ۶۰ مرتبہ سے کہیں زیادہ سورۃ یٰسین پڑھی جاتی ہے اس زمانے کے طالبوں کو نماز تہجد پڑھنا مشکل ہے تو لمبی قرات اور طویل مراقبہ کہاں کریں گے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان طالبوں کو توفیق عطا کرے کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اس وقت کی نماز اور دعا کی کیا قدر و منزلت و کیفیت ہے۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ انسیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرمایا: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَابُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ اِلٰى رَبِّكُمْ وَ مَكْفَرَةٌ السَّيِّاٰتُ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ۔ یعنی تم پر لازم ہے کہ شب بیداری کو اختیار کرو کہ سلف صالحین کا طریقہ ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام و رسل عظام کا طریقہ ہے کہ یہ سب ہستیاں رات کو بیدار ہوتی ہیں تمہیں بھی شب بیداری اختیار کرنی چاہیئے شب کو بیدار ہونے والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وقرب حاصل ہوتا ہے اور گناہوں کے کفارے کا بھی سبب ہے اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ بھی ہے ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ اِلَى اللّٰهِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْاٰخِيْرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللّٰهُ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ یعنی رات

کے آخری حصے میں اٹھنا بیدار ہونا اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونا ہے اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ تو ان میں سے ہو جو اس وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں تو مشغول ہو جا دیر بالکل نہ کر شب بیداری کی فضیلت میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔

## تہجد کی نماز میں قرات پڑھنے کی کیفیت وطریقہ

آپ کا معمول یوں تھا کہ تہجد کی نماز میں قرات نہ جہری ہوتی تھی نہ سری و پوشیدہ ہوتی تھی اور عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ کی مقدار کے مطابق ہر ایک رکعت میں دوسورۃ پڑھتے تھے یہ بھی فرماتے تھے سورۃ کے تعین کرنے میں بزرگوں کا اختلاف ہے بعض بزرگ سورۃ الاخلاص کو تکرار کے ساتھ پڑھتے ہیں بعض بزرگ دونوں رکعتوں میں آیت الکرسی کو اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ کو پڑھتے ہیں اور بعض بزرگ سورۃ یٰسین اور اِنَّا فَتَحْنَا پڑھتے ہیں اکثر بزرگوں نے سورۃ یٰسین کو پسند کیا ہے۔ حضرت خواجہ عزیزان فرماتے ہیں جس جگہ تین دل جمع ہو جائیں بندہ مومن کا کام بن جاتا ہے وہ تین دل یہ ہیں (۱) سورۃ یٰسین قرآن پاک کا دل (۲) رات کا دل رات کا آخری حصہ (۳) بندہ مومن کا اپنا دل اور بعض بزرگوں نے مذکورہ دونوں سورتوں سے دس دس آیات آٹھ رکعتوں پر تقسیم کر کے پڑھتے ہیں اور باقی دو رکعتوں میں سورۃ الاخلاص کو تکرار کے ساتھ پڑھتے ہیں اور بعض بزرگ ہر رکعت میں ہمیشہ سورۃ الاخلاص کو تکرار کے ساتھ پڑھتے ہیں اور بعض پہلی رکعت میں گیارہ بار اور دوسری رکعت میں دس بار سورۃ الاخلاص کو پڑھتے ہیں اور بعض ہر رکعت میں ایک ایک بار کم کرتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ آخری رکعت میں دو مرتبہ پڑھتے ہیں حتیٰ کہ دس رکعتوں میں ۶۵ مرتبہ سورۃ الاخلاص ہو جاتی ہے۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۵ مرتبہ سورۃ الاخلاص کو نماز تہجد میں اس طرح پڑھتے ہیں کہ پہلی رکعت سترہ بار اور دوسری رکعت پندرہ بار تیسری رکعت تیرہ بار اور چوتھی رکعت گیارہ بار اس معمول کے مطابق پڑھتے تھے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ پڑھنے والا دو حال سے خالی نہیں ہوگا

اگر وہ قرآن پاک نہیں پڑھ سکتا تو سورۃ الاخلاص کو طاق طریقے کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھے کیونکہ اَللّٰهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو پسند کرتا ہے) اگر قاری ہے یعنی قرآن پاک پڑھنے والا ہے تو جہاں سے چاہے قرآن پاک پڑھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (جہاں سے تمہیں آسانی ہو وہاں سے قرآن پاک پڑھیں) جتنا زیادہ قرآن پاک پڑھے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ قرات کا لمبا کرنا یا چھوٹا کرنا یہ وہ وقت کی گنجائش کے مطابق اور دل کی خوشی و چاہت کے مطابق ہوتا ہے۔ وقت کا جو کچھ بھی تقاضا ہوتا ہے اسی کے مطابق کام ہوتا ہے حتیٰ کہ دو رکعت پڑھنے پر بھی اکتفا کرنے کی رخصت ہے۔

## نماز کے اداب اور کیفیت اور جماعت کی فضیلت کا بیان

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ نماز کے آداب اور خشوع و خضوع اور سنتوں کا لحاظ ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ادا کرے اور تکبیر تحریمہ کہنے کے دوران انگلیوں کے پورے دسرے قبلہ شریف کی طرف ہونے چاہئیں اور انگوٹھے کے سرے کو کانوں کے نرے تک لے جانا چاہئے اس کے علاوہ کسی دوسرے طریقے کو پس پشت ڈال دے اور تمام دنیا سے یکسو ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف توجہ مبذول کرے۔ اب بندہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا ہوگیا تو اب اللہ اکبر کہے اور ہاتھوں کو واپس نیچے لانے کے دوران اللہ تعالیٰ کی کبرائی و بڑائی کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز کی نفی کردے۔ اس معنی کی کوشش میں تمام قوۃ و طاقت کو بروئے کار لائے حتیٰ کہ اس کا کہنا و بولنا اس کے حال کے خلاف نہ ہو کیونکہ اس کی بڑھائی و کبریائی کی گواہی دے چکا ہے اب اگر غیر کی نفی نہیں کرے گا تو غیر کی کبرائی ثابت ہوگی یہ ٹھیک بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

(خبردار دین خالصۃ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے) حضرت ابوعمر زجاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا مَالَكَ تَتَغَيَّرُ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ الْاَوَّلِ فِي الْفَرَائِضِ فَقَالَ لِاَنِّيْ فَرِيْضَتِيْ بِخِلَافِ الصَّدْرِ فَمَنْ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِيْ قَلْبِهٖ شَيْءٌ اَكْبَرُ مِنْهُ اَوْقَدْ اَكْبَرُ شَيْئًا سِوَاهُ عَلٰى مُرُوْرِ الْاَوْقَاتِ فَقَدْ كَذَّبَ نَفْسَهٗ عَلٰى لِسَانِهٖ (کیا ہے تجھے کہ پہلی تکبیر کے وقت فرضوں کی ادائیگی میں متغیر ہوگیا ہے تو جواب دیا اس لئے کہ فرائض میرے سینے کے اعتبار سے مختلف تھے پس جو شخص اللہ اکبر کہے اور اس کے دل میں اکبر شے کوئی اور ہو یا اکبر شے اس کے سوا کوئی چیز ہو وقت کے تقاضے کے مطابق تو اس نے نفس کو اپنی زبان پر جھٹلایا ہے) اور اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ میں جو عبادت کروں گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے کہیں بلند وبالا ہے اس کی شایان شان نہیں اور ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے جتنا بھی ہوسکے قرات کو لمبا کرے اور نوافل میں لمبا کرے اور فرائض میں سنت کے مطابق اقتصار کرے اور اگر امام ہو تو قوم وافراد کی رعایت کرے اور کھڑا رہے اور نظر کو سجدے والی جگہ پر رکھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ضَعْ بَصَرَكَ بِمَوْضِعِ سُجُوْدِكَ (آنکھوں کو سجدے والی جگہ رکھیں) جب رکوع میں جائے تو نظر کو پاؤں کی پشت پر رکھے اور دونوں ہاتھوں سے زانوں وگھٹنوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے اور ہاتھ کی انگلیوں کو گھٹنوں پر کشادہ کرکے رکھے پشت کو برابر کرے اور سر کو پشت کے برابر کرے رکوع اور سجود کے اندر کم سے کم مقدار تسبیح کی تین عدد ہیں اگر زیادہ کرنا چاہے تو سات یا نو یا گیارہ بار پڑھیں طاق پڑھنا بہتر ہے خصوصی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اُعْطُوْا كُلَّ سُوْرَةٍ حَقَّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (ہر سورۃ کا رکوع اور سجود کے ساتھ حق ادا کرو یعنی جیسی سورۃ لمبی پڑھو ایسا ہی رکوع وسجود لمبا کرو) اور اگر تو امام ہے تو تین یا پانچ سے زیادہ رکوع وسجود کی تسبیح نہ پڑھ جب تو اس طرح نماز پڑھے اور پڑھائے گا تو نماز کے اندر خشوع وخضوع

کرنے والا بندہ شمار ہوگا تو خشوع کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (فلاح و مراد یافتہ ہیں وہ مومنین جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا فلاح دو قسم کی ہے ایک فلاح دنیا کے اندر معیشت کے اعتبار سے جو بندہ کو وہم و غم لاحق ہوتا ہے اس سے نجات کا ملنا فلاح ہے اور دوسری فلاح یہ ہے کہ بندہ کو قیامت کے دن آگ کے عذاب سے نجات ہو جائے اور نماز کے تمام ارکان میں دل و قلب کو حاضر رکھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد و زمانے کو ہم سے دور ہونے کی وجہ سے خواہشات و بدعت عام رواج پا چکی ہیں۔ اکثر اہل عالم و اہل جہان نماز جو کہ دینِ اسلام کا ستون و تھم ہے اس میں سستی کرتے ہیں اور جماعت میں شرکت کرنے سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں اور پہلی صف کی قدر و منزلت کو نہیں جانتے۔ مسجد کے آداب، جمعہ اور اذان کے لوازمات بجا نہیں لاتے اکثر کچے صوفی نماز کو عوام کے لئے اصلاح تصور کرتے ہیں اور خواص کو یعنی اپنی ذات کو اس سے مستثنٰی و مستغنی شمار کرتے ہیں اور نماز کی برکات سے محروم رہتے ہیں اور جو شخص نماز کی برکات سے محروم رہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص ایمان اور معرفت سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ لِکُلِّ شَیْءٍ صَفْوَۃٌ وَّ صَفْوَۃُ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ وَ صَفْوَۃُ الصَّلٰوۃِ التَّکْبِیْرُ الْاَوَّلُ۔ (ہر چیز کی صفائی ہوتی ہے اور ایمان کی صفائی نماز ہے اور نماز کی صفائی تکبیر اولیٰ ہوتی ہے حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا معمول بالکل اسی طرح کا تھا اکثر اوقات ایسی باتوں کی طرف ترغیب دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھ کر عمل پیرا ہونے کو کہا کرتے تھے اور ترک کرنے والے یعنی چھوڑنے والے کو ڈراتے تھے۔

# نمازِ اِستخارہ کی کیفیت وطریقہ

حضرت کا معمول یہ تھا کہ اِستخارہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے سفر میں یا حضر میں اِستخارہ کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے آپ فرماتے تھے سالک کو چاہئے کہ جو کام بھی کرے اِستخارہ کے بغیر ہرگز نہ کرے اگر دو رکعت نماز پڑھنے کی فرصت و وقت نہ ہو تو صرف دعا پر اکتفاء کرے کہ ہر قسم خیر سامنے آجائے گی۔ اِستخارہ کے لئے خواب دیکھنا اور سونا کوئی مسنون طریقہ نہیں ہے مشائخ کرام نے دل کی توجہ اور اپنے اطمینان کے حصول کے لئے اس بات کو زیادہ کیا ہے اگر دل اس کام کی طرف توجہ کرے تو اس کام کو شروع کردے اگر دل رغبت نہ کرے تو اس کام کو چھوڑ دے نہ کرے مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت اِستخارہ کی نیت سے پڑھے اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الکفرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اِستخارہ والی دعا پڑھے اور وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ اس کے بعد کام شروع کردے۔

صاحب سفر السعادت فرماتے ہیں جاہلوں کی عادت یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے یا کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو استقسام بازلام کرتے تھے یعنی تیروں کے ساتھ فال نکالتے تھے کہ یہ کام اچھا ہے یا کہ اچھا نہیں ہے۔ مرغ کے ساتھ اور پرندوں وغیرہ کے ساتھ کام کرنے اور نہ کرنے کا فال نکالتے تھے اور یہ اہل کفر وشرک کا طریقہ تھا اور مسلمان ان طریقوں کو اختیار کرتے تھے اور حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے ان امور کو اور خواری و ذلت دینے والا، عبادت کے لائق، توکل کے قابل، ہدایت وفلاح دینے والا اور تمام خیراتوں و بہتریوں کا مالک اور اس کے علاوہ دیگر معاملات وغیرہ سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد وحوالے کیا ہے کہ وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ مسند امام احمد میں سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے حوالے سے نقل ہے بنی آدم کی سعادت و نیک بختی اِستخارہ کر لینے میں ہے کہ اِستخارہ میں حق تعالیٰ سے حق وصحیح چیز حاصل کرنا اور حق تعالیٰ کی رضا وفیصلے پر راضی ہونا ہے اور اِستخارہ نہ کرنے میں بنی آدم کے لئے شقاوت و بدبختی ہے کہ اس کے نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناخوش ہونا ہے اور تیر کے ساتھ قرعہ نکالنے کو استقسام بازلام کہتے ہیں اور اس کا طریقہ جاہلیت کے دوروزمانے میں یوں تھا کہ جب کوئی شخص کوئی نیا کام کرنے کا ارادہ کرتا تو تین عدد تیر لے آتا ایک کے اوپر اِفْعَلْ اور دوسرے کے اوپر لَاتَفْعَلْ اور تیسرے کے اوپر لَاشَیْءَ لکھ دیتا ہے یا تیسرے کو خالی چھوڑ دیتا ہے اور ان تینوں کو کسی برتن میں ڈال دیتا ہے پھر ان میں سے کسی ایک کو جو بھی ہاتھ میں آجائے باہر نکال لیتا ہے اگر اس پر افعل لکھا ہوا ہو تو اس کام کو کرنا شروع کر دیتا ہے اگر اس تیر پر لاتفعل لکھا ہوا ہو تو اس کام کو نہیں کرتے تھے اگر خالی ولا شیء والا نکل آتا تو اسے پھر واپس برتن میں ڈال دیتا حتیٰ کہ یا اِفْعَلْ آتا یا لَاتَفْعَلْ آتا۔ زجر طیر اور عافیہ یہ پرندوں کو ہانکنا چلانا ہوتا ہے وہ یوں کہ جب کسی نے کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو پرندوں کو اڑاتے ہیں اگر پرندہ دائیں ہاتھ کے اوپر سے اڑے تو اس کام کو کرتے ہیں اگر پرندہ بائیں ہاتھ کے اوپر سے اڑے تو اس کام کو نہیں کرتے یہ فال وغیرہ نکالنا اور پرندوں کو اڑانا جاہلیت کی عادت کو اپنایا ہوا تھا اور نیکی کے کام میں اکثر فال نکالتے تھے اور برائی کے کام میں پرندہ اڑایا کرتے تھے لیکن نیک فالی کو پکڑنا جائز ومسنون ہے جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے ہے کہ

کان رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَفَأَّلُ وَلَا یَتَطَیَّرُ (آپ فال پکڑتے تھے اور پرندے نہیں اڑاتے تھے) حدیث شریف میں آیا ہے دو رکعت نماز نفل پڑھو اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ سنت راتبہ ہے اگر یہ دو رکعت پڑھ لی ہیں تو یہی اِستخارہ کے قائم مقام ہو جائیں گی یہ ضروری نہیں کہ دو رکعت مستقل طور پر مزید پڑھے اگر دو رکعت مزید پڑھ لیتا ہے تو یہ افضل و اعلیٰ امر ہے۔ اِستخارہ والی دو رکعتوں میں جہاں سے چاہے قرآن پاک پڑھے کوئی حرج نہیں لیکن ماثورہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھے اور دوسری رکعت قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے اور سفر السعادت کے مصنف نے لکھا ہے کہ بندہ ایک وقت معین کرلے اور اس میں روزانہ دو رکعت نماز اِستخارہ پڑھے اس کے بعد دعا پڑھے وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا جَمِیْعَ مَا اَتَحَرَّکُ فِیْہِ فِیْ یَحقِّیْ وَفِیْ حَقِّ غَیْرِیْ وَجَمِیْعِ مَا یَتَحَرَّکُ فِیْہِ غَیْرِیْ فِیْ حَقِّیْ وَفِیْ حَقِّ اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنِیْ مِنْ سَاعَاتِیْ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثْلِھَا مِنَ الْغَدِ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ فَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ مَا اَتَحَرَّکُ فِیْہِ فِیْ حَقِّیْ وَفِیْ حَقِّ غَیْرِیْ وَجَمِیْعَ مَا یَتَحَرَّکُ فِیْہِ غَیْرِیْ فِیْ حَقِّیْ وَفِیْ حَقِّ اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنِیْ مِنْ سَاعَتِیْ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثْلِھَا مِنَ الْغَدِ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاَصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاَصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ اس قسم کے استخارے کا ذکر حدیث شریف میں نہیں ہے لیکن اس پر عمل کرنا حدیث کے مطابق اور اتباع سنت کے مناسب ہے۔ فائدہ اور توجہ۔ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ بندہ کو ساری عمر دن رات کی تخصیص کے بغیر ہر روز خیر کے حصول کے

لئے اِستخارہ کرے اس بات میں کوئی شک نہیں مخصوص دن و یوم کے لئے اِستخارہ کرنا سنت کے زیادہ قریب ہے لیکن عمر ساری ایک روز کے مانند ہے بلکہ ساری دنیا ایک روز کے برابر ہے واللہ اعلم۔ حضرت کا معمول یوں ہے کہ آپ ہر روز اشراق کے وقت دو رکعت نماز اِستخارہ ادا کرتے تھے اس کے بعد دعائے مذکورہ کیفیت مذکورہ کے مطابق پڑھتے تھے۔

## اِستخارہ کا دوسرا طریقہ

مترجم بونی حضرت بوعلی توری اور انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ اپنے اچھے اور برے کام سے آگاہ ہو تو اسے چاہئے کہ سونے سے پہلے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد چھ رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الشمس کو ۷ مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اللیل ۷ مرتبہ پڑھے اور تیسری رکعت میں سورۃ الضحیٰ ۷ مرتبہ پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورۃ الم نشرح ۷ مرتبہ پڑھے اور پانچویں رکعت سورۃ والتین اور چھٹی رکعت میں سورۃ القدر ۷ مرتبہ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درودوں کے موتی نچھاور کرے اس کے بعد دعا پڑھے وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ رَبَّ اِسْحَاقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ یَا رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَ رَبَّ مِیْکَائِیْلَ وَ رَبَّ اِسْرَافِیْلَ وَ رَبَّ عِزْرَائِیْلَ وَ یَا رَبَّ مُنَزِّلَ الصُّحُفِ وَ مُنَزِّلُ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزُّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ مِنْ اَمْرِیْ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اور اس اِستخارہ کو مسلسل ۷ دن کرے اور حضرت کے بعض احباب کا یہی معمول تھا اور اس فقیر کو بسند صحیح یہ اجازت اس طرح ملی ہے کہ پہلے تین مرتبہ درود پاک پھر سات یا تین مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھے پھر دورد پاک پڑھے اس کے بعد سونے کے لئے چلا جائے لیٹنے کے بعد پہلے تین مرتبہ درود

شریف پڑھے اس کے بعد یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ ۲۵ مرتبہ پڑھے اس کے بعد پھر درود شریف تین مرتبہ پڑھے اس کے بعد سو جائے انشاء اللہ اپنے مطلوب و مقصود کو خواب میں دیکھے گا۔ عالی مرتبت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے رسالہ قول جمیل میں فرماتے ہیں ہر وہ جو چاہتا ہے کہ اپنے مقصد کو خواب میں دیکھے تو اسے چاہئے پاک و صاف ستھرا ہو کر وضو کرے عمدہ و پاکیزہ لباس پہنے قبلہ و کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے دائیں ہاتھ و پہلو کے بل لیٹ جائے اور لیٹنے کے بعد ۷ مرتبہ سورۃ الشمس اور ۷ مرتبہ سورۃ اللیل اور ۷ مرتبہ سورۃ الاخلاص ایک روایت کے مطابق سورۃ الاخلاص کی جگہ سورۃ والتین ۷ مرتبہ پڑھے اس کے بعد دعا پڑھے وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اسْتَدِلُّ بِہٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ اگر پہلی ہی رات کچھ دیکھ لے تو ٹھیک ہے ورنہ ۷ دن تک مسلسل کرتا رہے انشاء اللہ سات دن کے اندر ضرور مقصد کو پہنچے گا دوستوں کی ایک جماعت نے تجربہ کیا ہے کامیاب رہے ہیں یاد رہے کہ اس طریقہ میں نماز نہیں پڑھی گئی اگر دو رکعت پڑھ کر کریں تو عین سنت کے مطابق ہوگا لیکن حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مبارک ساری عمر حدیث شریف میں جو اِستخارہ آیا اس پر کیا ہے جس کا بیان اس سے قبل گزر چکا ہے۔

## نماز تسبیح پڑھنے کی کیفیت و طریقہ کا بیان

حضرت کا معمول یوں ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ صلوۃ و تسبیح پڑھوں تو حدیث شریف کی روشنی میں اس کی کیفیت یہ ہے کہ رکوع سے پہلے اور قیام کی حالت میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (۱۵) بار پڑھے اس کے بعد رکوع اور سجود قومہ اور جلسہ میں اور دونوں سجدوں کے بعد دس دس بار پڑھے چنانچہ ہر رکعت میں (۷۵) بار ہو گیا اور چار رکعتوں میں یہ

تسبیح تین سو مرتبہ ہو جائے گی اور اس نماز کی فضیت حدیث شریف میں اس طرح آئی ہے کہ جو بندہ اس نماز کو ادا کرتا ہے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر ہمت و توفیق ہو تو روزانہ اس نماز کو پڑھے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھے اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو ہر ماہ میں ایک مرتبہ پڑھے اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ پڑھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لے۔

## نماز جمعہ پڑھنے کی کیفیت کا بیان

حضرت کا معمول یوں ہے کہ جمعہ کے دن عمدہ و نفیس لباس و پوشاک پہنتے ہیں اور خوشبو استعمال کرتے ہیں اور ڈاڑھی میں کنگھی کرتے ہیں اور آنکھوں میں سرمہ ڈالتے ہیں اور پہلے وقت میں نماز ادا کرتے ہیں۔ خطبہ مختصر پڑھتے ہیں جماعت کو لمبا کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں خطبہ کو کم پڑھنا اور نماز کو لمبا کرنا فقاہت کی علامت ہے اور جمعہ کے بعد سنت دو عدد پڑھتے تھے پھر چار عدد پڑھتے تھے اور ظہر سے قبل جس طرح سنت پڑھتے اسی طرح جمعہ سے قبل بھی چار سنت ادا کرتے تھے اور دعا کے بعد ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے کہا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور چار یاروں کے لئے فاتحہ پڑھو اور تمام احباب آپ کی اتباع میں فاتحہ خوانی کرتے تھے اور اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتے تھے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اس کے بعد مراقبہ میں مشغول ہو جانا اور باقی تمام احباب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتے اور آپ ان احباب کو توجہ فرماتے اس کے بعد آپ گھر تشریف لے جاتے تھے۔

## ذکر طریق کیفیت خطبہ اولی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ خَیْرُ الْوَرٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا خُضْرَۃٌ
وَّخُلْوَۃٌ وَّاَرنِیْ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا
اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وگاہ باین عبارت میخوانداند اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقْنَا
فَسَوّٰنَا وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا فَهَدَانَا وَاَنْعَمْنَا وَاَعْطٰنَا وَالَّذِیْ اَطْعَمَنَا
وَاَسْقٰنَا وَالَّذِیْ یُمِیْتُنَا وَیُحْیِیْنَا وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاُوْصِیْکُمْ عِبَادَ
اللّٰہِ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ وگاہ
این عبارت نیز بران مے افزودند وَ دَوَامُ ذِکْرِ اللّٰہِ وَالشُّکْرُ عَلٰی
نِعْمَآءِ اللّٰہِ وَالصَّبْرُ عَلٰی بَلَاءِ اللّٰہِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاذْکُرُوْنِیْ
اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ۔ وَاعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا
وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اِنَّهٗ جَوَّادٌ
کَرِیْمٌ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

## ذکر طریق کیفیت خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّ
اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ
عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ
وَاَحْفَادِهٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ اَبِیْ

بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ وَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ وَعُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَالْحَسَنَیْنِ وَ عَلٰی سَیِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ وَعَلٰی عَمَّیْهِ الْکَرِیْمَیْنِ وَعَلٰی کُلِّ مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ بِصُحْبَةِ نَبِیِّهِمْ بِالْاِیْمَانِ وَتَابِعُهُمْ بِالْاِحْسَانِ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وگاہ باین عبارد میخواندند اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰوتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ خُصُوْصًا عَلٰی خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَبْنَآئِهٖ وَبَنَاتِهٖ خُصُوْصًا عَلٰی سِبْطَیْهِ الشَّرِیْفَیْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَعَلٰی اُمِّهِمَا سَیِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ وَعَلٰی عَمَّیْهِ الْکَرِیْمَیْنِ الْحَضْرَةَ وَالْعَبَّاسِ رِضْوَانَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّهٗ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

## دونوں عیدیں پڑھنے کا طریقہ و بیان۔

آپ کا معمول یوں ہے کہ نماز عید کے لئے وہی شرائط وآداب ہیں جو کہ جمعہ شریف کے لئے ہیں لیکن رمضان شریف کی عید پڑھنے سے پہلے چند کھجور تناول فرمایا کرتے تھے جس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوتا تھا اسے صدقہ فطر دے دیتے تھے اور عید بقر کا معمول یوں تھا کہ عید پڑھنے کے بعد کچھ کھایا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ نماز کے بعد اور خطبہ سے پہلے لوگوں کی کثرت وازدحام کی وجہ سے مصلی و محراب سے جلدی باہر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ عید کا خطبہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن اس کا سننا واجب ہے ہاں اگر عیدین کی نمازیں خود پڑھائیں تو

مکمل طور پر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور جس طرح کے اس کے احکام ہیں انہیں بیان کیا کرتے تھے عید میں بعینہٖ جمعہ والا خطبہ پڑھتے تھے اور عیدالفطر میں کچھ عبارت زیادہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے اے مسلمانوں صدقہ فطر ہر اس شخص پر واجب ہے جو مالدار و تونگر ہو آزاد اور مسلمان ہو اور نصاب کا مالک بھی ہو یعنی دوسو درہم کا مالک ہو جو کہ ایک درہم کا وزن ۱۱ ماشے ہو اس وقت جو سکہ رائج ہے اس کے ۵۶ روپے بنتے ہیں اور یہ سکے خالص چاندی کے ہوتے ہیں (پاکستان میں اب چاندی کے سکے نہیں چلتے لہٰذا دوسو درہم کی جتنی چاندی بنتی ہے اس چاندی کی قیمت کا اعتبار کر کے جتنی رقم بنے گی اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا) یا دیگر مال و اسباب جو کہ اپنی ضروریات زندگی سے زائد ہو جیسا کہ (گھر کو سجانے کے لئے کراکری، ٹی وی، وی سی آر اور دیگر زیب و زینت کی اشیاء وغیرہ جب دوسو درہم کی قیمت وغیرہ کو پہنچ جائیں گی) تب بھی مسلمان اور آزاد مرد و زن پر صدقہ فطر دینا واجب ہو جاتا ہے اپنی ذات کی طرف سے اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے دینا لازم ہوتا ہے اگر بڑی اولاد اور دوسرے افراد کی طرف سے نہ دے تو گناہ گار نہیں اگر دے دے تو ادا ہو جائے گا ہر فرد کی طرف سے نصف صاع گندم یا ایک صاع جو چاول دال وغیرہ دینا ہوتا ہے ہمارے ملک پاکستان میں جو اوزان اس وقت رائج ہیں بالاحتیاط سوا دو کلو گندم اور ساڑھے چار کلو دیگر اجناس دینا لازم و واجب ہوں گی اور صدقہ فطر چاند رات کو غروب آفتاب کے بعد واجب ہو جاتا ہے اور مستحب معاملہ یہ ہے کہ عید کی نماز کی ادائیگی کے لئے جانے سے پہلے ادا کرے اگر عید کے بعد ادا کرتا ہے تب بھی ادا ہو جائے گا اور عیدالفطر کی رات عید پڑھنے سے پہلے دوران آمد و رفت گھر وغیرہ سے باہر راستے میں تکبیرات پڑھنا مستحب ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (اور تم گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑھائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی

اورتم شکر گزاروں میں سے ہو) اور نماز عید البقر کے احکام بھی اسی نوعیت کے بیان کرتے ہیں۔

## نماز تراویح پڑھنے کا طریقہ و بیان

اس نماز میں آپ کا معمول یوں تھا (۳۰) پارے قرآن پاک کو پورے رمضان میں سنا کرتے تھے تا کہ کوئی رات بھی انوار و برکات کے حصول کے بغیر نہ گزرے اگر کسی اتفاق کی وجہ سے قرآن کی سماعت نہ کر سکیں تو تراویح کو ہر قیمت پر ادا کیا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے قرآن پاک کے نہ سنے جانے کی بناء پر تراویح کی سنیت ختم نہیں ہوتی قرآن پاک کا ختم علیحدہ سنت ہے اور تراویح و قیام اللیل الگ سنت ہے ایک سنت کے رہ جانے سے دوسری سنت ختم نہیں ہوتی۔ فرائض اور وتر کی جماعت خود کروایا کرتے تھے لیکن تراویح میں قاری صاحب سے قرآن پاک سنا کرتے تھے پہلی چار رکعتوں کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ ایک سو مرتبہ پڑھا کرتے تھے دوسری چار رکعتوں کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایک سو مرتبہ اور تیسری چار رکعتوں کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ ایک سو مرتبہ اور چوتھی چار رکعتوں کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک سو مرتبہ اور پانچویں چار رکعتوں کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک سو مرتبہ پڑھا کرتے تھے ہر تسبیح شروع میں پہلی مرتبہ بلندی آواز سے پڑھا کرتے تھے باقی تمام احباب آپ کی اتباع کرتے تھے اور ہر تسبیح کے بعد دعائے ماثورہ ہاتھ اوپر اٹھا کر پڑھا کرتے تھے یعنی دعا مانگتے تھے پہلی چار رکعتوں کی تسبیح کے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار اور دوسری چار رکعتوں کی تسبیح کے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اور تیسری چار رکعتوں کی تسبیح کے بعد اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ اور چوتھی چار رکعتوں کی تسبیح کے بعد اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا

وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اور پانچویں چار رکعتوں کی تسبیح کے بعد اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ پڑھتے تھے اس کے بعد صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ کہتے اور ہاتھوں کو منہ پر ملتے تھے اور وتروں کی نماز کے بعد بلند آواز سے کہتے تھے کہ دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ استغفار پڑھو اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر تمام کلمات کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالیہ میں ہدیہ پیش کرتے تھے اس کے بعد آپ اور آپ کے ساتھی مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے اور احباب کو توجہ دیا کرتے تھے اور فرماتے کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ ہے کہ ہر چار رکعت تراویح کے بعد احباب کو توجہ کرتے تھے تسبیح نہیں پڑھتے تھے چنانچہ تمام کی تمام رات تراویح اور مراقبہ میں گزارتے تھے اپنے آپ کو رحمت سے معمور و منور کرتے تھے لیکن فقیر انتہائی کمزور و ناتواں ہونے کی وجہ سے مذکورہ بالا تسبیحات پر قناعت کرتا ہے اور مشائخ کے معمولات سے محروم ہے دوست احباب و متعلقین کو اگر اللہ تبارک تعالیٰ توفیق دے تو ضرور عمل پیرا ہونا چاہیے کہ یہ نورٌ علیٰ نور ہے اس کتاب کو تحریر کرنے والا فقیر کہتا ہے کہ تراویح کے اندر قرآن پاک سننے سے انوار و برکات کا ورود و نزول بہت زیادہ ہوتا ہے بالخصوص حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جو برکات کا نزول ہوتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کسی دوسری جگہ بہت کم دیکھا چنانچہ رمضان شریف کی ایک رات میں حضرت کی خانقاہ میں حاضر ہوا قرآن پاک سننے میں مشغول ہوا تو اچانک میں کشف میں دیکھنے لگا کہ قرآن پاک کا ہر کلمہ جو کہ قاری کی زبان سے نکلتا ہے اور اوپر ہوا کے میدان میں جاتا ہے اور ایک نورانی شکل اختیار کر کے آسمانوں کے اوپر چلا جاتا ہے جب میں آپ کی مجلس مبارک میں حاضر ہوا تو اس نوعیت کو بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا یہ صحیح کشف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (پاکیزہ کلمات اسی کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں) اور انصاف

اسی معنی پر گواہی دیتا ہے باطنی طور پر اِستفادہ کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر ایک مرتبہ حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں قرآن سننے کی غرض سے حاضر ہوا تو مجھے بھی ایسا ہی اتفاق ہوا کلام الٰہی کا ہر حرف جو کہ قاری صاحب کی زبان سے نکلتا ہوا کے میدان میں چلا جاتا سونے کی شکل اختیار کر کے آسمان کے اوپر چلا جاتا جب میں نے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کیا یہی مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ صحیح دیکھا ہے عین واقع کے مطابق ہے کتاب تحریر کرنے والا فقیر کہتا ہے کہ کئی مکشوفات حضرت کی بارگاہ میں عرض کئے ہیں تو آپ نے انہیں قبول فرمایا یعنی تصدیق کی ہے اور فرمایا جو کچھ تو نے دیکھا درست و صحیح دیکھا ہے۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ ایک دن فقیر نے آپ کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا کہ قوت و طاقت اور نسبت کا ظہور جو حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت خواجہ قطب الدین کے مزار شریف سے ہوتا ہے وہ کسی دوسرے مزار سے ظاہر نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے فقیر کی دید کے مطابق ہے۔

## رمضان المبارک کے روزے کی کیفیت اور اس کی فضیلت کا بیان

آپ کا معمول مبارک یوں ہے کہ باوجود کمزوری اور بڑھاپے کے آپ ۸۰ سال سے اوپر تھے رمضان المبارک کا روزہ رکھتے تھے اور سحری نہیں کھاتے تھے۔ اتباع سنت کے پیش نظر کبھی کبھی آپ مشروب استعمال کرتے تھے۔ سحری کے وقت کھانا بدن کی تقویت کے لئے سنت ہے اور باطن کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے نہ کہ صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا ہے حالانکہ علماء کرام نے روزہ نہ رکھنے کو جائز قرار دیا تھا لیکن عزیمت کے پیش نظر آپ نے روزہ ترک نہیں کیا اور ماہ محرم میں عاشورہ اور نویں ذی الحجہ کا روزہ بھی آپ رکھتے تھے اور اس کے ثواب کو بیان کرتے تھے کہ یہ روزے رکھنا یوں ہے جیسا کہ وہ ساری عمر روزے رکھ رہا ہے اور عید کے بعد کے چھ روزے بھی رکھتے تھے اور ہر ماہ کے تین روزے بھی

رکھتے تھے اور وہ مذکورہ بالا حکم رکھتے ہیں۔ شعبان کے شروع میں ماہ رمضان المبارک کی فضیلت بیان کرنا شروع کر دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ان دونوں مہینوں کے درمیان کشفی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بسیط یعنی بچھا ہوا نور صبح کی سفیدی کی مانند جہاں کے کناروں پر نمودار ہوا اور اس نور نے مشرق سے مغرب تک جہان کو اپنے انوار و برکات میں گھیر لیا اس کے بعد رمضان المبارک کا چاند نمودار ہوتا ہے اور ہر روز یہ انوار و برکات زیادہ سے زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ چاند کو دیکھنے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا زمانے کا سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوا اور اس کی روشنی و انوار و برکات سے تمام جہان کو اس طرح منور کر دیا کہ آفتاب کی روشنی اپنی کمال نورانیت کے ساتھ اس طرح سے جس طرح کہ چراغ کا روشنی کے سامنے سایہ ہی ختم ہو جاتا ہے بلکہ اتنی تیز نورانیت ہوتی ہے کہ دن اور رات کا کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا اور معاملہ ہر روز زیادہ سے زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ وَلِلّٰہِ دُرُّ مَنْ قَالَ فِیْ مَدْحِہٖ

شعر

زہی ماہ رمضان و ایام او

کہ چوں صبح عید است ہر شام او

کتنا اچھا ہے ماہ رمضان اور اس کے دن و ایام کہ اس کی ہر شام عید کی صبح کی طرح ہے۔

اور جب ماہ شوال کا چاند طلوع ہوتا ہے تو یہ جہان تاریک و اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے اس ماہ رمضان میں جو فیوض و برکات طالبوں پر وارد ہوتے ہیں وہ احاطہ بیان سے بالاتر ہیں اس ماہ میں باطن اس طرح ہوتا ہے جس طرح صاف شیشہ و آئینہ ہوتا ہے یا اس کپڑے کی مانند ہوتا ہے جو کہ دھوبی نے دھویا ہوا ہوتا ہے یہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے اس ماہ کے علاوہ ہزاروں سال بندہ اگر عبادت و

ریاضت میں مشغول رہے تو وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو اس ماہ میں بغیر محنت و مشقت کے تھوڑی سی فرصت میں حاصل ہو جاتی ہے اسی مقام کی مناسبت سے فرمایا گیا کہ اس ماہ کی خیر و برکت ایک سال کی خیر' برکت کے برابر ہے جو اس ایک ماہ کی خیر و برکت سے محروم رہا گویا کہ وہ تمام سال کی خیر و برکت سے محروم رہا کیونکہ اس ایک ماہ کی خیر و برکتیں سال کی خیر و برکتوں سے کہیں زیادہ ہیں اسی لئے کہا گیا کہ اس ماہ کے نوافل فرضوں کی طرح ہیں اور اس ماہ کا ایک فرض ۷۰ فرضوں کے برابر ہے اور لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے) یہ فضیلت مذکورہ بالا فضیلت سے الگ ہے اس کے علاوہ روزے کے فضائل و برکات بے حساب و کتاب ہیں چنانچہ حضرت عزیز الدین قدس سرہ فرماتے ہیں روزہ رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ روحانیوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اور نفس امارہ کے اوپر قہر و جبر کرنا ہوتا ہے اور خصوصیت یہ ہے کہ حدیث قدسی میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ (روزہ میرے لئے ہے اس کی جزاء میں دینے والا ہوں) یا اَنَا اَجْزٰى بِهٖ (یا میں اس کی جزا ہوں) اور روزے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (بے شک صبر کرنے والوں کے لئے اجر و ثواب بہت زیادہ و بے حساب و کتاب ہے) اور روزہ رکھنے سے شیطان کے راستے کو اپنے کنٹرول میں رکھنا ہے اور ایک ڈھال کو حاصل کرنا ہے جیسا کہ ارشاد ہے اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ (آگ سے بچنے کے لئے روزہ ڈھال ہے) اور بھوکوں کے حال کو معلوم کرنا ہوتا ہے اور انہیں خوشی و شادمانی پہنچانا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ اَفْطَارِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ (روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کرنے کے وقت اور دوسری اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے وقت) اور یہ نعمت بغیر روزہ کے حاصل نہیں ہو سکتی اور طریقت کے ساتھی ماہ رمضان

میں ہر طرف سے قافلہ در قافلہ حضرت کی بارگاہ میں حاضری کے لئے تشریف لاتے ہیں جس طرح کہ حاجی ہر طرف سے قافلوں کی شکل میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہر طرف سے خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہیں تا کہ حضرت کے واسطہ و وسیلہ سے ماہ رمضان کی برکتوں میں شامل ہو جائیں اور آپ کی برکت سے فیوض و برکات کے انمول موتی حاصل ہو جائیں اور قرآن پاک کے سن نے اور قیام اللیل کی وجہ سے بہت سا حصہ وصول کر لیتے ہیں اور اپنے موجودہ مقامات سے بلند مقامات تک پہنچ جاتے ہیں اور بلند و بالا و اعلیٰ بشارتوں سے مشرف ہوتے ہیں اور ہر وہ شخص جسے منصب خلافت کے لائق سمجھتے تھے اسے خلافت اور خلعت اجازت سے سرفراز فرمایا کرتے تھے اور رخصت عنایت کر دیتے تھے خلاصہ یہ کہ حضرت کی خانقاہ شریف میں طالبوں کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کے مشرب والوں کا اجتماع اس بات کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہا تھا اس ماہ میں اس جگہ پر ان کا ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر ہوتی ہے اور خانقاہ عالیہ میں حضرت کا معمول یہ تھا کہ اس ماہ کے آنے سے قبل آپ سفید کپڑوں کے تاج والے خلعت و جوڑے تیار کروایا کرتے تھے جو شخص اس چیز کے قابل ہوتا تھا اسے وہ تاج والا جوڑا عنایت کرتے تھے۔

## توحید شہودی و وجودی کے بارے میں اعتقادی مسئلہ کی نوعیت و کیفیت

حضرت مولانا غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ کلمات الحق میں آپ نے ایک اشارہ دیا ہے جو کہ بشارت سے پر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسئلہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود مسائل دینیہ اور عقائد ضروریہ کے جن پر ایمان اور اسلام کی بنیاد رکھی ہو ان میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں مسئلے حادث قدیم کے ربط کی کیفیت

کے ساتھ متعلق ہیں اور کتاب وسنت کی ظاہری شکل وصورت میں جو کچھ ثابت ہے وہ صرف اتنا ہی ہے کہ یہ جہان مکمل طور پر حادث اور مصنوع ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم' صانع ہے لیکن صانع اور مصنوع دونوں کے درمیان علاقہ ونسبت عینیت والا ہے یا محض غیریت والا ہے شریعت کی زبان اس بارے میں خاموش ہے لیکن شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مبارک سے ان دونوں مسئلوں کے اِشارات و رموز کے طریقے پر استنباط کیا ہے لیکن اس شان وشوکت ومبدے سے ثابت نہیں ہے کہ دینی اور مسائل ضروریہ سے انہیں شمار کیا جائے پس یہ جو کچھ بھی ہے اولیاء کرام کے مکشوفات ہی ہیں بعض کو سلوک وسیر کی منازل طے کرنے کے دوران وحدۃ الوجود کے اعتبار سے کشف ہوا ہے اور بعض کو وحدت الشہود کے طور پر کشف ہوا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی اتباع کرنے والے قدیم صوفیائے کرام جو کہ اہل صحو و افاقت و ہوش ہوئے ہیں صریحاً واضح طور پر ان دونوں مسئلوں کے پایہ ثبوت تک نہ پہنچے مگر شیخ اکبر اور ان کے ساتھیوں اور اتباع کرنے والوں نے توحید وجودی کو تلمیحاً یعنی ہلکی وتیز نگاہ سے اجاگر کیا ہے اور کتب ورسائل ان مسائل کی تحقیق کے بارے میں تدوین کیۓ ہیں اور اس زمانے میں ان باتوں کا رواج یہاں تک آ پہنچا ہے کہ بے عقلوں کی ایک جماعت صوفیاء کے لباس میں ظاہر ہوئی صرف اس مسئلہ کے اعتقاد میں دین کے کمال کا انکار کرتے ہیں اور شرع شریف کی ظاہری صورت کو نظر انداز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ظاہری رسومات ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرع کی اتباع کرنا بہت بڑا واعظم کمال ہے اور ہمیشہ کی کامیابی کی سعادت آپ کی اتباع کے ساتھ وابستہ ہے۔ قَالَ بَعْضُ الْعُرَفَآءِ السَّعَادَۃُ کُلُّھَا فِی اِتِّبَاعِ الشَّرْعِ ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّکُوْنَ سَعِیْدًا فِی الْاُوْلٰی وَالْعُقْبٰی فَلْیَلْزَ مَنَّ بَاطِنَہٗ بِالْحَقَائِقِ الْحَقَّۃِ وَظَاھِرَہٗ بِالتَّقْوٰی وَیَنْھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی وَلْیَکُنْ مُّخْلِصًا فِیْ اُمُوْرِہٖ بِمَوْلَاہٗ کَمَا یُحِبُّ

وَیَرْضَاہُ وَاِذَا کَانَ کَذٰلِكَ یُفْتَحُ لَهٗ مِنَ الْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّةِ الصَّحِیْحَةِ وَالْاَسْرَارِ الْخَفِیَّةِ مَا لَا یُعْرَفُ اِلَّا بِذَوْقِ انتھٰی۔ (بعض مشائخ وصوفیاء نے کہا ہے کہ سعادت و نیک بختی ظاہری و باطنی طور پر تمام کی تمام شریعت کی اتباع و تابعداری میں ہے ہر وہ شخص جو چاہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں نیک بخت ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے باطن کو حق کے حقائق کے ساتھ لازم پکڑے اور اپنے ظاہر کو تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ واسطہ کرے اور نفس کو خواہشات سے محفوظ رکھے اور اپنے امور و معاملات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کے ساتھ رکھے جس طرح وہ چاہتا ہے اسی طرح راضی ہونا چاہئے اور جب معاملہ اس طرح ہو جائے گا تو اس بندہ پر اللہ تعالیٰ کے معارف صحیحہ کھل جائیں گے اور اسرار خفیہ کا نزول بھی ہوگا جسے سوائے ذوق سلیم و روحانیت کے بغیر نہیں پہچانا جاسکتا) اور پہلی مرتبہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی سے توحید شہودی کا اظہار ہوا اور دوسری مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئی پس حق کے طالب کو چاہئے کہ اگر وہ کوشش کرے تو پیر کامل کی صحبت اختیار کرے جس کی ظاہری شکل وصورت قرآن وسنت کے مطابق ہوتی ہے تو اسے اپنے لئے اکیسر اعظم تصور کرے اور جو کچھ بھی اس پر اپنے فیض صحبت سے ظاہر کریں اسے اپنے لئے اختیار دیا ہوا سمجھے لیکن اس سے پہلے ازراہ حسن ظن اولیاء اللہ کو دونوں باتوں سے حق بات ظاہر کرنے کا وسیلہ خیال کرے اور اگر از کمال حسن ظن اپنے مشائخ کی طرف کسی مسئلے کی نسبت کر کے اختیار و پسند کریں تو اس میں کوئی باک نہیں لیکن دوسرے مشائخ پر طعن و تشنیع جائز نہیں کیونکہ ان دونوں مسئلوں میں سے جس کو جو چیز معلوم ہوگی وہی ظاہر کریں گے۔

مصرعہ

قلندر هرچه گوید دیده گوید

(قلندر جو کچھ بھی کہے گا دیکھا ہوا کہے گا)

پس انہوں نے جو کچھ دیکھا ہوا ہوتا ہے اس کے خلاف کہنے سے مجبور و معذور ہوتے ہیں نہ کہ وہ جو ظاہر ہوا ہے اس کے مقلد ہوتے ہیں۔

وہ چیز جو ظاہری طور پر شرع کے مخالف نہ ہو اور نہ ہی عقل سلیم کے ساتھ متصادم ہو تو ایسی چیز جائز ہوتی ہے اور جو مخالف ہوتا ہے وہ مسائل عقلیہ کو حق نہیں جانتا اس بناء پر اسے جلدی سے انکار کرنا معقول بات نہیں ہے توحید شہودی و وجودی دونوں اسی قبیلے سے ہیں کہ نہ تو شرع کے خلاف ہیں اور نہ ہی عقل سلیم کے مخالف ہیں اور بعض بزرگوں نے اپنے رسائل میں وحدت الوجود پر جو دلائل عقلی پیش کئے ہیں بعض نے انہیں بزبان قطعی شمار کیا ہے ہر وہ شخص جو معقولات میں دسترس رکھتا ہے اس پر واضح ہے کہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معقولات اس قابل نہیں کہ ان کے ساتھ کسی کو مخاطب کیا جائے تو وہ قطعیت کے مقام پر کہاں پہنچ سکتی ہے ان کی اصل و بنیاد کوئی نہیں ہے ان مسائل کی مثال و حال یہ ہے کہ نہ ان کا حال معتبر ہے اور نہ ان کی قال و بات کا اعتبار ہے ان کے بارے میں دلائل و براہین تلاش کرنا عمر اور وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ منہیہ نقد النصوص کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں مسئلہ توحید کی بحث کے دوران خواب کے اندر میں نے ایک کتاب کو دیکھا میری نظر اس کے حاشیہ پر پڑی تو اس پر توحید کے بارے میں تحریر تھا کہ توحید کے راز کو خصوصیات اور رسومات و عادات کے فناء ہونے کے بغیر نہیں پا سکتا (اس کے علاوہ) اس کے اندر غور و فکر کرنا عقل کے اعتبار سے محل خوف اور برا خاتمہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس آفت و پریشانی سے محفوظ و مامون فرمائے۔

حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خبر کی تلاش کرنے والے کو معلوم ہے کہ صرف ارباب توحید کے مقالات کو جمع و محفوظ کرنا اور ان کے تخیلاتی معانی پر اکتفاء کرنا اور انہیں مرتبہ کمال میں شمار کرنا انتہائی خسارا

اور آخری درجے کی محرومی ہے اسی مقام پر حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے صرف ان مسائل کی تقلید اور مسائل میں گفتگو کرنا اور کتب کی ورق گردانی سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ بعض احباب کو ضرر و نقصان پہنچتا ہے ان کتابوں کی تدریس سے فقیر کے نزدیک، قرآن، حدیث کی کتب میں مشغول ہونا بہت زیادہ بہتر ہے اور سلام و سلامتی ہو اس شخص پر جس نے راہ ہدایت کی اتباع کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کو اپنے اوپر لازم اختیار کیا ہے نیز حضرت مولانا عبدالباعث صاحب جو کہ فاضل ترین اور دلائل و مشرب کے اعتبار سے وحدت الوجودی ہیں اپنے والد صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ایک بہت وسیع مقام و میدان میں صوفیاء اور علماء کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن علماء کی جماعت آپ کے دائیں جانب تھی اور مشائخ و صوفیاء کی جماعت بائیں طرف تھی اور علماء کی جماعت کمال دلیری کے ساتھ صوفیاء کرام کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے شکایت کر رہے تھے کہ انہوں نے شریعت کے اندر بے رونقی پیدا کی ہے اور بدعت کو رواج دیا ہے اور وحدۃ الوجود کا دعویٰ بھی کیا ہے اہل جہان کو گمراہ کیا ہے اور صوفیاء پریشانی کے باعث سر نیچے کئے ہوئے تھے سانس نہیں لے رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقصیرات ظاہر ہونے کے باوجود کمالِ حیاء کی وجہ سے کچھ بھی ارشاد نہیں فرما رہے تھے اور علماء کرام نے جو کچھ کہا انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت حاصل ہونے کی توقع تھی اور دلائل حقانیت پر مبنی تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صوفیاء کرام کے عشق و محبت و الفت کے پیش نظر خاموش رہے مگر علماء کرام اور صوفیاء عظام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ تمام مخلوق سے بہترین شخصیت ہیں ان کے ظاہر و باطن کے وارث و امیدوار ہیں۔

# مواعظ ونصائح ضروریہ نافعہ کی کیفیت وطریقے کا بیان

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے ان مطالب کو مکمل طور پر اپنے ایک رسالہ میں نقل کیا ہے فقیر اس کے خلاصے کو اس جگہ درج کرتا ہے اے برادر و بھائی ناجنس و مخالف کی صحبت سے اجتناب و احتراز کر اور بدعتی کی مجالس سے پرہیزگاری اختیار کر اگر کوئی شیخی مارتا ہے یا اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور اس کا عمل و طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق نہیں ہے اور آپ کی روشن شریعت کے حلیہ سے روشن نہیں ہوتا تو تو اے بندے! بچ اس کی محبت سے بچ ایسے بندہ سے دور ہو بلکہ اس شہر سے چلا جا ہوسکتا ہے کچھ دن گزرنے کے بعد تو بھی اس کی طرف میلان و رغبت کرنا شروع کردے اور تیرے کارخانہ کے اندر خلل و خرابی پیدا ہو جائے تو اس کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے وہ پوشیدہ چور ہے دائمی شیطان سے باطنی اعتبار سے جتنی بھی اس سے خوارق عادت باتیں ظاہر ہوں اور دنیا سے ظاہری طور پر اسے لاتعلق پائے اس کے باوجود فَرَّمِنْ صُحْبَتِهٖ اَكْثَرَ مَا تِفِرُّمِنَ لْاَسَدِ (اس کی صحبت سے اس طرح بھاگ جس طرح شیر کی صحبت و مجلس سے بھاگتے ہیں۔) اپنے وقت کے سلطان و بادشاہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کو لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے آپ نے جواب دیا پرندے وگلہری ومولا وغیرہ بھی ہوا میں اڑتے ہیں لوگوں نے کہا فلاں شخص ایک شہر سے دوسرے شہر میں آناً فاناً جاتا ہے آپ نے جواب دیا شیطان ایک سانس کے اندر مشرق سے مغرب تک جاتا ہے لوگوں نے کہا فلاں شخص پانی پر چلتا ہے جواب دیا کہ تنکے وغیرہ بھی پانی پر چلتے ہیں ان باتوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں مرد و ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو مخلوق میں بیٹھا ہوا ہو اور احباب کی مدد کرے اگر عورت اسے خواہش کرے اور وہ لوگوں میں بیٹھا ہوا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے بالکل غافل نہ ہو اہل اللہ کے سردار ابوعلی رودباری سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کھیل کود کے ساز وغیرہ سنے تو اس کا کیا حکم ہے آپ نے جواب دیا کہ میرے لئے یہ سننا جائز و حلال ہے

اس لئے کہ میں اس مقام پر پہنچ چکا ہوں کہ یہ احوال جو میرے خلاف ہیں مجھ میں اثر نہیں کر سکتے اگر کوئی دوسرا استنا ہے تو وہ تحقیق کی روشنی میں جہنم میں جائے گا اور اگر بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی معافی و تدارک کے لئے فوری طور پر توبہ و استغفار کرے اگر گناہ پوشیدہ کیا ہے تو توبہ بھی پوشیدہ کرے اگر گناہ سر عام کیا ہے تو سر عام توبہ بھی کرنی ہوگی توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے ایک روایت ہے کہ کراماً کاتبین تین ساعت تک گناہ کو تحریر نہیں کرتے اس دوران اگر گناہ کرنے والا توبہ کرلے تو وہ گناہ کو نہیں لکھتے ورنہ اسے دیوان ورجسٹر میں لکھ دیتے ہیں اگر جلدی توبہ نہ کر سکے تو جب تک یہ معاملہ قیامت تک پہنچتا ہے اس وقت تک توبہ قبول ہوتی رہے گی انسان کو چاہئے کہ ورع وتقویٰ و پرہیز گاری کو اپنا شعار و علامت بنائے اور منہیات اور مشتبہات کی طرف نہ جائے اس راستے پر چلنے سے پہلے ہی رک جانا اور حکم کو تسلیم کر لینا یعنی عمل پیرا ہو جانا ترقی کا باعث و سودمند ہے حدیث شریف میں آیا ہے: اَلصَّلٰوۃُ خَلْفَ رَجُلٍ وَّرَعٍ مَقْبُوْلَۃٌ وَالْھَدِیَۃُ اِلٰی رَجُلٍ وَّرَعٍ مَقْبُوْلَۃٍ وَالْجُلُوْسُ مَعَ رَجُلٍ وَّرَعٍ مِّنَ الْعِبَادَۃِ وَالْمُذَکَرَاۃُ مَعَہٗ صَدَقَۃٌ (پرہیز گار آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا مقبولیت کی علامت ہے دیندار آدمی کو تحفہ بھیجنا قبولیت کا نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے اور اس کے ساتھ گفتگو کرنا صدقہ و خیرات کے مانند ہے) ہر بات جو دل میں آجائے اسے کرنے کی کوشش نہ کر نفس مردود کے فتویٰ پر نہ چل مردود امور میں دل کو مفتی کا درجہ دے کر فتویٰ پوچھ جو کہے وہ کر اگر کوئی بندہ مشتبہات میں مبتلا و گرفتار ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو سینہ یا دل کے اوپر رکھے اگر اطمینان و سکون پائے تو اس کام کو کرے اگر اضطراب و پریشانی ہو تو اس کام سے کنارہ کشی اختیار کرے تمام قسم کی طاعات و عبادات کا اہتمام کرے اور اپنے آپ کو کماحقہ ادائیگی کرنے میں تقصیر کا اظہار کرے اپنی اولاد اور اپنے لئے خورد و نوش کے لئے کاروبار کرے یعنی

تجارت وغیرہ کرے یا اس قسم کا کوئی اور کام کرے ایسا کرنا مستحسن امر ہے۔ سلف صالحین نے ایسے ہی کام کیا ہے اور احادیث شریف کے اندر کسب وکمائی کے بارے میں بہت فضیلت آئی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کرے تب بھی عمدہ ونفیس ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی بھی قسم کا طمع نہ رکھے اور کھانے پینے میں اعتدال سے کام لے نہ اتنا زیادہ کھائے کہ طاعت وعبادت کرنے میں سستی کا اظہار ہو اور بدمزگی پیدا ہو جائے اور اتنا کم بھی نہ کھائے جس سے ذکر وفکر کرنے کی بھی طاقت ختم ہو جائے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چرب وتر لقمہ کھاؤ اور خوب خدا کی یاد کرو خلاصہ یہ کہ کام کا دار ومدار طاعت پر ہے ہر وہ چیز جو طاعت و فرمانبرداری کے لئے ممد ومعاون ثابت ہو اسے کرنا مبارک ہے اگر طاعت و فرمانبرداری کے کارخانہ میں خلل وخرابی داخل ہو تو اسے کرنا ممنوع وناجائز ہے اور تمام قسم کے افعال واعمال وحرکات کے اندر نیت کی رعایت کرنی چاہئے۔ نیت کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا چاہیے کہ بغیر نیت کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور عزلت وگوشہ نشینی اور خاموشی کی طرف رغبت رکھنی چاہئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلْحِکْمَۃُ عَشْرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃٌ مِّنْھَا فِی الْعُزْلَۃِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الصَّمْتِ (حکمت دس اجزاء پر مشتمل ہے نو اجزاء گوشہ نشینی میں ہیں اور ایک جز خاموشی میں ہے) معاملات کے ساتھ ضرورت کے مطابق مشغول ہو اور باقی تمام اوقات مراقبہ میں مصروف رہے اور ذکر میں مگن رہے یہ کام کا وقت ہے اور صحبت ومجلس کا وقت بھی سامنے موجود ہے لیکن صحبت ومجلس اگر فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہو تو بہترین چیز ہے بلکہ لازم وضروری ہے اسی طرح جو اس راستے پر چلنے والے ایک دوسرے سے فانی ہو چکے ہوں ان کی ہم نشینی بھی عمدہ ونفیس ہے اور ان لوگوں کو باہم بے مقصد گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ نیز مستحسن ودرست بات یہی ہے کہ کسی وقت بھی عزلت وگوشہ نشینی سے بڑھ کر اپنے طریقے وراستے کے مخالف صحبت ومجلس اختیار

نہیں کرنی چاہئے اور ہر برے اور اچھے شخص سے کشادہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے
اس کا باطن اچھا ہو یا اس کا باطن اچھا نہ ہو اور ہر وہ بندہ جو عذر و معذرت کے ساتھ
تیرے سامنے پیش ہو اس کے عذر کو قبول کر لینا چاہئے اور بندہ کا خُلُق عمدہ ترین ہونا
چاہئے کسی پر اعتراض بھی نہیں کرنا چاہئے نرمی اور اچھائی کے ساتھ بات کرنی
چاہئے کسی کے ساتھ غصے اور سختی کے ساتھ پیش نہ آئے۔ ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے
لئے غصہ کر سکتا ہے گفتگو تھوڑی کرے یا زیادہ کرے اس سے ہنسنا نہیں چاہئے کیونکہ
اس قسم کے فعل سے دل مردہ ہو جاتا ہے اپنے تمام معالات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے
حوالے کرے۔ خدمت کرنے میں چستی سے کام کرے تاکہ امور کی تدبیر و سوچ وفکر
سے جلدی فارغ ہو اور جب تیرا دل ایک طرف متوجہ ہوگا تو تیرے تمام امور میں
تجھے کفایت کرے گا اپنے غلاموں و خادموں کو اپنے اوپر مہربان کرتا کہ تیرے
کاموں میں تیرا ہاتھ بٹائیں۔ مختصر یہ کہ اس کا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کا ہو ورنہ کسی کا نہ ہو
اور اپنے نفس کی تدبیر و آلائش میں مشغول نہ ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مقدسہ
کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ بالکل نہ کر یعنی حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے اپنے بچوں
اور بیوی سے اچھا سلوک کر اور ان کے ساتھ بقدر ضرورت میل جول رکھ کیونکہ اللہ
تعالیٰ نے ان کی ضروریات کو پورا کرنا تم پر واجب کیا ہے اتنی گہری الفت ومحبت ان
کے ساتھ نہ کر جس کی وجہ سے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اعراض کرنا شروع کر دے
اپنے باطنی حال ہر کسی کو نہ بتا اور اہل دولت و روپے والوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنا اور
اٹھنا اختیار نہ کر اپنے تمام احوال واعمال کو سنت کے مطابق لا جتنا بھی ہو سکے بدعت
اور اہل بدعت سے دور رہو اور آسانی وفراوانی کے دنوں کے اندر شریعت کی اچھی
طرح دل و جان سے پیروی واتباع کرے اور تنگی کے دنوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ
سے پر امید رہ مایوس و تنگ دل ہرگز نہ ہو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (تو بے شک تنگی کے ساتھ آسانی

بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے) سختی اور آسانی دونوں حالتوں میں یکساں رہو ہونے اور نہ ہونے کی صورت میں ایک طریقے پر قائم رہ بلکہ ہو سکے تو مال و اسباب نہ ہونے کی صورت میں زیادہ خوش وخرم رہنا چاہئے اور جب مال و اسباب موجود ہوں تو اضطراب میں رہے یعنی ان کو خرچ کرنے کی ازحد کوشش کرے۔ ابوسعد اعرابی سے لوگوں نے پوچھا کہ فقَرَاء کے اخلاق کیا ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ فقراء کے اخلاق سکون و خاموشی ہے۔ بعض نے کہا مال و اسباب کا نہ ہونا اور اضطرابی حالت میں ہونا اخلاق ہے بعض نے کہا مال و اسباب بھی ہوں ان کے ساتھ انس بھی ہو اس سے غم و وحشت بھی ہو یہ اخلاقِ فقراء ہیں۔ بعض نے کہا کشادگی و فراوانی ہو اور حوادثات میں پریشان نہ ہو اور لوگوں کے گناہوں کی طرف بالکل نظر و توجہ نہ رکھے اور اپنے عیوب و گناہوں کو اپنی نظر کے سامنے رکھے اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ شمار کرے تمام کو اپنے آپ سے افضل و اعلیٰ خیال کرے اور ہر مسلمان کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کی ذات اور اس کی دعا کی وجہ سے میرا یہ کام انجام کو پہنچا ہے اور اہل حقوق کا اسیر و قیدی ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِنَّ الْمُؤْمِنُ لِذِی الْحَقِّ اَسِیْرٌ (بے شک مومن حق والے کا قیدی ہوتا ہے) ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ لَمْ یَأْنِفْ مِنْ ثَلَاثٍ فَھُوَ مُؤْمِنْ حَقًّا خِدْمَۃُ الْعَیَالِ وَالْجُلُوْسُ مَعَ الْفَقِیْرِ وَالْاَکْلُ مَعَ الْخَادِمِ (جو شخص تین باتوں سے عار و پرہیز نہیں کرتا وہ پکا مومن ہے (۱) بال بچوں کی خدمت سے (۲) فقیر کے ساتھ بیٹھنے سے (۳) خادم کے ساتھ کھانے پینے سے) سلف صالحین کی سیرتوں کو اپنے سامنے رکھے غریب و فقیر و مسکین کی طرف زیادہ رغبت رکھے کسی کی ہرگز غیبت نہ کرے بلکہ غیبت کرنے والے کو منع کرے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرنے کو اپنا شیوہ و عادت بنائے اور مال خرچ کرنے میں زیادہ حریص ہو نیکی کرنے کے وقت زیادہ خوشی کو دور رکھ اور برائی کے ارتکاب سے دور رہ فقر سے نہ

ڈر اور تنگدستی کا اظہار نہ کر اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَآءُ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (شیطان فقر کی طرف اور برائی کی طرف بلاتا ہے) اور معیشت و روپے پیسے کم ہونے کی وجہ سے رنجیدہ خاطر نہ ہو کہ عیش و فراوانی کا وقت بھی بہت قریب ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ (بے شک عیش آخرت کی عیش ہے) تنگی اس دنیا پر ہوگی اور فراخی و ثمرہ اس دنیا میں ملے گا فقراء اور دینی بھائیوں کی خدمت کے دوران اپنی جان چھڑانے کی کوشش نہ کر بلکہ دل جمعی سے ان کی خدمت میں مشغول رہو حضرت ابو عبداللہ خفیف قدس سرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست مہمان ٹھہرا اتفاقی طور پر اس کے پیٹ میں درد ہوگیا میں نے اس کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو چاک و چوبند کرلیا اور خدمت کرنے میں مشغول ہوگیا اور ساری رات اس کے سامنے کھڑا رہا ایک مرتبہ مجھے معمولی سی اونگ آگئی اس نے مجھ کو کہا یَلْعَنُکَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی مجھے نیند آگئی تو سو گیا تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ جس نے آپ کو کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے تو اس وقت اپنے آپ کو کیسا پایا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس طرح پایا کہ اس نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے جس حال پر تیرا گزر نہیں ہوا یا تیری معلومات نہیں تو اس کے بارے میں بالکل کلام نہ کر صوفیاء کی خدمت ادب و آداب کے ساتھ کرتا کہ ان کی خدمت سے تجھے برکات حاصل ہوں اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا آدَابٌ (تمام آداب کا نام طریقت ہے) اور کوئی بے ادب بھی اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا مختصر یہ کہ اپنے آپ کو خاک اور بے وجود سمجھ کر مکمل طور پر ان کی خدمت کرے ان بزرگوں کو اپنی ہوس و خواہش کا مصاحب و ساتھی نہ بنائے کیونکہ اس صورت میں نقصان ہونے کا زیادہ و غالب اندیشہ ہوتا ہے اور نفع موقوف و ختم ہو جاتا ہے۔ ابوبکر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ہر وہ شخص جو صوفیاء کی مجلس و صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ایسا شخص ان لوگوں کا ہم نشین ہو جاتا ہے جو بے

نفس بے دل بے ملک ہوتا ہے اور چیزوں میں سے جس چیز پر بھی وہ نظر و توجہ کر یعنی اسے جو چیز بھی پسند آئے وہ اسے اپنے لئے حاصل کرنے کی بالکل کوشش نہ کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طلب وتلاش میں اپنے آپ کو آرام نہ دے بلکہ پریشان واضطرابی حالت میں رہے ابوطمستانی قدس سرہ کہتے ہیں کہ تصوف اضطراب کو کہتے ہیں جب سکون آجائے تو تصوف ختم ہو جاتا ہے اور محبوب کے بغیر محبّ کو آرام وسکون و چین نہیں آتا سوائے الفت وانس کے کوئی راہ ہموار نہیں ہوگی اس کے باطن سے یہ آواز آتی ہے۔

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل راہ کہ مدام
دل ترا می طلبد دیدہ ترا میخواہد

میں اپنی آنکھوں اور دل کو کس کے ساتھ مشغول کروں کہ دل ہمیشہ تیری طلب کرتا ہے آنکھیں تجھے تلاش کرتی ہیں۔

اور مرید کو اس صفت والا ہونا چاہئے جو کہ آمدہ آیت میں صفت وبات ظاہر ہو رہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ (حتیٰ کہ جب ان پر زمین تنگ ہو جائے باوجود کشادگی کے اور تنگ ہوئے ان پر ان کے دل اور انہوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں) جب اس کی پیاس اس مرتبہ پر پہنچ جائے کہ تمام روئے زمین فراخ اس پر تنگ و تاریک ہو جائے تو احتمال رکھے کہ دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور اس دل و جان سے عاشق و مدہوش اور اپنے آپ کو خراب کئے ہوئے کو خبر پہنچاؤ کہ وہ تجھے وحدت کے خلوت خانے میں جگہ دے گا۔

دادیم تر از گنج مقصود نشان
گرما نہ رسیدم تو شاہد برسی

ہم نے تمہیں تیرے مطلوب ومقصود کے خزانے کا نشان بتا دیا ہے اگرچہ ہم نہ پہنچ سکے شاید تو ہی اپنی مراد کو پہنچ جائے۔

حضرت کا معمول اسی طرح کا ہے کہ فقیر وناچیز نے کئی مرتبہ متعدد بار ان کلمات، مضمون اور عبارات آپ سے سماعت کی ہیں۔

## کلمات قدسیہ کی کیفیت وطریقہ کا بیان جو حضرت نے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اجازت دی ہے

اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ نفس کلمات کے فقروں کے موتی فقیر نے بعض احباب کے رقعوں کے انوار کے سمندر سے غوطہ مار کر نکالے ہیں اور جناب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور ان اوراق کو میں شاہ محمد سالم صاحب کے ساتھ منور کرتا ہوں کہ شاہ محمد سالم صاحب کو آپ نے جو خط لکھا کہ ہم بخیر وعافیت سے ہیں اور آپ شریعت اور طریقت کے معاملات کے ساتھ مقید ہوں گے اور لوگوں کے ساتھ عاجزی وانکساری اور بے جان ہو کر ان کے ساتھ معاملہ کریں کیونکہ نفس کا کمال اس کے نہ ہونے میں ہے اور ہستی وہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی مسلم ہے اور فقراء، علماءِ حقانی کی صحبت ومجلس اختیار کرو اور دنیا کے اندر جو تمہیں مکروہات، تکالیف پہنچے ان پر صبر کرو کیونکہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور مسلمان کے ساتھ وعدہ ہے کہ آخرت میں راحت وآرام ملے گا بشرطیکہ حالت ایمان پر خاتمہ ہو اور نعمت تھوڑی ہو یا زیادہ شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اپنی بدخلقی کے ساتھ بزرگوں کو بدنام نہ کرو اگر کوئی بندہ طریقت سے رجوع کرتا ہے یعنی طریقت کے راستے کو چھوڑ دیتا ہے تجھے اس کی خدمت کرنی چاہئے لیکن اس سے خدمت کی توقع نہ رکھنی چاہئے نہ کروانی چاہئے اگر محبت کے غلبہ کی وجہ سے خدمت کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں تو جہاں بھی جاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو ثابت قدم رہو اور اولیاء کرام کے محبت والے طریقے پر رہو تجھے معلوم ہے کہ اس دنیا میں اللہ تبارک و

تعالیٰ اور اس کے دین کی کما حقہ طلب کرنے والے بہت کم ہیں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے آجاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا نام سکھا دے کیونکہ اس میں بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

## مولوی ثناء اللہ سنبھلی کو جو آپ نے خط لکھا

اَللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (تم جہاں بھی ہو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ساتھ ہے) تم جس جگہ گئے ہوئے ہو فقیر کی جگہ کو گرم رکھو یعنی اسے تا دیر بقدر الامکان و قدرت آباد رکھو کہ اس ضلع میں کوئی سمجھ رکھنے والا عالم دین اور نسبت رکھنے والا درویش نہیں ہے اپنے کاموں میں دل کو جمع رکھو محنت و کوشش کے ساتھ سرگرم رہو اور اپنے باطن کے اندر تشویش و اندیشہ کو جگہ نہ دو۔ ظاہری اور باطنی طور پر دینی فائدہ پہنچانے کے اوقاتوں میں مصروف رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دولت دی ہوئی ہے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور جو تم کر رہے ہو یہ شکر ادا کرنا ہے کہ حضرت جنید بغدادی نے کہا اَلشُّکْرُ صَرْفُ النِّعْمَۃِ فِیْ مَرْضَاتِ الْمُنْعِمِ (کہ نعمت کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق صرف وخرچ کرنا شکر ادا کرنا ہے) انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا جو ہاتھ تنگ ہے بہت جلد وسعت و کشادگی میں تبدیل ہو جائے گا۔

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہر آساں نہ شود
ایسی کوئی مشکل نہیں جو کہ آسان نہ ہو
کیا وہ مرد ہوتا ہے جو کہ ہر مشکل کو آسان نہ کر سکتا ہو۔

اگر از جانب غیب تجھے کوئی چیز ملنا شروع ہو جاتی ہے تو تو اسے قبول کر لے کہ اس آخری زمانے میں صرف توکل دل کے جمع نہ ہونے کا باعث بنتا ہے اور یہ صوفیاء کا اصل سرمایہ و پونجی ہے اور ان کی جمعیت یعنی دل کا یک جا ہونے کا سبب ہے انشاء اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی اتباع کرنے والوں

اور اس خانقاہ عالیہ کے درویشوں کو ضائع وخراب نہیں کرے گا دل کو جمع رکھیں اور طریقہ نقشبندیہ اور کتب دینیہ تعلیم و تعلم میں مصروف رہیں ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ بنا کر پڑھنا لازمی امر شمار کریں اور ان سے ہر بات کی امید واسطہ رکھیں اور غیروں سے کسی قسم کی توقع نہ رکھیں سوال کرنے اور کوئی چیز چاہنے کے علاوہ کوئی اور معین وجہ نہیں جو کہ توکل کے خلاف ہو اگر اس پر اعتماد نہ ہو بالخصوص اس زمانہ میں تو دل کے اندر جو تفرقہ ہے اس کے ختم ہو جانے اور اٹھ جانے کے باعث ہے اور ملا روزی کو سلام کہنے کے بعد کہیں کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے اتنا انصاف ضرور کرنا چاہیئے کہ اپنے اوقات میں سے دسواں حصہ آخرت کے لئے وقف کرنا چاہیئے اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو عام لوگوں کے آرام و آسودگی و فراخی کے لئے دل کی جمعیت اور صحت اور نواب ارشاد خان کی عافیت کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ خاص کر خاص اوقات میں دعا کرنے کو واجب شمار کریں۔

## صاحبزادہ فرید حسین کو جو نامہ لکھا گیا

فقیر نے اپنے معاملہ کے اندر معلوم کیا ہے کہ تمہاری والدہ تم سے باطنی طور پر ناخوش ہے اور والدہ کی ناخوشی یعنی والدہ صاحبہ کا خوش نہ ہونا دنیا اور آخرت میں خسارہ ہے۔ بالخصوص ایسی والدہ جو کہ مہربان و مشفق ہو اس معنی کے اندر غور و فکر کر اگر اس کی بنیاد و اصل ہو تو اس کا کفارہ اور اس کی پاداش میں عمل لانا چاہیئے تا کہ تمہارے انجام و اخیر کو بابرکت و بہتر کرے اور تمہارے لئے دعا کرنے سے غافل نہیں ہوں عمر کے آخری حصے میں ہوں اگر زندگی نے وفا کی تو ملاقات ہوگی ورنہ کل قیامت کے دن جنت میں دل کی خواہش تمنا کے مطابق ملاقات ہوگی شرط یہ ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہو۔ دعائے خیر کرتے رہیں کہ خاتمہ خیر و بہتری پر ہو۔

# حضرت میر مسلمان صاحب کو جو خط لکھا گیا

قاصد جلدی میں ہے اِستخارہ نہیں ہوسکا کوئی کام کرنے سے پہلے اِستخارہ کرنا مسنون ہے کرنے سے انشاء اللہ خیر سامنے آئے گا۔ الحمد للہ تمام توکلوں کے ساتھ یعنی عیال، اطفال کے فکروں کے اور متعلقین کے باوجود اور دائمی مرض کے باوجود فسادِ زمانہ اور شہر کی ویرانی کے ہوتے ہوئے کمال جمعیت کے ساتھ وقت کو پورا و بسر کر رہے ہیں ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ عزیزوں و دوستوں کو سنت کی اتباع کرنے کی توفیق عطا کرے اور اپنے ذکر میں مشغول رکھے شیخ احمد صاحب اپنے کام میں مقید و مصروف ہیں قلب و دل کا لطیفہ قالب سے باہر آ گیا ہے لیکن اس مرد کی استعداد کمزور ہے اس کے باوجود اٹھنا اور گرنا اپنے مقصود کی راہ میں لگا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی منزل مقصود و مطلوب تک پہنچائے جب ہمارے حضرات عالیہ کا یہ معمول ہے کہ قلب اور قالب سے امراض و بیماریوں کو دور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ قوت و طاقت دی ہوئی ہے تو آپ نے اپنے آپ کو عاجزی و انکساری کے طور پر اس امر خیر سے کیوں معذور رکھا ہوا ہے فیض اللہ خان صاحب کو ہر روز سامنے بٹھا کر پانچ سو سانس کی مقدار کے مطابق ان کی امراض کو سلب و دور کرنا تاکید کی جاتی ہے اور سلب کا اصول یہ ہے کہ یہ تصور قائم کرے کہ جو سانس اندر جا رہا ہے وہ بندہ کے جسمانی عوارض کو قالب سے باہر کھینچتا ہے اور جو سانس باہر آ رہا ہے اس میں یہ تصور کرے کہ وہ جسمانی عوارض مخصوصہ کو زمین پر پھینک رہا ہے اندر سے امراض کو سلب کر کے باہر لانے کو ایسا انداز اختیار کرنا چاہئے کہ جس سے عوارض سلب ہو رہے ہوں اسے تکلیف و پریشانی نہ ہو شاہ سیف اللہ صاحب کی رفاقت میں حجاز و حرمین کے سفر کا قصد و ارادہ مبارک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اندرونی طور پر ہر وقت راضی ہوں کیونکہ شرعی طور پر ان کی رفاقت و خدمت کا حق سرکار و گورنمنٹ کے ذمہ ہے افراد حکومت کی عدم موجودگی میں مشفق و معتمد خادم کوئی بھی نظر نہیں آتا اور اسباب ہمراہ

لے جانا علائق و پریشانیوں کو مفقود و گم کرنا ہے تھوڑی سی محنت کے ساتھ اس اچھائی کو اپنا لینا چاہئے خدانخواستہ کہیں پس پردہ برائی پوشیدہ ہو اور اقرباء، احباب، اخوان طریقت اور طلاب کی طرف سے سلام قبول ہو۔

## اس کتاب کو تحریر کرنے والے کو جو خط لکھا گیا

گھر کے مالک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت کرنا مبارک و برکت ہے اپنے وطن سے لکھنؤ شہر کی طرف انتقال وہجرت کر کے جانا بہت ہی اچھا ہے کہ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں اور جو احباب طریقت میں داخل ہوتے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے کہ انشاء اللہ کثرت سے اِستفادہ کرنے والوں کو دونوں جہانوں میں فتوحات ارزانی وسستی ملیں گی دل کو جمع رکھیں کسی قسم کا فکر اندیشہ نہ کریں۔

## میاں محمد قاسم کو جو خط حضرت نے تحریر کیا

میاں محمد قاسم صاحب سورۃ قریش ایک سو ایک مرتبہ روزانہ مع بسم اللہ پڑھیں اور اول آخر درود شریف پانچ پانچ مرتبہ دشمن کے شر کے دفیعہ کی نیت سے پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی ضرر و تکلیف نہیں ہوگی۔ فقراء کو جو ملال ہوتا ہے اس کی مثال یوں ہے گویا کہ وہ ایک مشت تنکے ہیں جو کہ دریا کے اوپر تیرتے ہیں لیکن ان کے اندر کوئی اثر نہیں ہوتا تم نے اس خط کے اندر جو معذرت نامہ تحریر کیا ہے وہ اس طرح ہے جس طرح کہ دھوبی کپڑے کے اندر سے کئی مرتبہ میل وغبار کو نکالتا ہے وہ صاف ہو جاتا ہے دل کے اندر اطمینان وسکون رکھیں رمضان شریف کی آمد آمد ہے یارانِ طریقت اور حفاظِ کرام اس مرتبہ بہت زیادہ آئے ہیں۔ انشاء اللہ اس ماہ مبارک میں دل جمعی اور حصول برکات کے ساتھ عید کے بعد واپس جائیں گے میر شاہ علی کی تجدید بیعت صحیح ودرست ہے۔

## محمد اسحاق خان کو جو خط آپ نے رقم کیا

آپ کے پوشیدہ قلب و دل پر توجہ کا اثر جو کہ ظاہر ہوا آپ نے شروع میں تحریر کیا معلوم ہو گیا اس کے بعد توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ فقیر کو بہت زیادہ نسیان کا عارضہ لاحق ہے اور کسی نے یاد بھی نہ کروایا بہرحال عمدہ و اچھا تخم و بیج خاکِ عفیفہ کے اندر کاشت کر دیا۔ انشاء اللہ اپنے وقت پر سرسبز و شاداب ہوگا اس برخوردار کے لئے بہتر یہی ہے کہ ظاہری طور پر شریعت کا پابند رہے اور باطنی طور پر طریقت کے طریقہ ذکر میں مشغول رہے کیونکہ دونوں جہانوں کی فلاح و کامیابی اسی کام میں پوشیدہ ہے ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ذکر قلبی میں بھی مشغول رہیں اور شریعت کا التزام اور محبت مشائخ ہمیشہ باطنی طور پر مشغول رہنے کو واجب خیال کریں اور نا اہل لوگوں کی صحبت میں مشغول رہنے سے اِجتناب و احتراز لازمی بات ہے۔ عُلَمَاءِ مُتَدَیِّنْ اور مشائِخ مُتَشَرّعْ کی خدمت و مجلس کو غنیمت شمار کریں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (سلامتی ہے اُن کے لئے جنہوں نے ہدایت کی اتباع و فرمانبرداری کی ہے)

## شاہ ابو فتح محمد کو جو خط آپ نے روانہ کیا

مخدوم کو مردہ سے زیادہ اور کچھ نہ تصور کیا جائے کہ مردہ سلام سے بڑھ کر اور کوئی سبقت نہیں کر سکتا مگر صحیح حدیث شریف کی روشنی میں مردہ سلام کو سنتا بھی ہے اور جواب بھی دیتا ہے جواب سنا جائے یا نہ سنا جائے آپ نے جو دوستی کی رسم کو تازہ کیا فقیر بھی اس دوستی کی رسم کو ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔ صحبت و مجلس کے حقوق کی نگہداشت کو ترک نہیں کروں گا۔ یہ ناچیز بے سرمایہ، بے جماعت تحقیق کے باغ کے حوالے سے کتاب تصنیف کرنے کی استعداد نہیں رکھتا اور بعض طریقت اور شریعت کے بارے میں مسائل کا جواب جو میں دیتا ہوں وہ دوستوں اور عزیزوں کے مرقوم شدہ ہیں جو کہ میں روزانہ دیتا ہوں اور بعض آنے والے مسائل پیچھے چھوڑ دیئے جاتے ہیں اللہ کرے کہ یہ باتیں قبولیت کے مقام تک پہنچیں۔

## جو خط قاضی محمد سعید کو لکھا گیا

اس ناچیز فقیر کے پہنچنے تک طریقت کے جو احباب و ساتھی پیلی بھیت میں ہیں انہیں مولوی عبدالرزاق صاحب جو کہ ظاہری اور باطنی طور پر ارشاد و حکم کی لیاقت رکھتے ہیں اور طریقت کے طریقہ تعلیم کے ماہر ہیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ان کی صحبت و مجلس کو غنیمت جانیں اور دوستوں اور عزیزوں جنہوں نے اس فقیر سے استفادہ کیا ہے اور اجازت حاصل کی ہے انہیں بھی مولوی عبدالرزاق صاحب کی مجلس و ہم نشینی فائدہ سے خالی نہ ہوگی لیکن مشیخیت کے لئے بہت سے صالح یعنی اسباب، بھلائیاں، اصلاح پر لانے کے لئے صلاحیت کی ضرورت ہے اگر فقیر کسی کے بارے میں سفارش کرے گا تو وہ اس کی محنت و صلاحیت کے مطابق ہوگی جو کہ آپ کے لئے مفید و سود مند ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ طریقت کے دوستوں کو اپنی یاد میں مشغول اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و تابعداری میں مستغرق رکھے۔

## ملا محمد یار کو جو خط لکھا گیا

زندگی کے اندر ہمارا مقصود و مطلوب طریقت اور شریعت کی ترویج کے بغیر اور کچھ نہیں ہے فقیر کے نزدیک برادران طریقت برادران نسبی سے زیادہ عزیز و پیارے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سنت نبویہ پر استقامت عطاء فرمائے۔ تحریر کا سبب یہ ہے سکھ کافروں کے ظلم و ستم نے متبرک و مبارک شہر سرہند کو ویران کر دیا ہے۔ فَذَلَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کرے) اور مزارات بزرگوں کو ان بدنصیبوں نے شہید کر دیا ہے اور صاحبزادگان اِدھر اُدھر دوسرے شہروں میں بکھر گئے ہیں اور ایک جماعت نے اس شہر کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہے بالخصوص حضرت میر اسد اللہ صاحب جو کہ فقیر کے ساتھ خصوصیت و الفت رکھتے ہیں وہ بھی آ رہے ہیں اگرچہ اس ملک حالات اور لوگوں کے احوال کسی سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہیں لیکن بضرورت تحریر کئے

جارہے ہیں اور اہل طریقت کو اپنی قدرت و طاقت کے مطابق ہاتھ اور زبان سے ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے بالخصوص اس وقت کہ ان بزرگوں کو قتل وغارت اور شہر بدر ہونے کا جو صدمہ ہے اس وقت بہت زیادہ ضرورت ہے (اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں مسلمانوں کی ہر جگہ مدد و نصرت فرمائے)

## میرا جنبی صاحب کو جو مراسلہ بھیجا گیا

معلوم است کہ برادر بدسخط خود نمی نویسند بنویسندہ کہ می نویسد بگویند کہ لقب مبتذل حقائق' معارف آ گاہ موقوف دارد کہ در خصوصیت ما' شما ایں الفاظ گنجائش نہ دارد و سلیقہ آن جا معلوم تکلف بے مزہ را دخل نہ دہند بعد ازیں باینطو بنویسند کہ ان میرا جنبی مرزا جانجاناں مطالعہ نمایند و پس مطلب نویسند اس فارسی عبارت کی غرض معلوم نہیں سکی۔

## مولوی احسن خان کو خط جو لکھا گیا

فقیر مراد آباد اور امروہہ کے دورہ اور سیر سے فارغ ہو گیا اور شاہجہان پور جانے کا قصد و ارادہ رکھتا ہے باوجود ضعف و کمزوری اس سختی کو میں نے اپنے اوپر پسند کیا ہے کیونکہ اس سے صحیح و ضروری غرض مقصود و مطلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس حال کو جانتا ہے۔

## مولوی محمد کلیم بنگالی کو جو خط تحریر کیا گیا

اس حدود کے لوگوں کا حال تباہ ہو گیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت پر رحم و کرم فرمائے۔ اس تحریر کا مقصود و باعث یہ ہے کہ حضرت میر مسلمان صاحب اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں میں اضافہ کرے ہر قسم کی ناتوانی و بے سرو سامانی کے باوجود فقراء کی جماعت کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کا قصد و ارادہ کیا ہے اگر یہ بزرگوار اس حدود میں پہنچے تو آپ کو اطلاع دیں گے ان کے ساتھ ملاقات کی دولت و نیاز حاصل کرنا گویا یہ بزرگ سراپا برکات ہیں یقینی طور پر انہیں

پانا و ملاقات کرنا اور ان کی خدمت کرنے سے معذوری کا شائبہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ ان کی ذات شریف ظاہری اور باطنی کمالات کی جامع تصویر ہے آپ نے جناب سید السادات پیر و فقیر حضرت شیخ الشیوخ جو کہ اس ناچیز و فقیر کے مرشد ہیں ان سے سلوک و مقامات طے کئے ہیں۔

## میر پیر علی صاحب کو جو نامہ تحریر ہوا

عالم تدبیر معاش کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ ٹھیک و بجا ہے لیکن فقیر کو حرکت کرنے کی طاقت اور سیر و سیاحت کرنے والا دماغ بالکل نہیں رہا طریقت والے دوست احباب ہر طرف سے بہت زیادہ تشریف لائے ہوئے ہیں ان کے ساتھ مشغول ہوں اور دو ماہ کے بعد دہلی جاؤں گا کیونکہ میرے متعلقین وہاں ہیں اور ہر طرف سے آزمائش والوں نے دہلی کی طرف رخ کیا ہے اس کے باوجود اس حدود کے دنیا داران اس ناچیز سے واقف نہیں ہیں اہل عقیدت معلوم ہوتے ہیں یاد نہیں رہا کہ ملاقات کے دن آپ کے ساتھ مفصل اس قصہ کے بارے میں گفتگو کروں کہ خانساماں و بخشی یعنی فتح خان اور سردار خان کو اپنی تمام عمر میں کبھی بھی نہیں دیکھا ہے اور دوندیخان جو کہ میری ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے اسے منع کرتا ہوں کہ وہ نہ آئے اور حافظ رحمت خان جو کہ اس فقیر کے سامنے موجود ہے اس کی صحبت و مجلس فقیر کے ساتھ اچھی نہیں رہی اور علی محمد خان کے لڑکوں کو نہیں جانتا ان سے رابطہ کہاں سفارش سے معلوم ہوا کہ یہ ان کے لڑکے ہیں۔

## میر محمد مبین صاحب کو جو خط لکھا گیا

حضرت میر مسلمان صاحب کی رحلت کی جان گداز خبر سن کر کیا لکھوں کہ مجھ پر کیا گزری۔

یار رفت و ما چو نقش پا بخاک افتادہ ایم
سایہ می گردید کاش ایں نارسا افتادگی

یار چلا گیا اور ہم نقش پا کی طرح خاک پر پڑے ہیں، اس کا سایہ ہوتا کاش یہ افتادگی نہ پڑتی۔

تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے ہیں کہ ہم راستے میں ہی تھے کہ میر مکھو صاحب اور میر محمد معین خان صاحب کے خط سے مغلانی بیگم مرحومہ مغفورہ کے فوت ہونے کی خبر موصول ہوئی اس سے پہلے دل کے اوپر داغ اور جان وجسم وروح بے دماغ ہو چکا تھا اور بیگم جان صاحب کے اندیشہ وملالت نے پانی میں زہر گھول دیا بہرحال تمام مصائب وآلام جو گزر رہے ہیں اس کے باوجود ہم یہی چاہتے ہیں کہ جو سانس بھی گزرے اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے اور اسے غنیمت شمار کر تازہ صورت حال یہ ہے کہ سردار خان صاحب بخشی نے خانقاہ کے صوفیاء کے لئے جو خرچ بھیجا ہے وہ چند دن سے ختم ہو چکا ہے اور مسرت وخوشی حاصل ہوئی کہ اس آخری زمانے میں بھی توکل صرف دل کے جمع نہ ہونے کا سبب بنتا ہے اور صوفیاء کی پونجی وراس المال یہی دل کا جمع ہونا ہی ہے۔ اہل زمانہ کی بے وفائی اور ناسازگاری محلِ شکایت نہیں ہیں مادہ یعنی خورد ونوش جو کہ بغیر محنت اور بغیر کسی توجہ کے حاصل ہوتا ہے حرام وحلال کی اس میں کوئی پہچان نہیں ہوتی وہ تمام امیدوں کو قطع وختم کر دیتا ہے ایسے مال کا ہونا اور نہ ہونا طریقت والوں کے لئے برابر ہے اور وہ جو عزت والوں کی خدمت کے لئے پیش قدمی کرتا ہے اسے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھنی چاہئے اور میر صاحب نے کس کیفیت اور کس عارضہ میں رحلت کی ہے اور کس جگہ آرام کر رہے ہیں تحریر فرمائیں۔ چند سانس جو باقی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی یاد و رضا میں گزارنے کی توفیق عطاء کرے اور رحلت کا داغ باقی ہے دل کے درد کے ساتھ منزل تک نہ پہنچ سکا اور فتوحات ہر روز زیادہ بزیادہ ہیں۔ زمین کے اس ٹکڑے میں بھی تقریباً ایک سو آدمیوں کو روزانہ صبح وشام توجہ دیتا ہوں آپ کو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مبارک سے کافی ووافی رزق ہے اور فتوحات ملک کی آبادی پر موقوف

نہیں ہے یہ بات ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو دعا میں یاد رکھیں غافل نہ رہیں۔

## میر محمد معین صاحب کے متعلقین کو تحریر شدہ نامہ

میر محمد مکین صاحب مرحوم کے بارے میں قبل ازیں واقعہ سنا ہے اللہ تعالیٰ ان کے تینوں بھائیوں کو معاف فرمائے کہ انہوں نے پے در پے ہمارے دل پر داغ چھوڑے اور چلے گئے اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیکی کی توفیق عطا کرے انہیں چاہئے کہ باقی عمر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزاریں کہ زندگی کا کوئی اعتبار و اعتماد نہیں اور فقیر ضعف و کمزور کے انتہائی درجے پر ہونے کے باوجود زندہ ہے اور ہر روز صبح و شام ایک سو آدمیوں کو توجہ دیتا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ (میری توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے)

## میر محمد معین صاحب کو لکھا گیا خط

فقیر اپنے متعلقین کے ساتھ بخیر و عافیت ہے اور احباب کے لئے دعا میں مشغول ہے لیکن اجابت وقبولیت وقت کے ہاں گروی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے خاطر و دل کے مطابق حالات کو سازگار بنائے کہ آپ کافی عرصہ سے رنج وغم برداشت کر رہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے آخری امور کو اچھا اور خیر والا کرے دل کو جمع رکھیں ضعف و کمزوری اس درجہ تک ہے کہ احباب کے حلقہ کے اندر پہلو کے بل لیٹ کر بات چیت کرتا ہوں اگرچہ زندگی کا حصہ ختم ہو چکا ہے لیکن صوفی کی زندگی اس کے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے غنیمت ہے لوگوں نے تمہارے محل و مقام کو قاعدہ واصول کے زور پر اللہ تعالیٰ کی ولایت کبریٰ تک پہنچا دیا ہے تمہارا ہر لمحہ پاک اور اچھی استعداد والا ہے عقیدت واحترام اخلاص کے جہان میں پہلے لوگوں میں خوب پایا جاتا ہے نیز مکھو کمالات کی ابتداء تک پہنچا ہے اور میاں جگن دائرہ امکان کے قریب تک پہنچا ہے اور میر مبین خان خود شیخ مقرری ہے ان دنوں

میں احباب کا حلقہ صبح و شام بہت اچھا ہوتا ہے اچھی وعمدہ استعداد والے احباب آئے ہوئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اتنی فرصت و وقت عطا کرے کہ انہیں سیر اور سلوک کی تمام اصطلاحوں تک پہنچایا جائے آپ کی جگہ خالی ہے عمر کے اس آخری حصہ میں فیوض و برکات اتنے وافر مقدار میں ہیں کہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی نَوَالِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَاٰلِهٖ آداب اور آدمیت کے پھول جو آپ سے ظاہر ہوئے ہیں کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنا واضح وکھلا و نمایاں ظلم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے وجود کے نسخے کو ان سب سے صحیح تر بنایا ہے اور آج شوال کی دس تاریخ ہے اور جناب کے والد صاحب جو کہ ہزاروں مناقب کے مالک و جامع ہیں اس دنیا سے انتقال کر جانے کے بعد داغ غم یادگار کے طور پر چھوڑ گئے ہیں ان کی تعزیت کے لئے بس درآنولہ میں حاضر ہوں اور تین دن قیام کے بعد کل انشاء اللہ سنبھلی کی طرف جا رہا ہوں عزا پرسی کے موقع پر یعنی پریشانی ومصیبت کے صبر کرنے کے وقت جو عبارات تحریر ہو رہی ہیں یہ تکلف سے خالی نہیں ہیں کیونکہ ہم اور وہ ہم عمری کی نسبت سے اس دنیا کے اندر آنے کے اعتبار سے چند قدم و دن تقدیم وتاخیر سے ہم سفر ہیں حالانکہ وطن اصلی کی طرف رجوع کر رہے ہیں نیز چند سانسوں کے فاصلہ کے بعد ہم پھر ہم قافلہ ہوں گے۔

امروز گر از رفتہ حریفاں خبری نیست
فردا است دریں بزم زما ہم اثری نیست

آج کے دن اگر چہ حریفوں کے چلے جانے سے ہمیں کوئی خبر نہیں کل کا دن ہے کہ اس بزم میں ہمارا بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔

## سید حشمت خان بہادر شاہ سوار جنگ کو جو مراسلہ تحریر ہوا

اللہ تبارک وتعالیٰ سرکار کے امور کو بغیر حاجت پیش کرنے کے پورا کرتا ہے۔
مصرع: میدہد یزداں مراد متقی۔ اللہ تعالیٰ متقی کی مراد کو پورا کرتا ہے۔ نواب مذکور کی

طرف فقیر نے جو خط تحریر کیا ہے اس کو ربط ضعیف غیر مفید اقدام تصور نہ کریں معاف فرمائیں کیونکہ وہ ہماری جنس درویشی کا خریدار نہیں ہے ان کا رجوع دوسرے طریقے کی طرف ہے اور ان کا اخلاص دوسرے بزرگوں کی طرف ہے ان بزرگوں کا ایک اشارہ فقیر کے سو دفتر سے کہیں بہتر ہے ان بزرگوں کی خدمت کرنا اس کے لئے معرفت کا درجہ و مقام ہے اس لئے کہ ان بزرگواروں کے مقالات مہربان خدمت گزاروں کی تائید کے لئے آگے اور پہلے پہنچتے ہیں جو کہ جنگ و جہاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ تَقَبَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْكُمْ وَجَزَاكُمْ خَيْرَ الْجَزَآءِ (اللہ تعالیٰ تیری محنت کو قبول کرے اور تمہیں اچھی و بہتر جزا عطا کرے)

## ایک ایسے شخص کی طرف خط جس شخص کا کتاب لکھنے والے کو علم نہیں

کچھ لوگوں کے چلے جانے کے بعد ان کی یاد میں گفتگو جو کہ تازہ غزل کی صورت میں زبان پر آئی اور تین اشعار پیش خدمت ہیں۔

بایں فرصت چہ حظ باشد زسیر گلستان مارا
کہ رفتن لازم افتاد است چوں آب رواں مارا
قفس دانیم و بس راہِ چمن از ماچہ می پرسی
کہ پیش از بال و پر برداشتند از آشیاں مارا
نفس تامی کشم از سینہ صد جابگسلد تارش
چہ زار و ناتواں کردست آں موی میان مارا

اس قلیل سی فرصت میں مجھے گلستان و باغ کی سیر سے کیا ملے گا کیونکہ آب رواں و جاری کی طرح ہمارا جانا ضروری امر ہے۔ چمن کے راستے کو ہم سے کیا پوچھتا ہے ہم تو بس قفس کو جانتے ہیں۔ ہمیں بال و پر آنے سے پہلے آشیانہ سے ہما

لیتے ہیں۔ سانس کو جب میرے سینہ سے کھینچتے ہیں سو جگہ سے ٹوٹتا و پگلتا ہے کتنی ہی زاری و ناتوانی کی ہے اس بال نے ہمارے درمیان۔

## نواب خانخانان پسر نواب قمر الدین خان

ایام و دن صاحبوں کے کام میں گزریں یہ کام کرنے والا تنہائی و گمنامی میں خوش رہتا ہے اپنے آپ کو احباب کی یاد میں نہیں دینا چاہتا چنانچہ یہ پرانے روابط چاہے کسی امر کی تکلیف سے ہو یا کسی ملاقات کے لئے اشارہ ہو یا کسی خدمت گرامی کے لئے اظہار ہو اس طرف توجہ نہیں کرتا مگر آج فقیر کے کئی بھانجے ہیں کوئی کمال نہیں رکھتے ہیں آدمیت و انسانیت کے تقاضے موجود ہیں زمانہ کے اقتضاء کے مطابق روزگار و کام سے پریشان ہیں بالخصوص ایک کو اضطراری حالت نے گرفت میں لیا ہوا ہے اس کی تفصیل عزیز صاحب کے توسط کے ساتھ جو کہ ارشاد خان کی جان ہے عرض کردی ہے اس برخوردار کا نام جو کہ اپنے سر کے اندر سرکار کی جاگیر کی بہت زیادہ تمنا رکھتا ہے جناب کی خدمت میں بھیج دیا ہے اگر تقدیر اس تدبیر کا ساتھ دے تو یقین ہے کہ مناسب نوعیت کے دستخط بلا توقف و تامل ہو جائیں گے اگر نہ ہو تو نہ اس میں سماجت ہے نہ ہی شکایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے) اس جوان کی اتنی مقدار میں رفاقت کرنا درویشوں کی امداد و اعانت کا باعث ہے بازو والے تعویز کو فتح و نصرت کے لئے مددگار خیال کریں۔

## نواب ارشاد خان بہادر کو جو خط لکھا گیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى نَعْمَآئِهٖ (ہر قسم کی نعمت پر اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف و حمد ہے) اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو مہلک اشیاء سے محفوظ رکھے موجودہ بادشاہ کو وسیلہ ڈالنے کا انجام و مآل اچھا نہیں ہے ہم دنیا دار جو کہ باطنی طور پر نابینا ہیں ان کے احوال آپ کو معلوم ہو جائیں گے اگر پہلے معلوم ہیں تو ان کو تحریر میں لانا فساد کا باعث ہے یہ جو

کچھ بھی لکھا ہے تمہارے دل کی رعایت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے اور میاں عظیم الدین کی خوبی اس سے کہیں بڑھ کر ہے جس کا تحریر میں ذکر کیا گیا۔ طریقت کی رسم سے قطع نظر فقیر اس کو اچھی طرح سے جانتا ہے خوب واقفیت رکھتا ہے کہ یہ مرد ہے دینی معاملہ ہو یا دنیاوی معاملہ ہو ہر میدان میں ثابت قدم مرد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اسے زندہ رکھے اور اسے اپنے مقصود و مطلوب تک پہنچائے ہمارا اس علاقہ میں آنا اگرچہ طریقت کی ترویج مقصود ہے کہ طالبان حق اس شہر میں ویران نہ رہیں کہ وہ یہاں زیادہ تعداد میں ہیں ان کا مددگار کوئی نہیں اور ہمارے غمگسار آپ ہیں اگر آپ وہاں نہ ہوتے تو ہمیں بہت تکلیف ہوتی۔ اگرچہ آپ کے فرزند آپ کی غیر موجودگی میں خوب خدمت کرتے ہیں لیکن تمہارے جیسا عدل و انصاف الفت و محبت والا کوئی نہیں جو کہ آپ کے قائم مقام ہو سکے رزق کی کشائش و زیادتی عنقاء کا حکم رکھتی ہے اور اس جگہ قرض کا مل جانا کیمیا کا حکم رکھتا ہے بہرحال وقت کا جو تقاضا بھی ہوگا عمل میں لایا جائے گا یا جلدی اطلاع دی جائے گی کہ تردد و فکر و اندیشہ جو کہ طبیعت پر گزرنا ہے اسے دل سے نکال دیا ہے۔ والسلام۔

## حکیم محمد فاروق کو جو خط لکھا گیا ہے

اس شہر کے لوگوں کے احوال عام بیماری اور بدامنی کی وجہ سے کیا لکھوں اللہ تعالیٰ اس شہر کو بہت جلد اپنے غضب کے اترنے کی جگہ بنائے گا حضرات مشائخ کی زیارت سے فارغ ہو کر طریقہ کی تعلیم اور احباب کے احوال میں صبح و شام مشغول ہوں اس حرکت سے بھی ہمارا مقصود وہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ (احسان پر بھی تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں)

## فیض اللہ خان کو جو خط تحریر ہوا

محمد علی سلیم سے مناسب حال ایک شعر یاد آیا۔

منصوبہ وصال میسر نہ شد دریغ
شطرنج عشق بازی ما غائبانہ ماند

ترجمہ: افسوس کہ وصال کا منصوبہ پورا نہ ہوا ہماری عشق بازی کا شطرنج پورا نہ ہوا۔

اندوہ غم کا وقت ختم ہونے کے قریب ہے کتاب حزب البحر کو اپنے اور احباب کے سامنے رکھیں اجازت ہے پڑھا کریں اور ان وظائف کو مشکلات کے حل کے لئے پڑھیں اور اس کے پڑھنے کے طریقے کو میر مسلمان صاحب سے حاصل کریں اگر یہ دعا وہاں نہ ہو تو تحریر کریں کہ پڑھنے کے لئے اس کتاب کے ساتھ روانہ و ارسال کروں۔ والسلام۔

## وہ خط جو حضرت مولوی غلام یحییٰ صاحب کو تحریر فرمایا

نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ (ہم اسی کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں) سرکردہ علماء کے بڑے و سردار جامع معقول ومنقول سید غلام یحییٰ اللہ تعالیٰ انہیں وہاں پہنچائے جس کی وہ تمنا رکھتے ہیں کہ یہ نسبت ومحبت اخوت وطریقت کا تعلق ناچیز یعنی جانجانان کے ساتھ رکھتے ہیں فقیر کے اشارہ کے مطابق آپ نے وحدت وجود اور وحدت شہود کے بارے میں رسالہ تحریر فرمایا ہے اسے بھی نظر سے گزاریں حق یہ ہے کہ تھوڑی سی بات عزت وحرمت قدر و منزلت کے لئے کافی اور بیان وافی ہے۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرًا الْجَزَآءِ (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے مالا مال کرے) دونوں مسلوں کی تطبیق کی ضرورت نہیں کہ یہ دو کشفوں کی ہمت و توفیق ہے اگرچہ تکلف سے خالی نہیں ہیں لیکن عمدہ مصلحت پر متضمن ہیں۔ ھِیَ الْاِصْلَاحُ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ فَرَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا اَنْصَفَ وَلَمْ یَتَعَسَّفْ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (یہ دو بڑے گروہوں کے درمیان اصلاح وصلح

کرنا ہے پس اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے انصاف کیا اور کجروی نہیں کی ٹیڑا راستہ اختیار نہیں کیا اور سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی اتباع و تابعداری کی ہے)

## وصیت کے کلمات کا بیان جو کہ خاص اس ناچیز کو فرمایا ہے

اے حق کے طلبگار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و فرمانبرداری میں تقویٰ و طہارت و پاکیزگی کا لباس اختیار کر اور اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر قائم رہ کر خواہش کے اندھیرے اور بدعت کی ظلمت سے باہر آجا اور اپنے احوال کو ہمیشہ کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کیا کر اگر قبول ہو جائیں تو ٹھیک ہیں اگر قبول نہ ہوں مردود ہو جائیں تو انہیں رد کر دے اور ہر صحیح حدیث جو کہ نظر سے گزرے جہاں تک ہو سکے اس پر عمل پیرا ہو ہمیشگی اختیار کر اگر ایسا نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے اس پر عمل اگرچہ زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہی کیوں نہ ہو کہ اس حدیث کے نور کے حصول سے محروم نہ رہے خلوت کو اختیار کر کے وقت کے تقاضے کے مطابق باطنی صفائی حاصل کر فقیر نے عمر کی اس مدت میں جو عمل کیا ہے وہ وقت کے لحاظ سے باطن کی صفائی حاصل کی ہے کوئی بھی اگر کوئی چیز حاصل کرتا ہے تو وہ وقت کی صفائی کے اعتبار سے کرتا ہے اور طلب و تلاش کے راستے پر ہر وقت سرگرم رہنا چاہے اور پابندی لازمی چیز ہونی چاہئے اکثر یہ آمدہ شعر زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

کار مردان روشنی و گرمی است
کار دونان حیلہ و بے شرمی است

ترجمہ: مردوں کا کام روشنی و گرمی حاصل کرنا ہوتا ہے باقی لوگوں کا کام حیلہ سازی بے شرمی اختیار کرنا ہوتا ہے۔

جو کچھ بھی تو حاصل کرے اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کر جس جگہ بھی تو ٹھہرے ورہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرے ورہے اپنی قدر و منزلت کو مضبوط رکھ تا کہ

اگر کوئی تیری مدح وتعریف کرے تو تو خوش نہ ہو اگر تیری کوئی برائی کرے تو تجھے غم و فکر نہ ہو کیونکہ عام طور پر اپنے مرتبہ اور احوال سے عدم اطلاع و بے خبری بندہ کے حال کی تبدیلی کا سبب بنتی ہے مثال کے طور پر ایک بندہ کا مرتبہ ایک کلو یا ایک سیر کے برابر ہے اس پر اسے یقین اور اعتماد بھی ہے اب اگر کوئی اس کی تعریف کرے یا اس کی برائی و ہجو بیان کرے یعنی مرتبہ میں کمی و زیادتی بیان کرے تو ہرگز وہ بندہ متغیر و متبدل نہ ہوگا کیونکہ وہ بندہ یقین رکھتا ہے کہ میرا مرتبہ ایک کلو اور ایک سیر ہی ہے اور جو آدھ کلو و سیر کہتا ہے وہ جھوٹ ہے اور وہ جو دو سیر و کلو کہتا ہے وہ بھی فضول و بے ہودہ ہے قدم کو شریعت وطریقت کے سیدھے و درست راستے پر رکھنا چاہئے اور مشائخ و اولیاء کرام کی محبت اپنے اندر پہاڑ کی طرح راسخ اور درست قائم کر اپنے شیخ و پیر کی موجودگی میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہرگز نہ ہو اور کسی طرف التفات نہ کر اگرچہ وہ التفات و توجہ کسی کے سوال کے جواب میں ہی کیوں نہ ہو چنانچہ روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خاص مرید کو آپ کی موجودگی میں خطاب کیا تو اس مرید نے بالکل کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کی جب اس شخص نے خطاب یعنی بلانے میں بہت زیادہ کوشش کی تو محمد صدیق نے اپنے مرید کو مخاطب ہو کر کہا کہ اس شعر کو اس شخص کے جواب میں کہو۔

من گم شدہ ام مرا مجوئید
از گم شدگان سخن مگوئید

ترجمہ: میں گم شدہ ہوں مجھے تلاش نہ کرو گم شدہ کے ساتھ گفتگو بھی نہ کرو۔

زندگی کے اوقات کی راہ کو توکل کے قدم پر بسر کرو کسی کے بالکل محتاج نہ بنو نہ ہی کسی کے آگے التجاء کرو کیونکہ توکل کے اندر نظر اللہ تبارک و تعالیٰ پر ہوتی ہے اور توکل کے علاوہ نظر مخلوق پر ہوتی ہے اگر کوئی خاص مجبوری ہو کسی سے سوال وغیرہ کر بھی لے لیکن اس پر کامل اعتماد نہ ہو تب بھی توکل میں کوئی خلل وخرابی نہیں ہوتی جو

چیز سامنے آجائے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو تو اسے رد کرنا واپس لوٹانا درست و مقبول عمل نہیں آپ فرماتے ہیں کہ زمانے کی اس جز میں توکل صرف بے جمعیت کا سبب بنتا ہے حالانکہ صوفیاء کی پونجی وراس المال جمعیت ہی ہے اور روزانہ کی قوت و روزی پر قناعت وصبر کرنا چاہئے۔ طمع اور تشویش کے مادہ کو بالکل دور کردے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ نعمتوں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ فقیر کی زندگی ان کے ساتھ اچھی گزر رہی ہے ایک یہ کہ جو چیز بھی جس وقت ضرورت ہو اللہ تعالیٰ اسے مہیا فرما دیتا ہے دوسری چیز یہ کہ طمع ولالچ کے پودے کی جڑوں کو دل کے اندر سے نکال کرنا پید و دور کردیا جس سے اپنے اور بیگانے سب کے سب ناامید ہو گئے ہیں ان کا ہونا اور نہ ہونا دونوں حالتیں برابر ہونی چاہئیں۔ چنانچہ آپ نے دیوان میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے:

نومیدی از مطالب کلفت ردای من شد
ہر کارِ بستہ آخر مشکل کشائے من شد

ترجمہ: رنج وغم کی مرادوں سے نومیدی میرے لئے چادر بن گئی ہے، ہر رکاوٹ شدہ کام آخر کار میرے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

جہاں تک ہو سکے اچھے اور برے کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ اگرچہ کتا اور بلی ہی کیوں نہ ہو پہلی مجلس کے اندر فقیر کو آپ نے جو نصیحت فرمائی تھی وہ یہی ہے اگر کوئی طلب کے ارادہ سے آئے تو اسے چاہئے کہ مولویت کی دستار و پگڑی اور فضیلت کا رمال بلند و بالا طاق میں رکھ دے یعنی تکبر وغرور کا مادہ جو تو نے اپنے اندر رکھا ہوا ہے اسے اچھی صفات میں تبدیل کرنا چاہئے اس کے بعد طریقت کے راستے پر قدم رکھنا چاہئے۔

پست شو تا فیض حق فائض شود
ہر کجا پستی است آب آن جا رود

ترجمہ: پست و نیچا ہوتا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا فیضان ہو، جس طرف پستی ہوتی ہے پانی اسی طرف جاتا ہے۔

اپنی طاعت وفرمانبرداری پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اپنے اختیار کو ختم کرنا اور اپنے اعمال کو ناقص دیکھنا یہ طریقت کے لوازمات میں سے ہے جس طرح کہ آپ نے اپنے دیوان شریف میں اس طرف اشارہ دیا ہے۔

انفعال جرم بہتر از غرور طاعت است
مظہر او راز حقیقت بر نماز خود مناز

ترجمہ: جرم کو تسلیم کرلینا طاعت کے غرور وتکبر سے بہتر ہے تو اس کی حقیقت کے راز کا مظہر ہے اپنی نماز پر ناز نہ کر۔

نفس کی جتنی بھی مخالفت کرے گا تیرے لئے بہتر واچھا معاملہ ہوگا۔

نفس اژدہا است این کی مردہ است
از غم بے آلتی افسردہ است

ترجمہ: نفس اژدہا وسانپ مردہ کی طرح ہے، ہتھیار کے نہ ہونے کے غم سے افسردہ وپریشان ہے۔

لیکن اس نفس کی اتنی مقدار میں مخالفت نہ کر کہ وہ تنگ ہو جائے اور فقر وفاقہ کے گراں بوجھ کے اٹھانے کے قابل نہ رہے اور بے طاقتی کی بناء پر تنگ دلی وبے آرامی کی راہ اپنے سامنے نہ لے آئے شوخی اور سرکشی کے آغاز کی بنیاد نہ رکھ لے اور اس کا جو مقصود ومطلوب تھا اس سے دور نہ رہ جائے کبھی کبھی اس کی چاہت کے مطابق کام کرے کیونکہ مومن کا نفس ہے اس کی خدمت کرنا اجر وثواب کا باعث ہے چنانچہ بندہ مومن جس وقت بھی کوئی چاہے اسی وقت اس کو دی جائے بلکہ اس طریقہ پر عمل کرے کہ جب وہ چیز مانگے پہلے اس سے وعدہ کرے کہ میں تجھے فلاں شے دوں گا اگر وہ اس چیز کے مطالبہ سے رک جائے تو ٹھیک ہے یہی اصل مقصود

ہے اگر نہ رکے تو وعدہ پورا کرے یعنی اسے چیز عطا کرے اگر اب بھی رک جائے تو فبھا اگر پھر تقاضا کرے تو اسے حیلے بہانے سے ٹالنے کی کوشش کرے حتیٰ کہ وہ اس چیز کے مطالبے سے دست بردار ہو جائے جب تجھے یقین ہو جائے کہ وہ اپنی آرزو و تمنا سے باز نہیں آتا تو اس کے اوقات میں خلل و خرابی پیدا کرے اور ایک مرتبہ جو چیز بھی چاہے اسے پیٹ بھر کر کھلائے شرط یہ ہے کہ جو چیز اسے دے رہا ہے وہ شرعی طور پر جائز و مباح ہونی چاہئے تا کہ اس کے بعد وہ اس کی تمنا نہ کرے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ فقیر کا نفس مثالی صورت اختیار کر کے فقیر کے سامنے آیا اور دودھ اور چاول کی تمنا ظاہر کی اور کہا کہ اس وقت جو میری حاجت پوری کرے گا یعنی پیٹ بھر کر کھلائے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت کو پورا کرے گا۔ فقیر نے جب یہ قصہ و معاملہ اپنے ایک عزیز کو بتایا تو اس عزیز نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور کہا اگر اس کے بعد ایسا معاملہ دوبارہ ظاہر ہو تو فوراً مجھے اطلاع کریں تا کہ میں اس کی خدمت بجا لاؤں تو فقیر نے کہا ٹھیک ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس بات کے بعد کچھ عرصہ گزرا کہ وہی معاملہ دوبارہ ظاہر ہوا تو میں نے اس عزیز کو اس معاملہ کی اطلاع پہنچائی تو بہت جلد وہ عزیز چاول اور دودھ لے کر میرے سامنے آ گیا اور اسے کھلا دیا چند دنوں کے بعد اس عزیز نے کہا کہ عرصہ دراز سے میری ایک حاجت تھی جو پوری نہیں ہو رہی تھی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عمل کی برکت سے میری اس حاجت کو پورا کر دیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کامل آدمی کا خاصہ ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے نیز آپ نے ارشاد فرمایا بے مزہ قسم کے طعام و کھانے کو شکر حاصل کرنے کے لئے کئی قسم کے مصالحہ کے ساتھ لذت دار بنایا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اچھا و بہتر معاملہ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی لذیز کھانے کے اندر پانی ملا کر بے مزہ کر دیتا ہے تو وہ عجیب سا لگتا ہے کیونکہ بے مزہ کھانے سے دل کے اندر شکر ادا نہیں ہوتا مگر ظاہری طور پر زبان سے شکر ادا کرتا ہے مگر حقیقت

میں شکر ادا نہیں کرتا حقیقت میں وہ شکر صبر کی شاخیں ہوتی ہیں کہ اس کا معنی حبس النفس ہوتا ہے پس یہ معنی شکر کے خلاف ہے اور اتباع سنت کے منافی ہے نفس کی مخالفت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں اور اس طعام کی تجلی خاص کی حق تلفی الگ ہے چنانچہ یہ لکھنے والا فقیر حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک قسم کے کھانے کو کافی تغیر کے بعد لے گیا تو آپ نے اس کھانے کا معائنہ کیا تو ناراض ہو گئے تو فرمایا اس طعام کے خون کی تجلی کو تم نے ضائع کر دیا ہے اس کی ذمہ داری تم پر ہے اس قسم کی آسان برکات پختہ صوفیوں سے سرزد نہیں ہوتیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں شیطان کے مکروفریب سے اتنا آگاہ کر دیا اگر وہ اب ہماری جیب کاٹنا چاہے تو اسے اس بات کی طاقت نہیں ہے اور فریب کاری اس کا دوسرا حربہ ہوتا ہے اور مزارات کی زیارات کے لئے ضرور جانا چاہئے اور ان کی ارواح کے وسیلہ سے ظاہری و باطنی فتوحات کا مطالبہ کرنا چاہئے ان کی ارواح پاک کو ایصال ثواب ہر روز کرنا چاہئے کیونکہ بہت زیادہ برکات کے حاصل ہونے کا سبب ہوتا ہے اور بے شمار فتوحات ملتی ہیں اور آپ فرماتے ہیں ابتدائی لوگوں کو شیخ کی صحبت زیادہ مفید ہوتی ہے مزارات کی زیارت اور مجاورت اتنا فائدہ نہیں پہنچاتی تجھے معلوم نہیں کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور زیارت کی سعادت سے مشرف ہوتے ہیں لیکن باطنی نسبت نہ ہونے کی وجہ سے باطنی کمالات کے حصول کے بغیر واپس لوٹ آتے ہیں۔

خر عیسیٰ اگرچہ بمکہ رود
چوں باز آید ہنوز خر باشد

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھا اگرچہ مکہ مکرمہ میں جاتا ہے لیکن جب وہ واپس آتا تو گدھے کا گدھا ہی ہوتا ہے۔

لیکن ہر وہ بندہ جس کے روح کا لطیفہ قوی و پختہ ہوتا ہے اور عالم امر سے تام و

پکی مناسبت رکھتا ہے تو ایسے شخص کی زیارت کرنا کوئی مضائقہ نہیں؟ بلکہ اس کی زیارت زیادہ سودمند ہوتی ہے کیونکہ روح کی مناسبت کی جہت کے اعتبار سے اہل مزار سے بلاواسطہ انوار و برکات کا اقتباس حاصل کرتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ علاؤالدین غجدوانی کی خدمت میں چالیس دن رہا ان کے ساتھ مجلس و اختلاط میں وقت گزارا اور وہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے خلیفہ تھے ایک دن انہوں نے حضرت خواجہ بہاؤالدین کو کمال تصرف و محبت و برکات کے ساتھ یاد کیا آخر میں ارشاد فرمایا کہ اس وقت کے عزیزوں و پیاروں کی صحبت نیز غنیمت ہے اگرچہ ماضی میں جو احباب گزرے ہیں یہ ان کے مرتبۂ مقام کے برابر نہیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکابر نے کہا کہ زندہ بلی شیر مردہ سے بہتر ہے۔

تا کی بزیارت مقابر = عمری گزرانی ای فسردہ

ترجمہ: کب تک مقابر کی زیارت پر عمر گزارے گا اے پریشان حال

یک گربہ زندہ پیش عارف بہتر از ہزار شیر مردہ

ترجمہ: عارف کے سامنے زندہ بلی ایک ہزار مردہ شیروں سے بہتر ہے

حضرت خواجہ علاؤالدین فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مجاور بننا مخلوق کا مجاور بننے سے زیادہ اعلیٰ وارفع ہے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ آمدہ شعر بہت زیادہ جاری رہتا تھا۔

تو تا کی گور مرداں را پرستی
بگرد کار مرداں گرد درستی

ترجمہ: تو کب تک مردوں کی قبروں کو پوجے گا، مردوں کے کام کے گرد درستی سے قائم رہو۔

اکابرین و بزرگان دین کی قبروں کی زیارت سے غرض و غایت اللہ تبارک و

تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس برگزیدہ بندہ کی روح کمال توجہ کے ساتھ حق کے ساتھ ملا دیتی ہے چنانچہ ہر حال میں مخلوق کے ساتھ تواضع کرے ہر چند جب بندہ مخلوق کے ساتھ تواضع کرے گا تو حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تواضع ہوگی کیونکہ تواضع اسی وقت اچھی، عمدہ ہوگی جب کہ وہ تواضع صرف ومحض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت وقدرت کے آثار ظاہر ہوں گے اگر ایسا نہیں تو یہ صرف ایک صنعت وریا ہوگی تواضع ہرگز نہیں ہوگی۔ عرس وغیرہ کی عرفی رسموں میں مقید و پابند نہ ہونا کہ اس میں شناعت و برائی ہے۔ (۱) اس طریقت کے احباب جو کہ رسومات سے فارغ ہیں ان کے خلاف بات ومعاملہ لازم ہوگا۔ (۲) خیمے اور دریوں وغیرہ کے لئے لوگوں سے سوال کرنا لازم آئے گا۔ (۳) روشنی اور چراغاں وغیرہ کے لئے اخراجات کا اصراف لازم آئے گا۔ (۴) تضیع اوقات ہوگا کیونکہ اوقات کی محافظت ضروری۔ (۵) اور لوگوں کی شکایات ہوں گی کہ ان کے مراتب کے مطابق ان کی خدمت نہیں ہوگی کیونکہ لوگوں کی کثرت واژدہام ومجالس کی وجہ سے مصروفیت زیادہ ہوگی۔ (۶) ان رسومات کو ہمیشہ ادا کرنے سے بعض اوقات سود کی شرط پر قرضہ لینا پڑے گا جو کہ شرعاً حرام ہے اس بھرپور فتنہ کے دور میں فقراء کو اسباب معاش بہت کم ہوتے ہیں اور عرس کی رسومات کے لئے ترک کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اس بنا پر رسوم کی ادائیگی کے لئے قرض لینے پر مجبور ومحتاج ہوں گے۔ (۷) غیر مشروع نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ (بے شک اللہ تعالیٰ طیب و پاک ہے طیب کو ہی قبول کرتا ہے) نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو صدقہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں دیا جائے وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دینا چاہئے اس کے بعد مسکین کے ہاتھ میں دینا چاہئے پس اس قسم کی نیاز اللہ تعالیٰ کے لئے کس طرح ہوسکتی ہے تاکہ اس کا ثواب اس بزرگ کو پہنچایا جاسکے اس مقام پر حضرت کا معمول یوں تھا کہ جب کسی

بزرگ کا عرس کرتے تو اس دن گھر میں ارشاد فرماتے کہ آج پہلے کی بانسبت زیادہ کھانا تیار کرنا اور احباب میں سے جو بھی وہاں موجود ہوتے انہیں کہتے کہ آج کھانا اسی جگہ تناول فرمانا اور فقیر کی عادت تھی کہ بازار سے کھانا کھاتا تھا تو ناچار ایک روپے کی شیرینی بازار سے منگوا کر جو احباب موجود تھے ان میں تقسیم کی اور حضرت کے پاس جو نقد رقم جمع ہوتی وہ پیر زادوں اور بیواؤں جو کہ اس نیاز کے مستحق ہیں پوشیدہ طور پر ان کے پاس پہنچا دیتے تھے کیونکہ یہ طریقہ ریا کاری وغیرہ اور تمام قسم کی آفات اور حرام وغیرہ سے محفوظ ہے نیز اس جگہ فرماتے ہیں نقد مال و دولت اگرچہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو نیاز کے طور پر دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کے ساتھ بہت سی حاجات کو پورا کیا جاسکتا ہے اور خدمت کی اقسام میں سے خدمت بدنی زیادہ نفع بخش اور دل کو بہت جلدی راحت پہنچانے والی ہوتی ہے اس کتاب کو لکھنے والے فقیر سے خدمت کے وقت حضرت مظہر جانجاناں بہت خوش ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے تیری اس خدمت کو بہت چاہتے ہیں تو گویا یوں ہوتا ہے کہ توکل کے اندر قدم رکھنے کے باوجود فقیر اس خدمت سے کوئی پریشانی وغیرہ محسوس نہیں کرتا اور اس خدمت کی وجہ سے بندہ وظیفہ و درود اور استغفار زیادہ کرتے ہیں اس ناچیز نے ایک دن حضرت سے پوچھا کہ تین سو عدد کے اوپر کثرت کا اطلاق ہوسکتا ہے تو آپ نے جواب دیا نہیں اس کے بعد میں نے پوچھا کہ پانچ سو پر کثرت کا اطلاق ہوسکتا ہے تو آپ نے جواب دیا نہیں پھر میں نے دریافت کیا کہ ہزار پر کثرت بول سکتے ہیں تو آپ نے جواب دیا اس مقدار کو یقیناً کثرت کہہ سکتے ہیں چنانچہ فقیر اسی مقدار کے مطابق ہر ایک وظیفے کو پڑھتا ہے اور ہمیشگی کرتا ہے ناغہ نہیں کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ دعائے حزب البحر روزانہ پڑھا کرو اور فرمایا کہ سورۃ لایلف ہر روز ایک سو ایک یا ایک سو گیارہ مرتبہ روزانہ فجر کے بعد پڑھا کرو اور اول آخر درود شریف پانچ مرتبہ پڑھا کرو شر و خباثت کے دفع کرنے کے لئے بہترین

عمل ہے۔ ختم خواجگان اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم اگر احباب جمع ہو جائیں اور روزانہ صبح کے وقت پڑھیں کیونکہ مشائخ کرام کا معمول ہے اس میں بہت زیادہ فائدہ و برکت ہوتی ہے۔ جس وقت آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات کی تین جلدیں عنایت کیں اور فرمایا کہ یہ دولت جو کہ میں نے تیرے حوالے کی ہے اس سے قبل کسی کو میں نے اس دولت سے نہیں نوازا اور مشائخ طریقت اپنے مریدین کی اجازت خلافت کے وقت جو کچھ عطا کرتے ہیں وہ اس سے اچھا و عمدہ نہیں ہوتا جو کچھ کہ میں نے تم کو انعام و اکرام کے طور پر دیا ہے اسے بہت بڑی نعمت کا شکر تجھے بجالانا چاہئے اور اس بے انتہاء دولت کو پہچاننا چاہئے کہ تیرے لئے ظاہری طور پر خزانہ ہے اور باطنی طور پر ذخیرہ ہے اور افعال جوارح کے لئے ایک نفیس قسم کا آلہ ہے دوستوں اور طالبوں کی تربیت کا آلہ اور مُرشِدْ ہے اور تقویت کے اعتبار سے مربی و پالنے والا ہے اور شیطان کو بھگانے والا ہے اور ہر مشکل و پریشانی جو اس راستے میں لاحق ہونے والی ہے اس نعمت کی برکت سے وہ دور ہو جائے گی اگر اللہ تعالیٰ تجھے موقع عطا کرے اور طالبان طریقت آپ کے پاس آئیں تو عصر کی نماز کے بعد اس نعمت کا تھوڑا سا حصہ انہیں پڑھ کر سنایا کرو تا کہ تمہارا اور دوسرے اہل طریقت کے لئے فائدے کا سبب بنے چنانچہ ہماری خانقاہ کے بعض مشائخ کا یہی معمول چلا آرہا ہے اسی طرح متبرک خرقہ عطاء کرنے کے وقت بہت سی وصیتیں اور عمدہ نصیحتیں بیان فرمائی ہیں فرمایا جو کچھ میں نے کہا یہ مختصر ہے کہ شرح کی گنجائش نہیں تھوڑی سی خوشبو اس سے دیتا ہوں تا کہ یہ اوراق بھی اس کی برکت سے خالی نہ رہیں جب کہ ان کا خرقہ خاص جو کہ ٹوپی اور قمیض تھا اپنے سامنے رکھا ہوا تھا فرمایا جو خرقہ تمہیں دے رہا ہے اس کی قدر و منزلت میرے نزدیک حائضہ عورت جو کپڑا حیض والی جگہ رکھتی ہے اس سے بھی کم ہے لیکن کیونکہ پرانے بزرگوں کی عادت و معمول یہی ہے کہ طالبوں کو بوقت رخصت و اجازت خرقہ

وجوڑا عنایت کرتے ہیں فقیر بھی ان بزرگوں کی اتباع کرنے میں مبادرت وجلدی کرتا ہے پس یہ بات لازم ہے کہ جب تک زندگی ہے سنت کی محافظت اس پر اِستقامت اور اس کی متابعت اور ہمیشہ عبادت میں مصروف یعنی ہر وقت کی آگاہی و حضوری میں مصروف ومگن رہنا ہے اور مشائخ کرام کی محبت کو دل سے نہ جانے دینا کیونکہ کمال انسانیت اسی میں بند و پوشیدہ ہے ہر وہ شخص جس کا قدم اس راستے پر ہے اور رشد و ہدایت کی دولت ان کے سامنے ہے اس ضمن میں بزرگان کرام کی محبت و متابعت کے برکات بھی ظاہر ہوں گے اور ثمرہ بھی حاصل ہوگا صرف خرقہ کے اوپر اعتماد کرنا خطاء ہی خطاء ہے اور اس سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا اس جگہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ نقشبندیہ کی مدار بزرگوں کی اِستقامت پر ہے اور اِستقامت کرامت سے بلند و بالا واعلیٰ ہے۔

بر اہل اِستقامت فیض نازل میشود مظہر
نمی دانی تجلی گردِ کوہِ طور می گردد

ترجمہ: اے مظہر اہل اِستقامت پر فیض نازل ہوتا ہے، تجھے معلوم نہیں کہ تجلی کوہ طور کے اردگرد پڑتی ہے۔

کشف کو اس راستے میں کوئی دقت و پریشانی نہیں اور کرامت کا کوئی اعتبار نہیں اور سماع و وجد بالکل نہیں ہونا چاہئے۔ عرس اور چراغاں وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے جیسا کہ اس سے پہلے اس طرف اشارہ ہو چکا ہے اور اس خانوادہ کی خلافت دستار و کلاء اور شجرہ پڑھنے پر موقوف نہیں اور ان بزرگوں کے مرید صرف بیعت اور رسوم پر نہیں اور ان کے باطن کے ذوق و وجد عام طور پر لوگوں میں جو مشہور ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں اور کتاب وسنت اور آثار واحوال کی قدر ومنزلت جو عرفی طور پر لوگوں میں ہوتی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ کماحقہ دین اور آثار و احوال کے جو پابند ہوتے ہیں جیسا کہ اس مقام پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ

علیہ نے ارشاد فرمایا کہ صوفیاء کے طریقوں میں نقشبندیوں کے طریقے کو اختیار کرنا زیادہ بہتر و اولیٰ اور زیادہ مناسب ہے کیونکہ نقشبندیہ صوفیاء کرام سنت کی اتباع کرنے میں سب سے آگے ہیں اور بدعت سے اِجتناب کرنے کی صورت میں سب سے اول درجہ پر ہیں اس بناء پر اگر اتباع کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں تو درویشی کے احوال کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں ہوتی اتباع نبی میں خوش و خرم ہوتے ہیں اور اگر باطنی احوال ہوں اور اتباع سنت میں کمی ہو تو ان احوال کو بالکل پسند نہیں کرتے اسی وجہ سے ان بزرگوں نے رقص کے دوران سماع جائز قرار نہیں دیا کہ اس کے اندر جو احوال ظاہر ہوتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں کرتے بلکہ ذکر بالجہر کو بدعت شمار کرتے ہیں اس سے منع کرتے ہیں اس کے اندر جو ثمرات مرتب و ظاہر ہوتے ہیں ان کا کوئی لحاظ نہیں کرتے اس طرف بالکل توجہ نہیں دیتے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی خورد و نوش والی مجلس میں حاضر تھا حضرت شیخ کمال جو کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلصین میں سے کھانا کھانے کے وقت بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھا اور حضرت خواجہ باقی باللہ اس مجلس میں موجود تھے تو آپ کو حضرت شیخ کمال کی یہ بات اس حد تک محسوس ہوئی کہ آپ نے ان کی اچھی طرح سے خبر لی اور کہا کہ اسے طعام کی مجلس میں آنے سے منع کر دو اور میں نے اپنے خواجہ حضرت مظہر جانجانان سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند نے علماء بخارا کو جمع کیا اور حضرت امیر کلال کی خانقاہ پر لے گئے اور ان علماء کو ذکر بالجہر سے منع فرمایا تو علماء نے حضرت امیر کلال کو کہا کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر بدعت ہے اسے نہ کریں تو آپ نے علماء کو جواب دیا کہ ہم یہ ذکر نہیں کرتے۔ طریقہ نقشبندیہ کے اکابرین نے اس کے منع کرنے میں مبالغہ کیا ہے سماع اور رقص اور وجد کی صورت میں جو احوال مرتب ہوتے ہیں اور یہ اسباب جائز نہیں ہیں ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے جوابا کہا کہ فقیر کے نزدیک

یہ استدراج کے قبیلے سے ہے اور اہل استدراج سے جو احوال اور ذوق دکھائی دیتے ہیں کشف توحید اور مکاشفہ وغیرہ کا جو معائنہ ہوتا ہے یہ سب کچھ یونان کے حکماء ہندو اور براہمن سے بھی یہ چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔ سچائی کی علامت یہ ہے علوم دینیہ شرعیہ کے مطابق عمل ہو اور حرام و مشتبہ چیزوں سے مکمل طور پر اجتناب ہو۔ نیز اس مقام پر حضرت نے فرمایا کہ حضرت شیخ سیف الدین ایک رات تخت کے اوپر بیٹھے ہوئے تہجد کے لئے وضو کر رہے تھے اور ان کے قریب سماع کی محفل ہو رہی تھی۔ اس کی آواز آپ کے کانوں تک پہنچی تو آپ ذوق وشوق کی وجہ سے وجد میں آ گئے اور بے خودی کی حالت تاری ہوگئی اور ایک مرتبہ زمین پر گر گئے۔ سخت وشدید قسم کی چوٹیں آپ کے ہاتھ پر لگی جب صبح کے وقت آپ کو کچھ آرام آیا اور بہت زیادہ لوگ آپ کی عیادت کے لئے آئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سماع کرنے والے احباب مجھے بے درد شمار کرتے ہیں حالانکہ ایک بار کے سماع سے میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ عنقریب میری زندگی کا سلسلہ ختم ہونے والا تھا اور میرے روح کا مرغ جسم عنصری سے پرواز کرنے والا تھا اور وہ جو کثرت کے ساتھ سماع کرتے ہیں وہ کس طرح زندگی بسر کرتے ہیں پس انصاف چاہئے کہ ہم بے درد ہیں یا وہ بے درد ہیں لیکن وہ معذور ہیں کہ ہمارے اندرونی درد سے بے خبر ہیں اگرچہ ظاہری طور پر مٹی کی طرح سکون رکھتے ہیں یعنی سکون میں ہیں لیکن ہمارے باطن کا آتشکدہ سوز وغم سے شعلے مارتا ہے جس طرح کہ جناب مولوی بہاؤالدین صاحب نے فرمایا:

باہمہ کس درمیان وزہمہ کس برکراں
سوختن و ساختن دین فقیر است و بس

ترجمہ: تمام لوگوں کے درمیان میں اور تمام لوگوں سے کنارہ کش، جلنا اور بنانا فقیر کا دین ہے اور بس یہی کافی ہے۔

اس بناء پر سماع و وجد کی طرف میلان نہیں رکھتے اور پوشیدہ رنج وغم کو خاص و

عام کے سامنے نہیں کرتے کیونکہ ہمارا طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ ظاہری طور پر کمال کے ساتھ مزین و پروقار ہیں اور سکون و استقرار کی انتہاء کے ساتھ مہذب ہیں اس کے باوجود اکثر اوقات کھانے کے لئے گھر میں کچھ نہیں ہوتا تھا اور باطنی احوال کو سوائے محرم راز کے کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا مگر آپ کی وفات کے بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے گھر مبارک میں تشریف لے گئے تو اچانک مکان کی چھت پر نظر پڑی تو دیکھا کہ کئی جگہوں سے جلا ہوا سیاہ ہو چکا ہے تو اس کا سبب دریافت کیا تو گھر والوں نے جواب دیا کہ کبھی کبھی ان کے دل سے پردرد آہ نکلتی تھی اس کی گرمی و حرارت کے دھوئیں سے اس گھر کی چھت جل کر سیاہ ہو گئی ہے۔

از درون شو آشنا و از برون بے گانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہان

ترجمہ: اندر سے آشنا و باخبر رہو اور باہر سے بے خبر و بے گانہ رہو اس قسم کی اچھی روش جہان میں بہت کم ہوتی ہے۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ راستے میں جا رہے تھے کہ سماع کے ذوق و شوق میں تیر کا ایک زخم آپ کے کان پر لگا تو دلی طور پر گھبرا گئے انتہائی بے تابی کے عالم میں اٹھ کر بیٹھے اور کہا کہ بیت المال کا سماع ہلاک کرنے والا ہے اس لئے حرام ہے اس کے بعد حضرت نے فائدہ کے طور پر فرمایا کہ فقیر کے پاس سماع کے بارے میں بہت قوی دلائل پہنچے کہ سماع کرنے والے اس کی بالکل کوئی خبر نہیں رکھتے چنانچہ اس مقدمہ کا صغریٰ یعنی پہلا حصہ بدیہی و ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ اَلسَّمَاعُ یُوْرِثُ الرِّقَّۃَ وَالرِّقَّۃُ تَجْلِبُ الرَّحْمَۃَ فَالنَّشِیْجَۃَ السَّمَاعَ یَجْلِبُ الرَّحْمَۃَ (سماع رقت و نرمی کا وارث ہوتا ہے اور رقت و نرمی رحمت کو کھینچتی ہے تو سماع کی تڑپ بھی رحمت کو کھینچتی ہے) ان

تمام حالات کے باوجود سماع کرنے والے لوگ فقیر کو بے ذوق بے احوال جانتے ہیں اور منکر ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فقیر کے مزاج میں انتہائی درجے کا اعتدال و انصاف اور آخری درجے کی چاشنی اور ہر قسم کا ذوق و مذاق عطاء کیا ہوا ہے کہ ہر قسم کے مذاق کا دارو اس نے دیا ہوا ہے کیونکہ میرا باپ قادری ہے اور میرا دادا چشتی ہے فقیر اگرچہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ ملتزم ہے لیکن بسبب شور و مذاق میری طینت کے اندر عشق و عاشقی اور اس کی نزاکتیں موجود ہیں جس کی وجہ سے حضرات چشتیہ کے اذواق و مواجید کو فقیر اچھی طرح سے جانتا پہچانتا ہے لہٰذا ان کے احوال کے انکار کرنے کی جرات نہیں رکھتا کہ یہ احباب سکر کی وجہ سے معذور ہیں کہ حالت سکر میں سماع کے دوران وجد و حال وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں اہل ہوش جو دربار کے آداب سے واقف ہوتے ہیں ان کی حرکات و سکنات بے قائدہ و بے اصول نہیں ہوتیں بالخصوص نقشبندی مجددی سلسلہ کے حضرات کی سنت کی اتباع کا حصہ ان کے پاس بہت زیادہ ہوتا ہے۔ خلاف سنت کوئی حرکت نہیں کرتے۔ پس بہترین و عمدہ و نفیس طریقہ یہ ہے کہ نہ ہم انکار کرتے ہیں اور نہ ہی ہم ان کا ارتکاب کرتے ہیں اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ اس بات کے قائل ہیں کہ نہ ہم ان کا کام کرتے ہیں نہ ان کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مرید کو مکھی کی خاصیت والا ہونا چاہیئے کہ جتنا بھی اسے بھگانے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں بھاگتی فوراً واپس آجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ استاد تجھ سے جتنا بھی ناراض ہو تجھے اس سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس بارے میں کتا تجھ سے بہتر ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے طریقہ سے لوٹ کر تیرے پاس آئے تو تو اسے اس کی اپنی ذات کے بارے میں شیر پھاڑنے والے سے کم نہ جان اور اس کی خدمت کے حق کو اس کے عہدہ کے مطابق نہ ہونے کے مواخذہ سے ڈرتا اور

کانپتا رہنا چاہئے۔ آپ نے نیز تلقین فرمائی کہ تجھے اپنی ہستی یعنی موجودگی اور خود پرستی سے خلاصی حاصل کرنی چاہئے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

رخت وا کردن ہماں رخت از جہان بربستن است
در سبکباری تجمل وضع حبابم کردہ است
ایں قدرہا غافل از اندیشہ روز حساب
رحمت بے حد و لطف بے حسابم کردہ است
رستن از قید خودی مظہر بحق پیوستن است
قطرہ بودم بحریک کشت شرابم کردہ است
مظہر طلبی گر بجہاں منزل راحت
بگذر تو زخود در پس ایں پردہ مقام است

ترجمہ: ساز و سامان' مال' اسباب کو کھولنا گویا کہ اس مال' اسباب کو جہان سے اٹھانا ہے ہر حال میں خوش رہنے والا آدمی پریشانی کے عالم میں جو بلبلہ بناتا ہے اتنی مقدار میں بھی قیامت کے حساب' کتاب سے غافل نہیں ہونا چاہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے حد' حساب لطف' کرم کیا ہوا ہے اپنی ذات' خودی سے رہائی پانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملنا ہوتا ہے' میں سمندر کی زمین کا ایک قطرہ تھا مجھے پانی کردیا گیا ہے' مظہر اگر جہان میں راحت کی منزل چاہتے ہو تو اپنے آپ سے گذر جا کہ پردہ کے پیچھے اعلیٰ مقام ہے۔

## حضرت کی عادات واخلاق واحوال وسیر کی کیفیت وطریقہ کا بیان

اے مخاطب تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت کی زندگی کے اطوار اور طرز معاش کے بارے میں پیچھے گزر چکا ہے مکمل بیان تحریر کے صفحہ پر نہیں آسکتا اور ان

کے احوال و ڈھنگ کا احتمال بمشکل پسند ہوتا ہے خاندان مرزائیت اور نازک مزاجی کی وجہ سے درویشی کے طور طریقے پسند نہ تھے آپ کی تقریر کے ترازوں پر صوفیاء کا طریقہ وزن نہیں رکھتا تھا چنانچہ آپ اپنے دیوان میں ارشاد فرماتے ہیں:

در جنون ہم مرزائی از مزاج ما نرفت
کز برائے خویش حمامی زگلخن داشتیم

بجا ہے سنگ طفلاں پارہائے شیشہ بایدزد
چوں مظہر مرزا دیوانہ نازک طبیعت را

در جائے سنگ شیشہ تواں برسرش زدن
طفلاں دماغِ مظہرِ دیوانہ نازک است

مظہر زما برید دگر یادِ ما نہ کرد
دیوانہ خوش نہ بود ز وضعِ کرختِ ما

ترجمہ: ہمارے دماغ سے خاندان مرزائیت کا جنوں نہ ختم ہوا کیونکہ اپنی ذات کے لئے حمام سے ایک چنگاری رکھتے ہیں مرزا مظہر کی طرح نازک و دیوانی طبیعت والے لوگ جہاں بچے پتھر کی کنکریاں مارتے ہیں وہ وہاں شیشے کے ٹکڑے مارتے ہیں پتھر کی جگہ شیشے کو اس کے سر پر مارنا ممکن ہے۔ اے مظہر دیوانے طفلوں و بچوں کے دماغ نازک ہوتے ہیں مظہر تم ہم سے جدا ہوئے تم نے ہمیں یاد کرنا چھوڑ دیا، دیوانہ بندہ ہمارے رنگ ڈھنگ سے خوش نہیں ہوتا۔

یہ ناچیز فقیر حضرت کے بعض احوال و عادات شریعت کی شرح طالبوں کی ترغیب وتحریص کے لئے اس جگہ تحریر میں لاتا ہے۔ اہل وعیال کی تمام ضروریات کو پورا کرنے، متعلقین کی دائمی امراض اور زمانے کے فساد اور شہر کی ویرانی، اخراجات کی کثرت و اونچائی اور بڑھاپے کی کمزوری و ناتوانی کے کمال جمعیت اور توکل کے

ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمیشہ بازار سے خرید کر کھانا کھایا کرتے تھے عین سنت کے مطابق کپڑے پہنتے تھے اغنیاء کے گھروں کا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے اگر اتفاقی طور پر اغنیاء کے گھر کا لقمہ اگر کھالوں تو میری باطنی قوت میں خلل وخرابی آجاتی ہے جب تک اس کھانے کا فضلہ خارج نہیں ہوجاتا تھا باطنی نسبت بحال نہیں ہوتی تھی اور باطن صفائی قبول نہیں کرتا تھا اور صوفیاء کی طرح عام دعوتوں اور مجلسوں میں نہیں جاتے تھے اور کسی خاص کی دعوت کو شبہ کے خوف کی وجہ سے قبول نہیں کرتے تھے اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ دعوت کو قبول کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے لیکن زمانے نیتوں کے فساد وخراب ہونے کی وجہ سے اور شرائط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے دعوت کو قبول نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ اس زمانے کے دوست معاش کی تنگی کی حالت میں بہت زیادہ معذور ومجبور ہیں طاقت نہیں رکھتے کہ وہ کسی کی ضیافت ومہمانی کریں تو ناچار سود پر قرض لے کر مہمانی کریں گے تو اس قسم کی ضیافت کے جائز وحلال ہونے کے حال کو سب جانتے ہیں تو فقیر نور فراست کے تجربہ کے پیش نظر ایسی ضیافت کے قبول کرنے کے مضر اثرات کو دور رکھنے کے لئے دعوت کو قبول نہیں کرتے کیونکہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ لَا یُلْدَغُ فِیْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ (کامل مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا) اور وہ مخصوص صاحبان جن پر آپ کو اعتماد ہے کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا ان کی دعوت کو آپ قبول فرماتے ہیں اور کھاتے ہیں کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں یا کسی نے جو اِستفادہ کے لئے مکان دیا ہو اس میں رہتے ہیں اپنی عمارت بنانے میں مشغول نہیں ہوتے تھے فرماتے تھے کہ زندگی کے دن گزارنے کے لئے اپنا یا بیگانہ گھر دونوں برابر ہیں اور دنیاداروں سے میل جول بہت کم کرتے تھے اور ان کی نذر ونیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ عمدہ عزیزوں میں سے ایک مرتبہ آصف جاہ نظام الملک نے ۳۰ ہزار

روپے نقد نیاز پیش کی اور منت وسماجت بھی کی لیکن آپ نے اس کی نیاز کو قبول نہیں فرمایا۔فرمایا:

فقیر کو نیاز قبول کرنے کے لئے چند شرائط ہیں۔(۱) نیاز دینے والا شخص شریف و نیک ہونا چاہئے کیونکہ میری تنخواہ شرفاء و نجباء پر لازم ہے (۲) نیاز دینے والا دنیاداروں سے جو کہ مشکوک ہیں ان سے ملتا جتا نہ ہو (۳) وہ نیاز دینے والا تھوڑی بہت تقویٰ و پرہیز گاری ضرور رکھتا ہو (۴) نیاز دینے والا حرام حلال کی جان پہچان رکھتا ہو (۵) نیاز دینے والا لوٹ مار والی جگہ میں تازہ ونو وارد نہ ہو (۶) دل کے اخلاص اور نیت کے خلوص کے ساتھ لایا ہو اور صمیم قلب سے اعتماد و بھروسہ رکھے کہ حضرت میری اس نیاز کو قبول فرمائیں گے اور مجھ پر رحم و کرم و توجہ بھی فرمائیں گے تو اس نوعیت کی نیاز کو آپ قبول فرمائیں گے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں ایسی فراست ایمانی عطا کی ہوئی ہے کہ ہم اس کے نور سے تمام خفیہ نوعیت کی باتیں و دقائق جان لیتے ہیں اور اس عقیدہ کے خلاف ہو تو کوئی نیاز وغیرہ قبول نہیں کرتے اس مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر بندہ کو پیشانی سے پہچان لیتا ہے کہ یہ سعید و نیک بخت ہے یا شقی و بد بخت ہے اور ابدال جو کہ مستور الحال ہوتے ہیں ان کو بھی پہچان لیتا ہے کہ یہ ابدال ہے (بزرگوں نے لکھا ہے کہ دنیا کے اندر ۷۰ نفر ابدال ہوتے ہیں ان کے وجود کے طفیل اللہ تعالیٰ دنیا کو قائم رکھتا ہے ان میں سے جب کوئی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے کسی دوسرے کو اس کے قائم مقام کیا جاتا ہے اور ۴۰ ابدال ہر وقت ملک شام میں موجود ہوتے ہیں اور باقی ساری دنیا میں ۳۰ نفر ابدال ہوتے ہیں)

ایک مرتبہ درانی قوم سے ایک بندہ ابدال کے مرتبہ پر فائز تھا فقیر کے پاس آیا اور فقیر نے معلوم کرلیا کہ یہ ابدال ہے اس نے باطنی طور پر ہی کہا نہیں بلکہ آپ ابدال ہیں ان الفاظ کے سنتے ہی وہ فوراً اٹھا اور تیزی سے چلا گیا جب وہ دروازہ

سے باہر نکلا تو فقیر نے اس کی بہت زیادہ تلاش کی لیکن اس کا کہیں بھی نام و نشان نہ پایا اکثر سلاطین و بادشاہ اور امراء و امیر لوگ آپ کی مسجد مبارک اور خانقاہ شریف بنانے کے لئے نیازمندی ظاہر کرتے تھے لیکن آپ کسی کی بات قبول نہیں کرتے تھے یعنی اس طرف بالکل توجہ ہی نہیں کرتے تھے بعض مشہور نامی و گرامی امراء تمنا رکھتے تھے لیکن اس طرف ہرگز خیال نہیں کرتے تھے اور اکثر ان امراء میں سے بادشاہ وقت کی ملازمت میں تھے۔ آپ بے التفاتی، تجرد، خیال کو خاطر و دل میں نہیں لاتے تھے سلسلہ نقشبندیہ میں ایک عزیز فن کیمیا میں اور حُب اور بُغض اور زمین طے کرنے میں اور دست غیب اور بہت زیادہ تسخیر کے ماہر و بے نظیر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ان تمام اعمال و باتوں کی اجازت نصاب کی شرط کے بغیر اور ایک بوتہ و درخت جو کہ کیمیا سے بھی زیادہ مقدار میں اثر رکھتا تھا منت و سماجت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہمت کی تو آپ نے اسے قبول نہ کیا اور ابدالوں کی جماعت میں سے ایک بزرگ کے وسیلہ سے جو کہ حضرت کے خالص اعتقاد رکھتا تھا ملاقات کی لیکن اس بزرگ نے کبھی بھی کوئی خواہش درمیان میں نہ لائی مگر ایک مرتبہ ایک شخص جو کہ بالغ بیٹیاں رکھتا تھا اس کے لئے سفارش کی اور وہ شخص آدھی رات کے وقت جس مکان میں بادشاہ محمد شاہ آرام کر رہا تھا وہاں چلا گیا اور اس بادشاہ کو جگایا اور حضرت کی اجازت سے ایک ہزار روپے بادشاہ سے لاکر اس لڑکیوں والے شخص کو دیئے چنانچہ صبح کے وقت بادشاہ نے چوکیداروں سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور انہیں ڈرایا دھمکایا کہ تمہاری عدم توجہ سے رات کے وقت یہ واقعہ رونما ہوا دوسری مرتبہ ایک لاہوری شخص کے لئے اس بزرگ بندے نے سفارش کی کہ فلاں معاملہ وغیرہ میں جھگڑا وغیرہ کرتے ہیں وہ بزرگ لاہور گئے ہوئے ہیں اپنے مطلوب و مقصود کی سفارش کی اور مطلوبہ شخص کو اطلاع کی ہر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی اپنی عشق و

محبت کی دولت عنایت کی ہوئی و انہیں کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو بادشاہ کا ملازم ظاہر ہو کہ یہ اس کے کمترین بندوں میں سے ہے اور اغنیاء و امراء کے ساتھ میل جول و رابطہ کروایا جائے یا کیمیاء کے اعمال کے ساتھ اور دست غیب کے ساتھ پابند ہو جائیں چنانچہ آپ اپنے دیوان میں یوں فرماتے ہیں:

نکرد میل بدنیائے فحبہ مظہر ما
اگرچہ حسن پرست است پارسائے خوش است

ترجمہ: دنیا بدکار و فاحشہ کی طرف مظہر ہم نے توجہ نہی کی اگرچہ حسن پرستی سے پارسائی اچھی ہے۔

اس بات پر آپ نے دلیل کے طور پر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی پیش کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ مبارک نے کج روی نہیں کی اور اپنے مقصد سے تجاوز بھی نہیں فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مشاہدہ میں اتنا مصروف و مستغرق تھے کہ انہیں کون و مکان کی پرواہ تک نہیں تھی بلکہ کمال اِستغراق کی وجہ سے تجلی ذات کی طرف متوجہ تھے۔ تجلی ظلال اور تجلی صفات کی طرف متوجہ نہیں تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالبوں اور سارے فناء فی اللہ حضرات کے سامنے تجلی صفات اور تجلی صفات اور دیگر کی طرف توجہ کرنا غیر اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

ہر کہ مست عالم عرفان گشت
برہمہ خلق و جہان سلطان گشت

ترجمہ: عالم عرفان کے اندر جو مست ہوتا ہے تمام مخلوق اور جہان کا بادشاہ ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کے طالبوں میں سے جو دست غیب کی طرف راغب ہیں اور جو کیمیاء جانتے ہیں بہت ہی ناخوش و کم مال والے ہوتے ہیں فرماتے ہیں کہ ان کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ درجہ توکل اور استغناء جن کے ساتھ دونوں جہانوں کی سعادتیں

واسطہ ہیں ان سے گر کر آراستہ و پیراستہ جھوٹ کے ساتھ میلان و محبت رکھیں وہ جو دنیا داروں کے ساتھ رچ بس جاتا ہے صحبت و مجلس اور توجہ کی برکت کے حصول سے محروم ہو جاتا ہے فرماتے ہیں کہ اپنے دوستوں سے دو چیزوں کے بارے میں بے امید ہوں ایک یہ کہ دنیا داروں کے ساتھ اختلاط و میل جول اور دوسرا بزرگوں کے ساتھ برا اعتقاد ہاں بقدر ضرورت اختلاط کوئی خرابی نہیں کرتا بشرطیکہ نیت صحیح ہو اور نسبت کی حفاظت ہو اس کے باوجود فرماتے ہیں کہ جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے دنیا اللہ تعالیٰ کی مبغوضہ ہے اس پر رحمت کی نظر نہیں کرتا اگر کرے تو پسو کے پر کے برابر کرتا ہے کہ وہ کافروں کے حصہ میں نہیں جاتی بلکہ وہ تمام کی تمام مکمل طور پر مسلمانوں کے لئے لوٹ مار کا دستر خوان ہوتی ہے الحمد للہ کہ دنیا دار اس وقت فقراء کے ساتھ راز داری نہیں رکھتا نہ ان کا کوئی حال ہوتا ہے اور نہ ہی فارغ وقت ہوتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ ہاشم کشمی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات میں بیان فرماتے ہیں ایک دن ایک بندہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں تو اس بندہ نے کہا کہ حاضرین میں ایک شخص نے اغنیاء اور امراء پر شکوہ و شکایت شروع کی کہ یہ فقراء کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے ان کی عزت و حرمت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے جس طرح کہ پرانے امراء کیا کرتے تھے خواجہ نے کہا اس بات کو اللہ تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت شمار کر ان فقراء کے لئے جو کہ اس زمانہ میں ہیں کیونکہ پہلے زمانے کے فقراء دنیا اور اہل دنیا سے بہت زیادہ اِجتناب کرتے تھے اغنیاء و امراء جتنا بھی ان کے ساتھ روابط و اعتقاد قائم کرتے تھے وہ ان سے اسی قدر اِجتناب کرتے تھے ہمارے دور کے جو فقراء ہیں یہ اکثر ایسے ہیں کہ اگر اغنیاء و امراء ان کی طرف توجہ کریں تو ان کی گوشہ نشینی اور فقر کی وضع و قطع میں فتور و خلل و خرابی ظاہر ہوگی پس اللہ تعالیٰ کا فضل و

کرم ہی ان فقراء کو بچانے والا اور حفاظت کرنے والا ہے۔ طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اور وضو کے دوران خوب اچھی طرح مبالغہ کے ساتھ پانی کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور تمام نمازیں مستحب اوقات میں ادا کیا کرتے تھے۔ نماز جمعہ اور دیگر نمازوں کی جماعت کا خصوصی اہتمام کیا کرتے تھے اور اپنے تمام بندوں کو نماز کو مکمل طور پر ادا کرنے کی جاندار طریقے سے تاکید کیا کرتے تھے اور ہر وہ بندہ جو نماز میں سستی کرتا اس کے ساتھ شدت و سختی کے ساتھ پیش آتے تھے خلوت نشینی کو زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے وقت کے تقاضوں کے مطابق باطنی صفائی کو غنیمت شمار کرتے تھے۔ اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی محبت ان کے اندر پہاڑ کی طرح راسخ و جمی ہوئی تھی۔ بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عشق و محبت کا بہت زیادہ ولولہ و غلبہ تھا اس کی تھوڑی سی جھلک اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمارے عشق و محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے سامنے سانس لینے کی ہمت نہیں کہ عالَمِ عقل سے کوئی لفظ نکل جائے۔

ہرگز در بیش و کم نمی باید زد
از حد بروں قدم نمی باید زد
عالم ہمہ مرات جمالی ازلی است
می باید دید ودم نمی باید زد

<u>ترجمہ:</u> ہرگز اونچی اور نیچی نہیں کرنی چاہیے، اپنی حد سے زیادہ نہیں بھڑنا چاہیئے، تمام جہان اللہ تعالیٰ کے ازلی جمال کا شیشہ ہے، اس میں دیکھنا چاہیئے حد سے تجاوز نہیں کرنی چاہیئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ عالی مقام سلطان المشائخ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے سرہند تشریف لے گئے تو حضرت نے آپ کے توسط سے سلام و نیاز آپ کی بارگاہ میں پیش کیا جس وقت جناب صاحبزادہ

سلطان المشائخ صاحب وہاں پہنچے اور حضرت کا سلام مبارک پیش کیا تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سینے مبارک کو اپنے مزار سے باہر نکالا اور عَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ کہا اس کے بعد فرمایا کون سا مرزا جو ہم پر دیوانہ و فریفتہ ہے آپ نے نیز ارشاد فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں اپنے قدم مبارک رکھے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں اپنا سر مبارک رکھا ہے جہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قدم رکھا ہے حضرت مجدد الف ثانی نے وہاں اپنا سر مبارک رکھا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں قدم رکھا ہے فقیر نے وہاں اپنا سر رکھا ہے۔ فقیر نے اس سلسلہ میں کوئی تصرف نہیں کیا دو جگہ اپنی مرضی کی ہے ایک یہ کہ بدن کو ایک خاص طریقے کی حرکت دی ہے دوسری بات یہ ہے کہ سانس کی تعداد کے اعتبار سے توجہ دی ہے اور یہ طریقہ بعض اولیاء کرام سے میں نے اخذ کیا ہے کہ حرکت کے ساتھ توجہ کا اثر دل کے اندر بہت جلد اثر کرتا ہے اور تعداد کے ساتھ توجہ دینے سے مساوات کا توازن برقرار رہتا ہے اور اس عمل سے طالبوں کی استعداد و تفاوت کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور مزارات کی زیارت کے لئے بھی جایا کرتے تھے اور بیمار پرسی کے لئے بھی قدم رنجا فرمایا کرتے تھے اور اہل سنت و جماعت کے عقیدہ برحقہ پر عمل پیرا تھے چنانچہ اکثر شیعہ حضرات آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے اہل سنت و جماعت کے مذہب سے مشرف ہوئے اس بناء پر آپ سنی تراش کے لقب سے بھی مشہور ہوئے تمام لوگوں کو اچھائی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے بالخصوص صحابہ کرام اور اس امت کے اولیاء عظام کو ادب و تعظیم و تکریم سے یاد کیا کرتے تھے۔ سماع کا ذوق بالکل نہیں رکھتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں آپ نے ارشاد فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ فقیر سماع غیر مباح سے توبہ کرنے والا ہے اور سماع مباح کو ترک کرنے و چھوڑنے والا ہے اور عقیدہ کا مباح ہونا اور غیر مباح ہونا کتاب و سنت کے تابع ہے۔ گزرے ہوئے جو ہیں ان کی یاد میں ایک شعر

جناب نے یوں کہا ہے:

بایں فرصت چہ حظ باشد زسیر گلستاں مارا
کہ رفتن لازم افتاد است آب رواں مارا

ترجمہ: اس معمولی سی فرصت میں باغ کی سیر سے ہمیں کیا ملے گا' کہ جاری پانی کی طرح ہمیں واپس جانا ضروری ہے۔

آپ کا قد مبارک لمبا تھا، پگڑی وعمامہ سنت کے مطابق باندھتے تھے سامنے کی طرف سے چاک شدہ قمیض زیب تن فرماتے تھے زندگی کے اوقاتوں کو عین سنت کے مطابق بسر کرتے تھے اور احباب کو بھی ترغیب وتلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور سلف صالحین کے آثار کے مطابق جو کام وعمل ہو جاتا تھا اسے غنیمت شمار کرتے تھے ہر بندے کو شفقت ونرمی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مزین شدہ جھوٹی باتوں کو بیان کرنے والے لوگوں کو نیکی کی طرف لاتے تھے جو لوگ غائب ہوتے تھے انہیں اور جو گزر چکے ہوتے تھے انہیں نیکی واچھائی کے ساتھ یاد کرتے تھے کسی کی ہرگز غیبت نہیں کرتے تھے اور غیبت کرنے والے کو دوست نہیں بناتے تھے جو ان کے عیب تلاش کرتے تھے ان کے ساتھ رنجیدہ خاطر نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے ممنون ہوتے تھے چنانہ آپ نے ایک شعر ارشاد فرمایا:

عیب بیناں واقف از نقصان خویشم کردہ اند
ہم چوں عینک ساخت چشم دیگران بینا مرا

ترجمہ: عیب تلاش کرنے والوں نے مجھے نقصان سے واقف کروایا' دیا دوسروں کی آنکھوں نے میرے دیکھنے کو عینک کی مانند کر دیا۔

ہموار اور کشادہ پیشانی والے ہنس مکھ چہرہ والے تھے ہر ایک کے ساتھ اسی حالت میں پیش آتے تھے اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے عذر کرنے والے کے عذر کو قبول کرتے تھے اور کسی پر اعتراض نہیں کرتے تھے جود وسخا کی صفات کے

ساتھ موصوف تھے۔ محمد بن سالم سے لوگوں نے پوچھا بِمَا يُعْرَفُ الْاَوْلِيَاءُ فِي الْخَلْقِ (کہ مخلوق کے اندر اولیاء کرام کیسے پہچانے جاتے ہیں) قال (تو آپ نے جواب دیا) بِكَفِّ لِسَانِهِمْ وَحُسْنِ اَخْلَاقِهِمْ وَبَشَاشَةِ وُجُوْهِهِمْ وَسَخَاوَةِ اَنْفُسِهِمْ وَقِلَّةِ اِعْتِرَاضِ هِمْ وَ قَبُوْلِ عُذْرِهِمْ مِنَ الْمُعْتَذِرِ اِلَيْهِمْ وَ تَمَامِ الشَّفْقَةِ عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلْقِ بَرِّهِمْ وَفَاجِرِهِمْ (زبان کے روک کر رکھنے سے اور حسن اخلاق سے اور چہرے کی بشاشت وخوشی سے اور سخاوت کی صفت سے اور بہت کم اعتراض کرنے سے اور عذر کرنے والوں کے عذر قبول کرنے سے اور تمام مخلوق کے اوپر شفقت کرتے تھے چاہے وہ اچھے ہوں چاہے برے ان سب باتوں سے پہچانے جاتے ہیں) پس ان بزرگوں کا یہ قول اس بات کی سچائی پر دلیل ہے کہ فقیر نے حضرت مظہر جانجانان کے احوال میں سے معمولی سی جھلک تحریر کی ہے۔

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ترجمہ: تھوڑا سا تیرے سامنے بیان کیا ہے دل کے غم سے ڈرتا ہوں کہ دل ازردہ ورنجیدہ ہو جائے گا ورنہ باتیں بہت ہیں۔

## یہاں سے کتاب اختتام کی طرف جارہی ہے

ولایت کے آثار اور ہدایت کے انوار سعادت کا ظہور وسرور خانقاہ شمسیہ مظہریہ اہل بصیرت کی آنکھوں کے سامنے وظاہر ہے اور حضرت کی صحبت ومجلس سے عقیدت مندوں اور مریدین کو جو فیض پہنچتا تھا ظاہر وواضح ہے وہ فیض اشتہار اور بیان کا محتاج نہیں ہے تھوڑی سی بات ان عقیدت مندوں کی جو آپ کے ساتھ اخلاص رکھتے ہیں اور آپ کی پیری وبزرگی پر اعتقاد رکھتے ہیں لیکن بعض حالات و اسباب کی وجہ سے ان لوگوں کو آپ کی ملاقات ومجلس کا شرف حاصل نہ ہوسکا لیکن اس کے باوجود انوار وبرکات وفیوض غائبانہ توجہ کے ساتھ ان احباب کو مسافات

بعیدہ تک فیضان پہنچتا رہا ہے اور قرب وحضور کے مدارج غائبانہ طور پر طے ہوتے رہے اور بدرجہ کمال و تکمیل تک پہنچتے رہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مظہر جانجاناں کو یہ قوت و طاقت عطا کی ہوئی تھی کہ مستورات کو محلات کے اندر اور دور دراز شہروں اور ملکوں میں آپ فیضان پہنچاتے رہے اور ظہور ہوتا رہا اور وصال کے بعد بھی اسی طریقے سے فیوضات ترقیات ظاہر ہوتے رہے اور یہ بات اس سلسلہ میں حضرت کے ساتھ مخصوص ہے اور آپ کے مریدین اور جو بھی آپ کے سلسلہ کے ساتھ متعلق ہیں ان کے لئے خصوصیت ہے کہ فی الفور ایک مقام سے دوسرے مقام تک باطنی توجہ کے ساتھ پہنچایا جاتا ہے جس مقام پر چاہتے ہیں ایک ہی مرتبہ پہنچا دیتے ہیں اور وہاں وہاں اس کی استعداد کے مطابق متمکن و چسپاں کر دیتے ہیں یعنی سالک کی استعداد کے مطابق اس مقام سے اسے حصہ مل جاتا ہے اور ایک مقام میں دوسیریں کرتا ہے چنانچہ حضرت اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ فقیر جو بعض اذواق و مواجید وغیرہ ظاہر کرتا ہے۔ ان کو تزکیہ نفس اور کمال پر محمول نہ کیا جائے بلکہ حدیث کی روشنی میں یہ ایک نعمت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے تو میں اسے شکر کے طور پر بیان کرتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَمَّا بِنِعۡمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ اگر نعمتوں میں سے کوئی نعمت صوفی پر ظاہر و نازل ہو اور وہ اسے مخفی رکھے تو وہ شکر کو ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص طویل القامت یعنی لمبے قد والا ہے اپنے آپ کو بیان کرنے کے وقت چھوٹا قد نہیں بتائے گا اگر چھوٹا قد ظاہر کرے گا تو وہ جھوٹا ہوگا اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا مثال کے طور پر ہمسائے ونزدیکی ہم عصر ساتھی جو ہیں ان میں سے کسی کے مقام کو تشخیص کے بعد واقع کے مطابق یا سالک کو طریقت کے تمام مقامات عبور کروا دیئے سامنے آنے والے تمام نیچے والے دائروں سے بلندی تک پہنچا دیا یا مقامات کو مجلس وصحبت کے بغیر غائبانہ طور پر روشن کر دیا جو کہ دیکھنے میں نہیں آتے اور آپ کی یہ خصوصیت

بھی تھی کہ پہلی توجہ کے ساتھ ولایت کبریٰ کو سالک کے باطنی آئینے میں پرتو کیا کرتے تھے یعنی ولایت کبریٰ پر فائض کیا کرتے تھے۔

اَلْمُختَصَرْ کہ جناب کا آستانہ مبارک اہل جہان کے لئے حاجات روائی اور مشکلات کشائی کا نشانہ منبع و ٹھکانہ تھا۔ معمولی سی توجہ کے ساتھ مشکلات و حاجات کے لئے انتظام و انصرام فرما دیا کرتے تھے اکثر وہ بیمار اور مریض لوگ جو ہلاکت و موت کے قریب تھے آپ کی ہمت و کوشش سے شفاء کے کنارے پر پہنچے اور ہزاروں لوگ غفلت کے بھنور اور گمراہی کی ہلاکت سے ان کی دستگیری و ہدایت کے وسیلہ سے نجات کے کنارے و ساحل تک پہنچے اور کئی ہزار مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور اہل جہان کی ہدایت و رہنمائی میں مشغول ہوئے چنانچہ ان میں سے بعض نے جہان والوں کو نسبت و ہدایت کے نور سے منور کیا اور اس دارِ فانی کی اقامت کے اسباب مہیا کئے اور حسرت و افسوس کا داغ جہان والوں کے دلوں پر چھوڑ گئے اور ان میں سے بعض زندہ ہیں جو کہ جہان والوں کو نسبت و معرفت کے نور سے منور کر رہے ہیں اس طریقے کے فیض کو جس طرح ممکن ہوسکتا ہے تقسیم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کو قیامت آنے تک قائم رکھے مذکورہ بالا شخصیات میں ایک ہستی حضرت شاہ ولی اللہ جو کہ اکابر اولیاء کرام اور حضرت کے ہم زمانہ ظاہری اور باطنی علوم کے ماہر و جامع اور محدث اور انتہائی سچے بندے ہیں کہ ان کے ہاں حاضری ہوئی تو شاہ ولی اللہ حضرت مظہر جانجاناں کے فضائل و کمالات و محاسن بیان کر رہے تھے یعنی ان کے دل کے اندر جو محبت و اخلاص اور عقیدت مضمر و پوشیدہ تھی اسے ظاہر کر رہے تھے آپ کہہ رہے تھے کہ ہم لوگ ان کو جانتے ہیں کہ وہ کیا چیز ہیں ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں کہ خود اس فقیر کی جائے پیدائش بھی ہندوستان ہے اور عرب کے شہروں میں بھی ہم پھرے ہیں سیر و سیاحت کی ہے اور

ان لوگوں سے آپ کی ولایت کے پختہ وٹھوس احوال سنے ہیں۔ تحقیق کی ہے کہ پیارا جو کہ طریقت وشریعت کے جادہ مصلے پر بیٹھا ہوا ہے کتاب وسنت کی اتباع و فرمانبرداری کے احسن' واضح طریقے پر مستقیم و استوار ہیں اور طالبین کے اندر عالیشان عظمت کے مالک ہیں۔ عمدہ ونفیس شخصیت ہیں اس زمانے میں ان جیسا آدمی ہمارے شہروں میں کوئی نہیں بلکہ ہر زمانے میں ایسے لوگوں کا وجود بہت کم ہوتا ہے پھر ہمارا زمانہ تو فتنہ وفساد کا ہی دور ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت کو جو مکتوبات تحریر کئے اکثر کی نقول میرے پاس موجود ہیں طوالت کی وجہ سے ان کا ذکر موقوف کرتا ہوں لیکن خطوط کے اندر آپ نے حضرت کے بارے میں جو اداب والقاب لکھے ہیں وہ آپ کے کمال وفضل و استقامت پر دلالت کرتے ہیں کبھی ان الفاظ کے ساتھ القاب تحریر کرتے کہ خدامی عز وجل آن قیّم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ را دیرگاہ داشتہ مسلمین را متمتع ومستفید گردانا اور کبھی ان الفاظ کے ساتھ تحریر کرتے کہ خدائے عز وجل آن قیّم طریقہ احمدیہ خصوصاً وطریقہ صوفیہ عموماً و آن متجلی بانواع فضائل وفواضل دیرگاہ سلامت داشتہ انواع ابواب برکات برکافہ انام مفتوح گردانا اور کبھی مَتَّعَ اللّٰهُ الْمُسْلِمِيْنَ بِإِفَادَاتِ قَيِّمِ الطَّرِيْقَةِ الْاَحْمَدِيَّةِ وَدَوسٰى رِيَاضَ الطَّرِيْقَةِ بِتَوَجُّهَاتِ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ کے الفاظوں کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ نیز مشہور بھی ہے اور صحیح و درست حکایت و روایت ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا صاحبزادہ اتنا علیل و بیمار ہوا اور اس کی زندگی کے آثار بالکل نہ تھے تو شاہ صاحب نے اپنے بچے کو شفا اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے اپنے صاحبزادے کو حضرت کی خدمت اقدس میں بھیجا اور صحت وشفا کی درخواست کی چنانچہ اللہ جل جلالہ نے آپ کی نظر اور توجہ کی برکت سے اس بچہ کو اسی وقت صحت کاملہ عنایت کردی جو کہ حضرت کے بارے میں آپ کے اعتقاد کے عالم کو مزید پختہ کردیا اور حضرت شاہ صاحب کے حالات رفیعہ وبالا

اور مقامات سنیہ تحریر و کتابت اور تقریر و بیان کے دائرہ سے بلند تر ہیں وہ احباب جو حضرت شاہ صاحب کی تقریر و سخن کے مدت سے خواہاں تھے اور ان کی بلند و بالا تحریر کے لئے منت و سماجت کا اظہار کرتے تھے ان کی تسکین کے لئے اس قدر کافی و بس ہے۔

بس کہ نخل فیض عامش سائبان عالم است
گلشن دل ایمن از باد خزاں عالَمُ است
چوں کہ ہر دریا دِلے زاں گوہر مقصود یافتہ
سایہ اش مانند ابر دُرفشان عالَمُ است
چوں نسیم باطنش آفاق را سرسبز کرد
غنچہٗ دل سرخ رو در گلستان عالَمُ است
بوستان گل زفیض جاریش گل گل شگفت
حکم او بر قلب چوں آب رواں عالَمُ است

بس آپ کے فیض عام کا درخت جہاں والوں کے لئے سائبان کی حیثیت رکھتا ہے' آپ کے دل کا باغ خزاں کی ہوا سے جہان کے لئے خالی ہے' کیونکہ ہر دریا دل نے اس گوہر سے اپنے مطلوب و مقصود کو پایا ہے' آپ کا سایہ مبارک اہل جہان کے لئے موتی نچھاور کرنے والے ابر کی طرح ہے' آپ کی باطنی نسیم و ہوا نے آفاق کو سرسبز کر دیا ہے' اس جہان کے باغ میں آپ سرخ چہرے والے دل کی کلی ہیں' آپ کے جاری فیض کے باغ سے پھول پھول کھل گیا ہے' آپ کا حکم دل پر یوں جاری ہوتا ہے جس طرح جہان کے اندر پانی رواں ہے۔

نقش نقشبنداں را چہ دانی
تو مشکل و پیکرِ جان را چہ دانی

گیاہِ سبز داند قدر باراں
تو خشکی قدرِ باراں را چہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست
حقائق ہائے ایماں را چہ دانی

نقشبندی کے نقش کو تو کیا جانتا ہے
تو دین کے پیکر و مشکل کو کیا جانتا ہے
سبز گھاس بارش کی قدر کو جانتی ہے
تو خشکی بارش کی قدر کو کیا جانتی ہے
تجھے ابھی تک کفر و ایمان کی خبر نہیں ہے
ایمان کے حقائق کو تو کیا جانتا ہے۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی کے اشعار

قدر گل و مل بادہ پرستاں دانند
خود مشان و تنگدستان دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن
کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

ترجمہ: شراب و پھول کی قدر اس کی پرستش کرنے والے جانتے ہیں، اپنی من مرضی والے اور تنگ دست جانتے ہیں، نقش سے بے نقش کی طرف ہونا، کہ اس غریب کے نقش کو نقشبند جانتے ہیں۔

لِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ فِیْ مَدْحِهٖ عَلٰی لِسَانِ الْهِنْدِیِّ

(اللہ تعالیٰ ہی کے لئے موتی ہیں کسی نے ان کی مدح میں ہندی زبان میں خوب کہا ہے)

زہے پیر و مرشد زہے پیشوا
کوئی کیا کرے اس کی مدح و ثناء
نپٹ مدح کا قافیہ تنگ ہے
کہ اس فخر سے اس کے تئیں ننگ ہے
خدیو سخن مرزا جانجانان
کہ حکم اس کا ہے ناطقہ پر رواں
ہے اس کا لقب ذوالجلالِ سخن
کہ بندے ہیں اس کے سب اربابِ فن
سب اربابِ فن اس سے ہیں مستفید
کہ علم و ادب اس کے دونوں مرید
کرے کیوں نہ مشکل دو عالم کی حل
کہ اس کا ید اللہ ہی بانہہ بل
کوئی آج اس کے برابر نہیں
وہ سب کچھ ہے اِلّا پیمبر نہیں

اس ذرہ بے مقدار کو کیا ہمت و جُرءَت ہے کہ اس طریقہ کی مدح کے بام و چھت پر اڑے یا لبوں کو ان کے فضائل و کمالات جو کہ جامع جمیع حسنات ہیں کے بارے میں کھولے صرف اتنی مقدار میں ناچیز جانتا ہے اس خانوادہ کے عزیزوں کی خاک کمالات نبوت کی طینت سے پروردہ ہے ان سے جو کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں وہ ان کمالات کا پرتو، عکس، نمونہ ہیں جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال اتباع و تابعداری کی وجہ سے آپ کے باطن پر متجلی و روشن ہوئے ہیں اس جگہ پر حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جو ہمارے طریقے سے روگردانی کرے گا اسے دین کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

نیز دانشمندوں کی ایک جماعت نے حضرت سے دریافت کیا کہ سلسلہ مجددیہ کو اختیار و پسند کرنا یہ دوسرے مشائخ کے طریقوں میں سے کتنا زیادہ فضیلت والا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اس طریقے کو میں نے کتاب وسنت پر منطبق پایا ہے کہ اس طریقہ کا ثبوت قطعی ہے اور ہر وہ جو قطعی پر منطبق ہوتا ہے وہ بھی قطعی ہوتا ہے پس یہ طریقہ بھی قطعی ہے نیز آپ نے اس جگہ ارشاد فرمایا کہ ہماری نسبت اصل میں قرنِ اولیٰ کے ساتھ ہے کہ اس میں کسی قسم کا تصرف راہ نہیں بنا سکتا اگر وہ قطرہ ہیں تو ہم چشمہ ہیں اگر وہ گھونٹ ہیں تو ہم خمخانہ وشراب یعنی عشق ومحبت کی شراب کا منبع ہیں نیز اس مقام پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہمارا طریقہ قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا صرف اس میں شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی خلط ملط نہ کیا جائے الحمدللہ اس وقت تک ہمارا یہ طریقہ جس طرح کا ہے اسی طرح سے بدعات سے محفوظ ہے اور عزیزوں و بزرگوں کی برکت سے تا قیامت محفوظ ہی رہے گا یعنی بدعت کے تمام طریقے اس پر اثر انداز نہیں ہوسکیں گے چنانچہ عالی مرتبت جناب مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب نفحات کے اندر خواجگان کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ بعض اقوال واحوال کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خانوادہ کی روش و بیان وطریقہ خاص کر حضرت خواجہ بہاؤالدین اور ان کے اصحاب کے ساتھ ملنا معلوم ہوتا ہے اور ان کا طریقہ اہل سنت و جماعت کا طریقہ ہے اور شریعت کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور ہمیشہ عبادت میں مشغول رہنا یعنی ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور آگاہی شعور کی مزاحمت کے بغیر اور غیر کے وجود کے بغیر تو وہ یہی ہستیاں ہیں جو اس پر قائم و دائم ہیں پس وہ گروہ جو ان کا منکر ہے وہ اس لئے منکر ہے کہ ان کی خواہشات کی ظلمت و اندھیرے کو اور ظاہر و باطن کی بدعت کو ختم کر دیا ہے اور حسد وتعصب نے ان کی بصیرت کی آنکھ کو اندھا کر دیا ہے تو یقینی طور پر انہوں نے ہدایت کے انوار اور

ولایت کے آثار کو نہیں دیکھا تو ان نابینوں نے جان بوجھ کر وہ انوار و برکات و آثار جو مغرب سے مشرق تک پھیلے ہوئے ہیں ان کا انکار کر دیا۔ خبردار خبردار۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برند ازرہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دلِ سالکِ رہ جاذبہ صحبتِ شان
می برد وسوسہ خلوت و فکرِ چلہ را
قاصری کو زند ایں طائفہ را طعن قصور
حاش للہ کہ برارم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد ایں سلسلہ را

ترجمہ: سلسلہ نقشبندیہ عجب نوعیت کے سالار قافلہ ہیں کہ ایک آواز پر قافلہ کے حرم کے لئے زرہ کو پوشیدہ تیار رکھتے ہیں سالک کے دل کے راستے سے انہیں جذب کرنے والی صحبت حاصل ہوئی ہے خلوت اور فکر کے چلے کو وسوسہ لے کر ڈوب جاتا ہے کوتاہی کرنے والا بزرگوں کی جماعت کو قصوروار ہونے کے طعنے دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس گلہ کو زبان پر لاؤں جہاں کے تمام شیر اس سلسلہ کے ساتھ وابستہ ہیں چسان کے حیلے سے بہتر ہے کہ اس سلسلہ کے ساتھ رواں دواں رہے۔

## حضرت کی شہادت کے احوال کے بیان بہترین نوعیت کا خاتمہ

جس وقت حضرت کی عمر مبارک نے ۸۰ سال سے تجاوز کیا تو آپ نے رحلت کرنے کا ذکر اور خیر کے خاتمے کے لئے دعا کیلئے کہنا اور ملا اعلیٰ کے انتظار میں رہنا

اور اعلیٰ نوعیت کی شہادت کی تمنا میں رہنا اور وصیت و نصیحت و وداع و رخصت کے کلمات ہر اس شخص کو کہتے تھے جو بھی آپ سے اجازت چاہتا تھا اور اپنے دوستوں اور مخصوص حضرات کو کہنا اور لکھنا شروع کر دیا چنانچہ ملا عبدالرزاق تحریر فرماتے ہیں کہ آپ لکھتے ہیں کہ رحلت کا وقت قریب ہے اور عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہو چکی ہے اور ملاقات کی توقع نہیں رہی کیونکہ ہمیں سیر و سیاحت و سفر کرنے کی طاقت نہیں رہی اور آپ کے پاس فرصت نہیں اور صاحبزادہ مرید حسین لکھتے ہیں کہ ملاقات وقت کے اوپر موقوف ہے عمر آخر کار اگر زندگی کی شکل میں میسر نہ ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ ایمان کی شرط کے ساتھ جنت کے اندر ملاقاتیں ہوں گی اور جتنی چاہیں گے اتنی ہوں گی دعائے خیر کریں کہ خاتمہ اچھا ہو اور نیز میر محمد مبین صاحب نے لکھا ہے کہ میر مسلمان صاحب سے جانگداز خبر سنی کیا بتاؤں کہ مجھ پر کیا گزری۔

یار رفت و ماچوں نقش پا بخاک افتادہ ایم

سایہ می گردید کاش ایں نارسا افتادگی

ترجمہ: دوست چلے گئے اور ہم خاک کے اوپر پاؤں کے نقش کی طرح پڑے ہوئے ہیں کاش ان کا سایہ ہم پر باقی رہتا یہ افتادگی ہم پر آ کر حملہ نہ کرتی۔

الحمدللہ کہ ہم ابھی راستے ہی میں تھے کہ مرحومہ مغفورہ مغلانی بیگم کی فوتگی کی خبر مکھو صاحب کے خط سے دل کو داغ دار اور جان کو بے دماغ کر گئی اور بیگم خان صاحب کے اندیشۂ ملامت نے گویا پانی کے اندر زہر کر دیا ہے بہرحال تمام مصائب گزر رہے ہیں اور ہم بھی چل رہے ہیں جو سانس اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزر جائے وہی غنیمت ہے نیز میر محمد معین صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کے والد محترم ہزار ہا مناقب کے جامع ہیں انہوں نے اپنے انتقال سے اس جہان والوں کے لئے داغ غم یادگار چھوڑا اور بس اور تعزیت کے لئے تحریرات رسم و تکلف سے خالی نہیں ہیں کیونکہ ہم

اور وہ سب نے زندگی کی نسبت گزارنے کے لئے چند گھڑیوں کی آمد و رفت کی تقدیم وتاخیر کے بعد ہم سفر ہوئے ہیں حال یہ ہے کہ وطن اصلی کی طرف رجوع ہے نیز ہم چند سانسوں کے فاصلے کے بعد پھر ہم قافلہ ہوں گے۔

امروز گر از رفتہ عزیزاں خبری نیست

فردا است دریں بزم زما ہم اثری نیست

ترجمہ: آج کے دن اگرچہ پیاروں کے جانے کی خبر نہیں ہے کل کے دن اس بزم میں ہمارا بھی نام ونشان نہ ہوگا۔

اس کتاب کوتحریر کرنے والا کہتا ہے یہ آمدہ عبارت ومضمون کلمات قدسیہ کے ضمن میں گزر چکی ہے لیکن مزید اہتمام توضیح وتاکید کے لئے دوبارہ ذکر کر رہا ہوں اور دیگر بہت سے رقعے آمدہ عبارت ومضمون میں موجود ہیں لیکن یہ جگہ ان کی متحمل نہیں ہے لیکن وہ رقعہ جو میاں محمد قاسم صاحب کو لکھا گیا ہے اسے اس مقام پر نقل کرتا ہوں۔تمہارا خط جو کہ ملال کے طور سے بھرا تھا پہنچ گیا آپ نے محسوس کیا ہے میرے بھائی نے دوبارہ تحریر کیا ہے۔فقیر تمہارے لئے دعائے خیر میں تقصیر وکوتاہی نہیں کرتا ہے اور اس دعا کا اثر وقت کے اوپر موقوف ہے ان تمام حالات کے باوجود تمہارے خطوط کے اندر ہمیشہ ضعف وناتوانی کا ذکر ہوتا ہے مجھے اس بارے میں بہت زیادہ تشویش ہے اس سے بہت خفقان رہتا ہے۔سورۃ لِاِیْلٰفِ شر کے دفع ودور کرنے کے لئے ہے یہ دوسرے نسخے سے متعلق نہیں ہے اور دعائے حزب البحر کو اسی طرح پڑھیں اور جناب مولانا نعیم اللہ صاحب اور فقیر دعا کے ساتھ مقید ہیں یعنی ہر وقت دعا کرتے ہیں اس لئے اب تک لوگوں کی شر وفساد سے محفوظ ہیں یہ اثر اسی دعا کی وجہ سے ہے اس کے بعد بھی حفظ وامان کی یہی توقع ہے اور جزئیات تحریر کرنا کہ فلاں نے یہ کیا فلاں نے یہ کیا اس کی کیا ضرورت ہے اور خطوط کے جواب ضعف وکمزوری کے باعث نہیں لکھ سکتا حالانکہ دوستوں کو میں نے تحریر کیا

ہے کہ جواب کے امیدوار و منتظر نہ رہیں اور خطوط نہ تحریر کریں کہ میں معذور و بے طاقت ہوں جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں جا سکتا اور نہ ہی گھر میں جاتا ہوں تو میرے پاس قوت کہاں کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کی طرف متوجہ ہوں اور اس بات کو دریافت کروں کہ فلاں کے حق میں کیا اچھا ہے کیا بہتر ہے کیا مناسب ہے اگر تم یہاں موجود و حاضر ہوتے تو میرے حال کو دیکھتے اور کبھی متصدع نہ ہوتے یعنی اتنی باتیں کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرتے ایک دو دن میں فقیر کی رحلت کی خبر و اطلاع آپ کو ہو جائے گی اور جو کچھ آپ کے دل میں آئے اسی پر عمل پیرا ہونا۔ حدیث شریف میں جو اِستخارہ آیا ہے اس پر پہلے عمل کرنا اس کے بعد جو بات بھی ہوگی اس میں خیر ہوگی آپ پر سلامتی ہو ضعف و کمزوری حد سے بڑھ گئی ہے کئی نوع کی امراض نے آلیا ہے فرض نماز کو بھی کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں اور دونوں وقت کے حلقوں میں تقریباً ایک سو آدمی ہوتا ہے حیران ہوں کہ توبہ کی طاقت کہاں سے آتی ہے جو غذا میں کھاتا ہوں وہ مقدار کے اعتبار سے صرف چار تولے ہوتی ہے۔ بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سفر میں چلا گیا ہوں اس سال بہت زیادہ طاقت ختم ہوگئی ہے مجھے اپنے جسم سے یہ توقع ہرگز نہ تھی اور مولانا نعیم اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنا آپ کا لمبا و طولانی خط موصول ہو گیا ہے اور اس کی غرض و غایت و مطالب معلوم ہو گئے ہیں اپنے حلقے کے دوستوں کو سلام کہنا اور جواب تحریر کرنے کی ہمت بالکل نہیں ہے دعا کرنا خاتمہ اچھا ہو اور اس سے قبل میں نے فرمایا تھا کہ بچپن میں فقیر اور فقیر کی ہمشیرہ نے باہم عہد و وعدہ کیا تھا اور قسم اٹھائی تھی ہم میں جو بھی پہلے اس دار فانی سے رحلت کرے گا دوسرا اس کی اتباع میں قدم اٹھائے گا یعنی خودکشی کرے گا تو جب میری ہمشیرہ کا فوت ہونے کا وقت قریب آیا تو اس نے میری طرف دیکھا اور اس وعدہ کی یاد میں کہ میں اکیلے آخرت کے سفر کے لئے جا رہی ہوں تو روئی تو میں نے کہا مجھے وعدہ یاد ہے پورا کرنے کے لئے تیار ہوں کہ

کئی وکٹار کے ایک وار سے کام تمام ہو جائے گا لیکن اس صورت میں اتفاق ممکن نہیں کیونکہ تمہارے لئے حکم ہے کہ النُّفَسَآءَ شَهِيْدٌ شہداء کے قافلے کے ساتھ جنت میں جائے یا جنت میں لے جائیں گے اور میں اس طرح کرنے سے حرام کی موت مروں گا لیکن یقیناً اس فقیر نے اپنی چادر کو پھاڑ کر کفن کی طرح بنا کر اپنی بغل کے نیچے رکھا اور کہا کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَ مُوْتُوْا کے تحت ہم نے اپنے آپ کو مرنے سے پہلے مار دیا ہے اور تمہاری رفاقت کو دل و جان سے بجا لایا ہوں کیونکہ زندگی سے مقصود نفسانی لذتوں کو حاصل کرنا ہوتا ہے ان کو ہم نے دوستی کے راستے پر فدا و قربان کر دیا تو رُبَّ اَشْعَثَ لَوْ اَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ کے تحت اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی شہادت کے درجے پر پہنچا دیا اور آپ کے ساتھ موافقت تام جو کہ ضرورت تھی وہ نصیب ہوگئی نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے کہ لوگ موت سے ڈرتے ہیں حالانکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ روح کو صرف جسم و قالب سے انقطاع کے بعد اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے گا اور فقیر کو اس بات کی زیادہ آرزو ہے کہ حضرات کی ارواح طیبات سے شرف ملاقات ہو۔ (۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) سید الطائفہ جناب حضرت جنید بغدادی کہ تمام تصوف آپ کی آستین مبارک سے برآمد ہوا ہے (۵) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند (۶) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا ایک بار اپنے بارے میں خواب دیکھا کہ مردہ ہوں اور لوگ میرے جنازے کو تجہیز و تکفین کر رہے ہیں انہوں نے چاہا کہ میری میت کو اٹھائیں تو ایک مرتبہ میرا جنازہ ہوا میں اڑ گیا تو حاضرین مجبور ہو کر جنازے کے پیچھے دوڑ پڑے اور فقیر کی روح بھی قالب سے جدا ہوگئی اور قافلے والوں کے ساتھ چل پڑی جدھر جنازہ اور لوگ جا رہے تھے روح بھی ان کے

ساتھ ساتھ ادھر ہی جارہی تھی یہ تماشا ہو رہا تھا کہ اچانک مجھے یہ رباعی یاد آئی:

مظہر تشویش چشم و گوشے نہ شوی
سرمایۂ جوشے و خروشے نہ شوی
باید کہ بپائے خود روی تا سر گور
اے جوہر پاک بار دوشی نشوی

اے مظہر کان اور آنکھوں کے لئے باعث تشویش نہ ہو، جوش وخروش کے لئے سرمایہ نہ بنو، تجھے چاہئے کہ اپنے پاؤں پر چل کر اپنی قبر تک پہنچے، اے پاک جوہر تو دوسرے لوگوں کے کندھوں کے لئے بوجھ نہ بن۔

گویا کہ یہ خواب شہادت کی بشارت کی طرف ایک اشارہ تھا تو گویا حضرت مظہر جانجاناں اس نعمت سے مشرف ہوئے ہیں نیز صاحبزادہ مرید حسین نقل کرتے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی شہادت کے حاصل ہونے سے چند دن پہلے آپ کی بارگاہ میں اشعار کی اصلاح کے لئے حاضر ہوا کہ میرا والد بھی جناب کا شاگرد ہے اور میں بھی جناب کی شاگردی کی تمنا رکھتا ہوں: گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ تو آپ نے جواب دیا کہ فقیر کو اس وقت ان چیزوں کی فرصت کہاں اور ان چیزوں کے لئے دماغ کہاں کہ جو وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزر جائے وہ غنیمت و بہتر ہے کیونکہ آج یا کل فقیر کے بارے میں دار البقاء کی طرف جانے کی خبر سن لے گا لیکن ایک شعر یادگار کے طور پر کہتا ہوں:

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر
فی الحقیقت میں گھر گیا مظہر

یہ قصہ آپ کی زبان پر بہت زیادہ جاری رہتا تھا جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہوئے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ اگر زندگی کا رشتہ باقی ہے تو مواخذہ کرنا میرے ہاتھ میں ہے اگر میں اس دنیا

سے چلا جاؤں تو قاتل سے بالکل بدلہ وقصاص نہیں لینا اور فقیر آپ کے کمتر کتوں میں سے ہے اور میری دل کی تختی وصفحہ پر لکھا ہوا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت کی دولت سے نوازے تو میرا قصاص معاف ہے لیکن صد وسو افسوس کے جوانی کے دنوں میں یہ اسباب بھی موجود تھے یعنی جنگوں میں شریک ہونے کے مواقع موجود تھے لیکن یہ دولت نصیب نہ ہوئی تو اس پیری و بڑھاپے کے زمانے میں یہ تقریب کہاں منعقد ہوسکتی ہے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے ناامید نہیں ہوا ہوں کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت و طاقت رکھتا ہے جب اللہ تبارک نے اپنے ارادہ ازلی کے مطابق آپ کو کسبی اور وہبی کمالات سے نوازا اور گزارا اور جہان کو آپ کے فیوض و برکات سے منور کیا تو آپ کی توجہ شہادت کی دولت کی طرف مبذول ہوئی جو کہ ان کی موروثی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ شہادت کی دولت عطا کرے شہادت کی تقریب سجانے کے بغیر تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرزو دعا کو بدرجہ تکمیل تک پہنچایا اور اس سے مشرف کیا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ۱۱۹۵ سات محرم الحرام ایک ہزار ایک سو پچانویں ہجری کو کسی شیعہ نے آپ کو گولی ماری جس سے آپ کے سینے مبارک کو زخم پہنچا اس زخم کے شدید درد کی وجہ سے آپ بے تاب ہو کر غشی کے عالم میں زمین پر گرے اور خاک وخون میں لت پت ہوگئے اور گویا کہ حال کی زبان میں اپنے دیوان سے یہ آمدہ اشعار کو ترنم کے ساتھ پڑھ رہے تھے:

## نظم

بنا کردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را
سیلِ خون از سینہ گرم رواں کرد است عشق
نازم اعجازش کہ طوفان از تنور آوردہ است

زخمِ دل مظہر مبادا بہ شود آگاہ باش
کہ ایں جراحت یادگارِ ناوکِ مژگانِ اوست
جائے رحم است ای ہجومِ آہ وای سیلابِ اشک
یادگار از من ہمیں مشت غباری ماندہ است
شگافِ دانہا بیشک نشان سبحہ می باشد
دل مجروح می دانم کہ راہ با خدا دارد

ترجمہ: خون میں لت پت ہو کر اچھی رسم کی بنا رکھی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ پاک طینت عاشقوں پر رحمت نازل فرمائے عشق نے ہمارے گرم سینے سے خون کا سیلاب جاری کر دیا مجھے ناز بھی ہے اور اعجاز بھی ہے کہ یہ طوفان اس تنور سے نکلتا ہے اے مظہر دل کے زخم کل اچانک ٹھیک ہو جائیں گے کہ یہ زخم ان کی پلکوں کے تیر کی یادگار کے ہیں اے اشکوں کے سیلاب اے آہ کے ہجوم یہ رحم کی جگہ ہے مجھ سے بھی مٹی کی ایک مٹھی یادگار رہ گئی ہے دانوں کے اندر سوراخ تسبیح کی علامت ہوتے ہیں مجروح دل جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کو آرام و آفاقہ ہوا تو لوگوں کے اژدہام کو دیکھا تو فرمایا: الحمد للہ میرے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سنت پوری ہوگئی ہے اور ایک سنت باقی رہ گئی ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے گا اور عرصہ دراز کی یہی آرزو ہے بس وہ اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہونے کے بعد تین دن زندہ رہے تھے فقیر بھی یہ تین روز مہلت چاہتا ہے اور اسی طرح ہوا یہ معلوم نہیں کہ اس میں کیا حکمت مخفی و پوشیدہ تھی جس رات یہ واقع درپیش ہوا آمدہ صبح کو اس وقت کے بادشاہ و حاکم نے مجرموں کی بہت تجسس و تلاش کی لیکن کامیابی حاصل نہ ہوئی تو اس بادشاہ وقت نے کہلوا بھیجا

کہ اگر حضرت کو ان بدبختوں کا کوئی پتہ ہے تو ہمیں معلومات فراہم کریں تاکہ ہم
اس واقع کی چھان بین کریں تو حضرت نے جواب بھیجا کہ قصاص زندہ آدمی کا ہوتا
ہے نہ کہ مردہ شخص کا ہوتا ہے کیونکہ فقیر ناچیز مردوں کی جماعت میں ہے اس لئے
قصاص لینا جائز نہیں ہے اگر حاکم وقت کے پاس وہ آئیں تو اس فقیر کے پاس بھیجیں
تاکہ طریقت کے تقاضا کے مطابق ان سے مواخذہ کیا جائے یعنی عفو و درگزر کیا
جائے بلکہ ان کے احسان کو تسلیم کیا جائے کہ ہم نے تو اس دار فانی سے جانا تو تھا ہی
لیکن اس فرقہ کے ہاتھ سے جانا شہادت نصیب ہوگئی۔

آن کشتہ ہیچ حق محبت ادا نہ کرد
کہ از بہر دست و بازوی قاتل دعا نہ کرد

ترجمہ: مقتول نے محبت کا کوئی حق ادا نہیں کیا کہ قاتل کے لئے ہاتھ
اور پاؤں سے دعا نہیں کی ہے۔

کیونکہ اس جگہ اباء واجداد کی سنت کا ثواب آمدہ نظم کے اندر منظور و منصور ہے
چنانچہ آپ اپنے دیوان کے اندر فرماتے ہیں۔

نظم

یک طپیدن کار ما را می تو اند ساختن
ہمچو ماہی بر سرِ ما منت شمشیر نیست
کشتنِ ما ناتوانان نیست چنداں جائے خوف
خونِ ما چو رنگِ گل گستاخ و دامنگیر نیست
سوزِ دل از ہر بنِ مویم نمایاں کردہ اند
ایں جفا جویاں مرا سروِ چراغاں کردہ اند
صبح امشب دیدہ ام خوابِ کہ از اعجاز حُسن
روسفیدم روز حشر ایں موسیاہاں کردہ اند

تشنہ مردن بود شخصے کہ سیر از زندگیست
از جفایم کشتہ اند اماچہ احسان کردہ اند
شفیعم روزِ حشر ایں دیدۂ نمناک می گردد
ازیں آبِ رواں آخر حسابم پاک می گردد

ترجمہ: ایک مرتبہ تڑپنے سے ہمارا کام ہوسکتا ہے بن سکتا ہے' مچھلی کی طرح ہمارے سر پر احسان کی شمشیر نہیں ہے' ہم ناتوانوں کو قتل کرنا آسان نہیں کیونکہ یہ خوف کی جگہ ہے' ہمارا خون پھول کے رنگ کی طرح گستاخ و دامن گیر نہیں ہے' سوزِ دل نے بال کی ہر جڑ کو ظاہر کردیا ہے' ان ظالموں نے مجھے سرو کے اوپر روشن کیا ہے' آج رات کی صبح کو حسن کو عاجز کرنے والا خواب دیکھا' کہ حشر کے دن میرا چہرا سفید ہے انہوں نے اپنے منہ سیاہ و کالے کئے ہوئے ہیں' پیاسا وہ شخص مرتا ہے جو زندگی سے سیر ہو چکا ہو' مجھ پر انہوں نے ظلم کیا ہے لیکن انہوں نے احسان کیا ہے' یہ رونے والی آنکھیں قیامت کے دن میری شفاعت کریں گی' اس جاری پانی سے آخر کار میرا حساب صاف ہو جائے گا۔

المختصر کہ نواب نجف خان نے آپ کے علاج و معالجہ کے لئے انگریزی ڈاکٹروں کو آپ کے پاس بھیجا آپ نے فرمایا کہ دعا کے بعد انہیں کہنا کہ اگر زندگی کا رشتہ تقدیر کے میدان میں باقی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمان ڈاکٹروں کے ہاتھ سے شفاء عطا کرے وگرنہ زندگی کے آخری سانسوں میں کفار سے مدد و استعانت حاصل کرنا آئین اسلام میں جائز نہیں ہے۔

زندگی بے منت ار آید میسر باک نیست
ہمتش نازم کہ ممنونِ مسیحا می شود

اگر مظہر بایں ہمت زخضر آبِ بقا خواہد
زنگِ زندگانی تادمِ مردن خجل باشد

ترجمہ: زندگی اگر بغیر احسان دستیاب ہوتی ہے تو ٹھیک ہے' اس کی ہمت پر ناز کرتا ہوں کہ مسیحا کی ممنون ہوتی ہے' اے مظہر! اگر اس ہمت سے خضر سے آب حیات چاہیں' تو اس زندگی کی شرم سے مرتے وقت پریشانی ہوتی ہے۔

الغرض تیسرے دن شام کے وقت دسویں محرم شریف کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کرتے ہوئے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کے تحت اپنی پیاری جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردی اور ازل کے ساقی سے جام شہادت نوش فرمالیا اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کے تحت کربلا کے شہیدوں کی جماعت میں داخل ہوگئے ہیں اور ان کا تابوت مبارک اٹھائے ہوئے تمام دوست عزیز واقارب غمزدہ حالت میں جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے اور نماز جنازہ کے بعد حویلی حضرت بی بی صاحبہ جو دہلی کے اندر چتلی گور کے متصل واقع ہے دفن کیا ہے اور حال کی زبان کے ساتھ یہ آمدہ شعر دیوان کے اندر لکھ دیا۔

نکرد مظہر ما طاعتی و رفت بخاک
نجاتِ خود بتَولّائے بوتراب گذاشت

ترجمہ: اے مظہر ہم نے طاعت نہ کی اور خاک میں چلے گئے ہیں، اپنی نجات کا سامان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ہی موتی ہیں جس نے بھی آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں کہا ہے: تاریخ وصال کا اخراج (۱) شد بدل خادم امام حسین (۲) ایک عزیز و پیارے نے حدیث کے الفاظ سے تاریخ وفات نکالی ہے اور یہ شعر کہا ہے: ہست حدیث از پیغمبر: صلی اللہ علیہ الاکبر: اس کے بعد عَاشَ حَمِیْدًا مَاتَ شَهِیْدًا سے

تاریخ وفات نکالی ہے (۳) سال وفات مرزا مظہر: رفیع السودا گفتہ (۴) مظہر کا جو ہوا قاتل اِک مُرتدِ شوم: اوران کی ہوئی خبر شہادت کی عموم (۵) تاریخ وفات کہی اس کی بارِ دِرد: سودا نے کہ ہای جانِ جانان مظلوم (٦) اورسلام خان نے قطعہ کہا جانِ جانان کہ جانِ جانان بود: درمحرم شد شہید بجفا، سال تاریخ رحلتش ہاتف: گفت حشرش سید الشہداء (۷) ایک عزیز نے کہا گفت تاریخ رحلتش مظہر: رونق مُلکِ ہند با اورفت (۸) مظہر کل (۹) خَلَّدَ مَثْوَاہُ (۱۰) نیز بجنت رفتہ اند (۱۱) مظہر مجدد یک کم (۱۲) زاہل دنیا واز ہمہ اسباب: بود بیزار مرزا مظہر: اور لفظ مرزا کی زا کو حذف کردیں تو آپ کی تاریخ وفات نکل آتی ہے جب احباب نے چاہا کہ آپ کے مزار شریف پر کوئی چیز تحریر کی جائے تو آپ نے حال کی زبان سے ایک شعر دیوان کے اندر کہا تھا بعینہ وہی اس لوح وتختی پر لکھا گیا وہ شعر یہ ہے:

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے

کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیری

ترجمہ: میری قبر کی تختی پر لوگوں نے غیب سے تحریر پائی کہ اس مقتول کی بے گناہی کے علاوہ اور کوئی تقصیر نہیں۔

## تذییل

ہرگاہ کہ جس وقت لوگوں نے آپ کی وفات کی خبر سنی تو بے اختیار لوگوں نے کہا کہ اس شہر پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا کہ اس قسم کے اللہ تعالیٰ کے بندے کو اس جگہ بے گناہ قتل کیا گیا ہے اس کتاب کو لکھنے والا فقیر اس وقت لکھنؤ کے علاقہ محروسہ میں تھا۔ جلیل القدر علماء میں سے ایک عزیز آپ کی تعزیت کی تقریب کے لئے تشریف لائے اور کہا کہ یہ واقعہ میری بے نصیبی ہے کہ میں آپ کے فیض اور خدمت کی سعادت سے محروم رہا ہوں اس کے بعد فرمایا جس وقت حضرت عثمان کی

شہادت واقع ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثناء و صلوٰۃ کے بعد ارشاد فرمایا: مَا قُتِلَ نَبِیٌّ اِلَّا وَقَدْ قُتِلَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رَجُلٌ وَّمَا قُتِلَ خَلِیْفَۃٌ اِلَّا وَقَدْ قُتِلَ خَمْسَۃَ وَثَلٰثُوْنَ اَلْفَ رَجُلِ (جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو گویا ۷۰ ہزار آدمی قتل کئے جاتے ہیں جب کوئی خلیفہ قتل ہوتا ہے تو گویا ۳۵ لوگ قتل کئے جاتے ہیں) تو ان عالم صاحب نے فرمایا کہ جب اتنی مقدار لوگ اللہ تعالیٰ کے قہر کی تلوار کے نیچے ذبح نہیں ہوں گے اس وقت تک یہ شور وفتنہ ختم نہیں ہوگا میں تحقیق کے لحاظ سے جانتا ہوں کہ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ (انبیاء کے وارث علماء ہوتے ہیں) حضرت مظہر جانِ جاناں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برحق نائب وخلیفہ ہیں تو جب تک اس فرقہ کے اکثر لوگ تلوار کے ساتھ ذبح نہیں ہوں گے اور فرعون کی طرح نیستی کے دریا میں غرق نہیں ہوں گے تو اس وقت تک اس صریح ظلم کی غبار ختم نہیں ہوگی چنانچہ اسی طرح ہوا کہ آج دس سال گزر چکے ہیں کہ ابھی تک وہ فتنہ بیدار ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسین کے مقتل میں جو بھی موجود تھا ان میں سے کوئی نہ بچا کہ آپ کی جزاء کے صدمہ میں گرفتار و مبتلا نہ ہوا ہو اسی طرح حضرت کے اطراف میں اور گردونواح میں خونریزی اور خونخواری موجزن و جاری وساری ہے۔ حضرت کے وصال کے ساتھ ہی قحط اور وبا تین سالوں تک ان شہروں میں جاری رہی اور اس مملکت کا جہان ہلاکت میں چلا گیا۔

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد
تادل صاحبدلی نامد بدرد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی قوم کو رسوا و ذلیل نہ کرے تاکہ ایک دل صاحب دل کے نام کو خراب نہ کرے۔

حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں:

آب گینہ ایم شویم از شکست تیز
آزار باید آنکہ بود در شکست ما

ترجمہ: ہم شیشہ و بلور ہیں تیر کی شکست سے بھی دھوئے جاتے ہیں
تکلیف اس کے لئے ہے جو ہماری شکست کے نیچے ہو۔

اسی معنی میں کسی اور نے کہا ہے:

نجف خان نماند و نجف خانیش
نہ افراسیاب و نہ ہمدانیش
نہ لشک بماند نہ مرزا شفیع
شود حاکم نو بفضل ربیع

بعض نے ان اشعار کی نسبت حضرت صاحب کی طرف کی ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ حضرت صاحب ایسے اشعار ہرگز نہیں کہتے ایک روایت ہے کہ نواب ظابط خان پسر ولڑکا نواب نجیب الدولہ ایک دن نواب نجف خان کی عیادت کے لئے گئے دیکھا کہ نواب نجف خان بے حواس ہو کے بیٹھا ہوا ہے اس نے کہا نواب صاحب حوصلہ رکھیں اللہ تعالیٰ جلد شفا عطا کرے گا تو اس نے جواب دیا کہ آج کی رات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے خواب میں دیکھا جب میں نے سلام کیا تو آپ نے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا پھر میں اس طرف گیا تو آپ نے پھر اپنا چہرہ پھیر لیا تو آپ نے کہا اے مرزا نجف خان تو ابھی زندہ ہے جب میں نے ایک مرتبہ دیکھا تو حضرت جانجان آپ کی پشت مبارک پر چڑھ کر کھڑے ہیں اس وقت سے میری زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور زندگی کا جام ختم ہو چکا ہے یعنی میری زندگی کا رشتہ اختتام کو پہنچ گیا ہے اس وقت سے زندگی کی توقع ختم ہو چکی ہے نیز ایک سچا و پیارا عزیز حضرت خواجہ بزرگوار کی اولاد میں سے تھا اور حضرت مرزا صاحب کے دوستوں میں تھا اس فقیر کو بیان کرتے ہیں کہ رات میں نے حضرت کو

کسی معاملے میں دیکھا کہ آپ دہلی کے تمام مشائخ کے ساتھ ایک بلند مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں اور نواب نجف خان ان کے سامنے کھڑا ہے ایک مرتبہ حضرت جانجانان نے اس کے گلے میں موٹی و وزنی سنگل ڈالی اور مجھے بلایا اور کہا کہ اس زنجیر کو پکڑو اور زور سے کھینچو جب میں نے حضرت کے ہاتھ مبارک سے اس سنگل کو پکڑا اور جو کچھ بھی زور سے کھینچا تھا تو اس سے کام پورا ہو گیا اور صبح کے وقت جب یہ سارا واقعہ و ماجرہ ایک تاجر کو سنایا جو کہ نواب صاحب کے ساتھ معاملہ رکھتا تھا اور میرے ساتھ اس کی پرانی جان و پہچان تھی اور اس تاجر نے جب یہ بات سنی تو حواس باختہ و مضطرب ہو گیا اور اس نے نواب صاحب سے نرمی اور حیلوں اور تجربوں کے ساتھ اپنی رقم واپس وصول کی اور اچانک نواب صاحب کے فوت ہونے کی خبر پھیل گئی تو وہ عزیز و تاجر میرے پاس آیا اور بہت زیادہ شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ اتنی زیادہ رقم جو کہ نواب صاحب کے قبضہ میں تھی آپ جیسی بزرگ ہستیوں کی توجہ اور برکت سے وصول ہوئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور جزائے خیر سے مالا مال فرمائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ کہ یہ معمولات سیر اور احوال حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر انتہاء تک اخلاص کے اہتمام کے ساتھ مکمل ہوا جو کہ برگزیدہ ارباب یقین کے لئے آئین کی حیثیت رکھتا ہے اور مولانا بہاؤ الدین صاحب اَوْصَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُنْتَھٰی ھِمَّتِھِمْ (کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں کو انتہاء تک پہنچائے) کہ انہوں نے موتیوں کی لڑی کا انتظام کیا اور اختتام کی صورت کو بھی پالیا۔ جَزَاہُ اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ الْجَزَاءِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَۃَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ النُّقٰی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم و مہربانی اور حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایتِ خاص اور حضرت مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے اس کتاب کا

ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا اللہ تعالیٰ اس محنت کو مقبول و منظور فرمائے اور اس کی طباعت کا بہت جلد انتظام مہیا فرمائے اور اس کے پہلے ایڈیشن کے چھپوانے کا اہتمام کرمانوالہ بک شاپ کے مالکان کر رہے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور چار چاند لگائے۔

آمین یا رب العالمین بوسیلۃ سید الانبیاء والمرسلین

آج مورخہ ۹۴/۶/۴ بروز ہفتہ ۱۴۱۴ ہجری بعد نماز عصر قبل نماز مغرب یہ ترجمہ اختتام پذیر ہوا (والسلام مع الاحترام بوسیلۃ خیر الانام)

نائب خطیب داتا دربار

محمد الطاف نیروی

۹۴-۶-۴
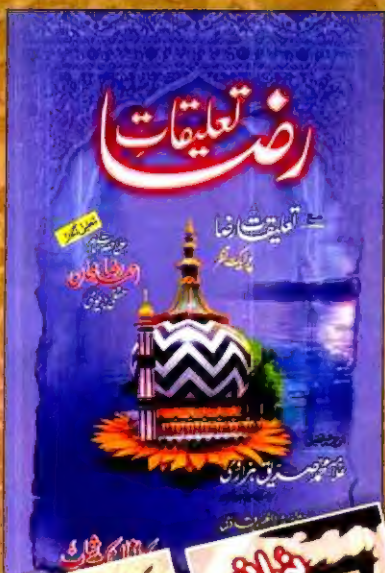
تعلیقاتِ رضا
کرمانوالہ بک شاپ
دکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور
Voice:+92 42 7249515